بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

+92-041-?618003

نام کتاب ——— مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

از افادات ——— حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب ——— فقیر شاہد محمود نقشبندی

ناشر ——— مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد

اشاعت اوّل ——— ستمبر 2005ء

اشاعت دوم ——— فروری 2006ء

اشاعت سوم ——— مئی 2006ء

اشاعت چہارم ——— اکتوبر 2006ء

اشاعت پنجم ——— اپریل 2007ء

اشاعت ششم ——— دسمبر 2007ء

اشاعت ہشتم ——— جون 2008ء

اشاعت نہم ——— ستمبر 2008ء

اشاعت دہم ——— جنوری 2009ء

تعداد ——— 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— فقیر شاہد محمود نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا

۱۴۱۱ھ

اوراس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار

☆☆☆☆☆

جب کوئی عورت اور مرد شرعی گواہان کے روبرو ایجاب وقبول کر لیتے ہیں تو دینی نکتہ نظر سے وہ میاں اور بیوی بن جاتے ہیں۔ گویا ایک فیملی یونٹ تشکیل پا جاتا ہے۔ اب دیکھنے میں تو یہ فقط دو بندوں کا ملاپ ہے اور معمول کی کاروائی ہے۔لیکن ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو دو بندوں کا یہ ساتھ، ایک عہد، ایک زمانے کی بنیاد ہوتا ہے۔ اگر تو دونوں میاں بیوی شریعت وسنت کا خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کرتے ہیں تو محبت و یگانگت کی ایسی فضا پیدا ہوتی ہے کہ نہ صرف ان کی اپنی زندگی مسرت وشادمانی سے بھر پور ہوتی ہے بلکہ ان کی اولاد پر بھی اس کے مثبت اثرات ظاہر ہوتے ہیں، اور ان سے ایسی نسلیں پیدا ہوتی ہیں ہیں جو زمانے کی قیادت کرتی ہیں۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے یہ دعا سکھائی،

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

[اے اللہ ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی

ٹھنڈک بنیں اور انہیں متقیوں کا امام بنا]

اور اگر خدانخواستہ دونوں میاں بیوی، سوچ و سمجھ سے عاری او ایک دوسرے حقوق پامال کرنے والے ہوں گے تو پھر شیطان کو وار کرنے کا موقع ملتا ہے۔ وہ ان کی زندگی میں ایسی تلخیاں گھول دیتا ہے کہ نہ صرف ان کی اپنی زندگی جہنم زار بنی رہتی ہے بلکہ اس کی نحوست ان کی اولاد پر بھی پڑتی ہے اور وہ منفی خیالات و رجحانات کی حامل بن جاتی ہے۔ وہ نہ صرف والدین کی ناک میں دم کرتی ہے بلکہ معاشرے میں برائی کی علامت (Symbol) بن جاتی ہے۔ تو میاں بیوی کا یہ ملن صرف دو انسانوں کا ملاپ نہیں ہوتا بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے۔

دراصل میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر یہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک اور ہموار چلتے رہیں تو زندگی کا سفر پرسکون اور خوشگوار گزرتا ہے۔ اگر یہ ٹیڑھے ہو جائیں، یا اپنی جگہ چھوڑ دیں تو ایکسیڈنٹ سے گھر کی گاڑی تباہ ہو جایا کرتی ہے۔ اور اگر پہیے چلتے تو رہیں لیکن ایسے بے ڈھب ہوں کہ ساری زندگی ''کھٹ کھٹ چوں چوں'' کا شور کرتے رہیں تو گاڑی مسلسل ہچکولے اور دھکے کھاتی رہتی ہے اور زندگی کا سفر انتہائی تلخ اور بے مزہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آج معاشرے میں اکثر گھروں میں کہیں کلی طور پر اور کہیں جزوی طور پر یہی صورتحال دیکھنے کو ملتی ہے۔ عجیب بات کہ باہم میاں بیوی ہوتے ہیں لیکن اعتماد و التفات کا نام نہیں ہوتا، ایک ہی گھر میں رہتے ہیں لیکن ایک کا منہ مشرق کی طرف اور دوسرے کا مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ بعض گھروں میں آئے دن کی تو تکار کے ساتھ ساتھ مار پیٹ تک کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ بقول شاعر

اک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نغمۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

فقیر نے بہت سے دیندار گھرانوں میں بھی انہی محرومیوں کا مشاہدہ کیا تو احساس ہوا کہ آج کے میاں بیوی کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اپنے ہی بوئے ہوئے کانٹوں میں الجھنے اور اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جلنے کی بجائے۔ شریعت و سنت کی روشن تعلیمات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے گھروں میں پیار کے دیپ جلائیں۔ شیطان کے جی کو جلائیں اور امن وچین کی بانسری بجائیں۔

اس ضمن میں زیمبیا (افریقہ) کی ایک کمیونٹی میں میاں بیوی کیلئے اصلاحی بیانات کا ایک سلسلہ چلا اور ازدواجی زندگی کے معاملات پر لب کشائی کا موقع ملا تو اس کے نتائج توقع سے بھی زیادہ شاندار نظر آئے۔ بہت سے نوجوان جوڑوں کے گھروں سے خوشگوار انقلاب کی حوصلہ افزاء خبریں سننے کو ملیں۔ اس سے فقیر کو ان باتوں کی افادیت کا اندازہ ہوا۔ لہٰذا فقیر کے دل میں یہ خواہش تو تھی کہ محبت کے اس پیغام کو عام کرنا چاہیے کہ "میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے"۔ تاہم عزیزی عزیزم ڈاکٹر شاہد محمود صاحب نے بیانات کی اہمیت کے پیش نظر انہیں طبع کروانے کی طرف عملی قدم اٹھایا تو دل بہت مسرور ہوا کہ انہوں نے فقیر کی دل کی تمنا کو پورا کر دیا۔ اللہ رب العزت انہیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ جو میاں بیوی بھی اپنے طرز زندگی کو کتاب میں دی گئی ہدایات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ تو ان کا گھر

خوشیوں کا گہوارہ بنے گا۔ اپنے آپ کو تو خوشیاں ملیں گی ہی، اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں گے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تو مطلوب ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں دنیا و آخرت میں خوشیوں بھری زندگیاں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

عرض مرتب

عام طور پر جو ماہر حکیم ہوتے ہیں وہ بڑے نبض شناس ہوتے ہیں۔ وہ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی مریض کا حال و کیفیت سمجھ جاتے ہیں۔ پھر مرض کی نوعیت کے مطابق دوا کھلاتے ہیں یا مرہم رکھتے ہیں اور اگر کوئی ناسور ہو تو نشتر بھی لگاتے ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ہی شان حکمت عطا فرمائی ہے۔ لیکن وہ روحانی حکیم ہیں۔ ان کا ذوق وجدان معاشرے کے بگڑے ہوئے پہلوؤں کو خود ہی ان پر اجاگر کر دیتا ہے پھر وہ اس کے حسب حال علاج بھی تجویز فرماتے ہیں۔ ہدایات کی صورت میں ہو، یا بیانات کی صورت میں۔ چونکہ ان کی اصلاح بھی حکیمانہ ہوتی ہے لہٰذا وہ انتہائی باریک نکات و جزئیات کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور ہر ہر پہلو پر مؤثر رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہی چیز ان کے بیانات کو منفرد بنا دیتی ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت کے کچھ ایسے ہی بیانات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے خوشگوار ازدواجی زندگی کے متعلق ارشاد فرمائے۔ کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی کی تو ہر کوئی تمنا کرتا ہے۔ لیکن بہت سے عوامل ایسے ہوتے ہیں جو اس میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ حضرت نے اپنے ان بیانات میں انہی عوامل کو تفصیل سے

بیان کیا ہے۔ اور ان کے سد باب کیلئے ایسے اعمال و افعال تجویز کیے ہیں جس پر عمل کر کے میاں بیوی کی زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی آسکتی ہے۔ عمل کی نیت سے پڑھنے والے یقیناً اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں گے۔

عاجز کیلئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ ان بیانات کی ترتیب و اشاعت کا موقع ملا۔ فیض تو یہ حضرت دامت برکاتہم کا ہی ہے لیکن اللہ کی شان ہم جیسے مفت خورے بھی مفت میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے امید ہے کہ بندہ کو اس کے اجر و ثواب اور اس کی برکات سے محروم نہیں فرمائیں گے۔ **وماذالک علی اللہ بعزیز**

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی غفرلہٗ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور ازدواجی زندگی

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

اسلام اور ازدواجی زندگی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ○

وَ قَالَ تَعَالٰی فِی مقامٍ اٰخر

وَاَنْکِحُوْا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اِذَا تَزَوَّجَ العَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

ہر چیز جوڑا جوڑا

اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا (یٰسٓ:۳۶)

[پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنا دیا]

چنانچہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کا زوج یعنی جوڑا بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب بنایا تو وہ جنت میں اکیلے تھے۔ اگرچہ کہ وہ جنت کی نعمتوں میں تھے لیکن تنہائی کا احساس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تنہائی دور کرنے کیلئے، ان کی دل بستگی کیلئے، اماں حوا علیہا السلام کو پیدا فرما دیا۔ جس سے ان کی زندگی میں ایک نئی بہار آگئی اور دونوں جنت میں خوش و خرم رہنے لگے۔ تو معلوم ہوا کہ عورت کے بغیر جنت جیسی جگہ پر بھی مرد کی زندگی ادھوری ہے۔ مرد و عورت کا جوڑا ایک دوسرے کی تسکین و راحت کیلئے بھی ضروری ہے اور نسل انسانی کی بقا کیلئے بھی ضروری ہے۔

شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے ہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

اسلام میں ازدواجی زندگی کی اہمیت

اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے انسانوں کو مجرد زندگی گزارنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اس نے انسان کو ایسی زندگی گزارنے کا حکم دیا جس کے تحت وہ اپنی تمام معاشرتی ذمہ داریاں پوری کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لا رهبانية في الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے)

اسلام نے یہ تعلیمات نہیں دیں کہ تم ترک دنیا کر لو اور جنگلوں اور غاروں میں جا کر رہنا شروع کر دو۔ اسلام معاشرتی زندگی گزارنے پر زور دیتا ہے۔ اسی لئے دین میں ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی۔

تین صحابی تھے، خدا خوفی رکھنے والے اور عبادت کا شوق رکھنے والے تھے۔
ایک دفعہ وہ تینوں اکٹھے بیٹھے تھے تو ایک نے کہا کہ میں رات بھر نمازیں پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں ساری زندگی روزے رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا میں ساری زندگی عورت سے علیحدہ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ کو ان کی اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا کہ دیکھو تم نے اس طرح کی باتیں کی ہیں جو مناسب نہیں۔ خدا کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، نکاح بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، دیکھو جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔

اسی طرح ایک اور صحابی تھے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ انہوں نے عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور ارادہ کیا کہ وہ اپنی شہوت والی نس ہی ختم کروا دیں تاکہ یکسو ہو کر عبادت کر سکیں نبی علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو اس چیز سے منع فرما دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام میں مجرد زندگی کی بجائے ازدواجی زندگی گزارنے پر زور دیا گیا۔

لہٰذا قرآن پاک میں نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ

اور جو تم میں سے بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو

ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ

خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً . (النساء:۳)

[پس تم نکاح کرو ان عورتوں کے ساتھ جو تمہیں پسند ہوں، دو ہوں، تین ہوں، چار ہوں، پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر تم صرف ایک سے نکاح کرو]

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ [نکاح میری سنت ہے] (ابن ماجہ)

پھر فرمایا

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

انسان کی زندگی میں نکاح کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں نکاح کو آدھا ایمان کہا گیا ہے۔ فرمایا:

اَلنِّكَاحُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

تو اب دیکھئے کہ ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنے ہی نیک عمل کرے اور کتنی ہے عبادت کرے اس کا ایمان آدھا ہے۔ جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ (مشکوۃ)

بندے نے جب شادی کر لی تو اس نے نصف دین کو پورا کر لیا

انبیاء کرام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

- الحیاء: حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔
- والتعطر: یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔
- والسواک: یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔
- والنکاح: یعنی تمام انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِکَ وَ جَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً

[اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں] (الرعد:٦)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیا علیہم السلام دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر ساتھ ہی وہ ازدواجی زندگی بھی گزارہ کرتے تھے۔ اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔

غیر شادی شدہ حضور ﷺ کی نظر میں

جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اگر یہ مال و دولت والے ہوں پھر بھی مسکین ہیں؟ فرمایا ہاں پھر بھی یہ مسکین ہیں۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس

حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

حضرت عکاف ؓ بن بشر ایک نوجوان صحابی تھے ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اے عکاف! کیا تمہاری بیوی ہے، جواب دیا نہیں۔ پھر پوچھا کیا لونڈی ہے حضرت عکاف ؓ نے کہا وہ بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صلاحیت رکھتے ہو اور خوشحال بھی ہو پھر شادی نہیں کی اذ انت من اخوان الشیاطین پھر تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو۔

اور واقعی جو جوان ہو اور غیر شادی شدہ ہو شیطان کا بہترین ٹارگٹ ہوتا ہے۔ شیطان پوری کوشش کرتا ہے اسے کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا کردے۔ اور بالفرض وہ گناہ سے بچ بھی جائے پھر بھی وہ شیطانی خیالات سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے نکاح جو ہے یہ گناہ سے بچنے کا بہترین راستہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جب بچے بچیاں جوان ہو جائیں اور والدین ان کے نکاح میں غیر ضروری دیر کریں تو اگر سوچ میں کوئی گناہ کریں یا ویسے گناہ کریں تو اس گناہ کا وبال ان کے والدین یا سرپرست پر پڑے گا۔ جنہوں نے ان کا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔

پانچ وصیتیں

حضرت علی ؓ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین ﷺ نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

◎عجلوا بالصلوۃ قبل الفوت

(تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)

◎عجلوا بالتوبۃ قبل الموت (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)

◎ جب کوئی آدمی مرجائے تواس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

◎ تمہارے سر پر قرض ہوتو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

◎ جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین نے ان کی شادی کرنے میں کئی طرح کے عذر بنا رکھے ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا رشتہ باہر نہیں کرنا، بعض کہتے ہیں ابھی اتنا جہیز تو بنالیں...... یقین جانیئے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی احتیاط

ہمارے حضرات ان معاملات میں بڑے محتاط ہوتے تھے۔ ہم نے اپنے بزرگوں کی حالات زندگی میں پڑھا ہے کہ اگر کسی کے ہاں جوان العمر بیٹی ہوتی اسے جوان ہوئے چند سال ہو چکے ہوتے اور اس کا والد اس کا نکاح نہ کر رہا ہوتا تو وہ اس کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے کہ اس نے جوان بیٹی کو گھر میں بٹھایا ہوا ہے۔ اور جس بندے نے قرض لیا ہوتا اور وہ ارادتاً قرض نہیں لوٹا رہا ہوتا تھا تو ہمارے بزرگ اس کی دعوت قبول نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے گھر کا کھانا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسے اتنے فالتو ہیں کہ وہ دعوت کر رہا ہے تو وہ قرض ادا کیوں نہیں کرتا۔

ایک غلط سوچ

ہم جب بھی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو گناہوں سے بچیں گے

اور جب شریعت کو نظر انداز کریں گے تو گناہوں میں پھنسیں گے۔ آج حالت یہ ہوئی ہے کہ ابھی بڑی بیٹی کے نکاح کا فیصلہ نہیں کیا ہوتا اور نیچے کی چار بیٹیاں جوان ہو چکی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو لوگ بڑی بیٹی کی منگنی کر کے سوچتے ہیں کہ پھر کچھ عرصہ بعد نکاح کر دیں گے اور پھر اگلے سال رخصتی کریں گے۔

یہ سوچ انتہائی غلط سوچ ہے۔ شریعت نے جہیز وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اس نے تو موٹا سا اصول سمجھا دیا ہے کہ جب مناسب رشتہ مل جائے تو تم اپنے سر سے فرض ادا کر دو۔

اہمیت نکاح

ایک بات یاد رکھیں، جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے اجتناب کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شریعت نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تاکہ تمہیں اپنے آپ کو پاکباز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اور اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

زنا اور نکاح میں فرق

زنا اور نکاح میں یہ فرق ہے کہ زنا فقط جنسی تقاضے کو پورا کرنے کا نام ہے۔ جبکہ نکاح میں اس عورت کی ذمہ داری لینی پڑتی ہے، اس کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور

عورت اس کی وراثت میں شامل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھنا، جہاں بے اعتدالی کی زندگی ہوتی ہے وہاں لوگ نکاح سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ کر اس سے جنسی لذت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

☆......فرانس کا ایک انجینئر تھا...... میں اس کی بات سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں ورنہ سچی بات یہ ہے کہ وہ بات نقل کرنے کے قابل بھی نہیں ہے...... وہ کسی جگہ ایک فیکٹری کی Inspection (معائینے) کے لئے آیا۔ وہاں کے انجینئر لوگ اس سے مذاق کرتے تھے کہ تو ایک مہینے کے لئے آیا ہے، جب تو واپس جائے گا تو معلوم نہیں کہ تیری بیوی تیرے پاس ہوگی یا نہیں۔ وہ آگے سے کہتا تھا کہ فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ

Womem are like buses if you miss one, take another one.

[عورتیں بسوں کی مانند ہوتی ہیں، اگر تم ایک سے رہ جاؤ تو پھر دوسری پر سوار ہو جاؤ]

استغفر اللہ، جس معاشرے میں پڑھے لکھے حضرات کا یہ حال ہو وہاں عورت کا کیا مقام ہوگا۔ یورپ کی عورت نے اپنا مقام خود گرایا ہے۔

☆......ایک مرتبہ مجھے UK کا ایک لکھا پڑھا انجینئر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے اسے بتا دیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ وہ جواب میں کہنے لگا، میں ابھی کنوارا ہوں۔ میں نے کہا، آپ کی عمر تو زیادہ لگتی ہے۔ وہ کہنے لگا، ہاں اس وقت میری عمر باون (۵۲) سال ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم انجینئر بھی ہو اور اتنی عمر بھی ہو چکی ہے، تو تم نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ اس نے جواب دیا،

If you can find milk in the market, there is no need to have a cow in your house.

[جب تمہیں بازار سے دودھ مل جاتا ہے تو پھر تمہیں گھر میں گائے پالنے کی ضرورت نہیں ہے]

اندازہ کریں کہ وہ کیسا بے شرمی اور بے حیائی کا معاشرہ ہوگا جہاں پڑھے لکھے لوگ ایسا ذہن رکھتے ہوں۔ اسلام نے اس بے حیائی کی پرزور مخالفت کی ہے اور اس کے مقابلے میں شرم وحیا والی زندگی اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی جو مجھے مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نظر نہیں آئی۔ شریعت نے کہا ہے کہ اگر تم زندگی کا ساتھی چاہتے ہو تو تمہارا **Long time decision** (لمبے عرصے کے لئے فیصلہ) ہونا چاہئے۔ تھوڑی دیر کے ساتھی تو بڑے ملتے ہیں لیکن زندگی کے ساتھی بہت کم ملتے ہیں۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے۔ اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو

ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی سادگی میں مارے جاتے ہیں۔ حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔ او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔ کیوں؟ ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو حق مہر نبی اکرم نے ادا فرمایا۔ اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے۔ ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانش مندی، نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) (اختیارات) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجل ہوگا یا مؤجل ہوگا۔ عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہوگا۔ عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجل ادا کرنا

ضروری ہے۔ خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عندالطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَکُلُوْهُ هَنِیْئًا مَّرِیْئًا (النساء: ۴)

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر کا حکم

جب نکاح ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا

[اَفْشُوْا النِّکَاحَ بَیْنَکُمْ] ''تم نکاح کی آپس میں خوب تشہیر کرو''

تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آج سے فلاں لڑکا اور فلاں لڑکی میاں بیوی بن کر گزاریں گے، چھپ کر نکاح کرنے سے منع کر دیا۔ اس کا فائدہ یہ کہ دولت والے، مال والے بعض اوقات اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے چپکے چپکے کھیل کھیلتے ہیں، شریعت نے اس کو منع فرما دیا کہ نکاح جب کرو تو اس کو سب پر ظاہر کرو۔ جیسے کچھ لوگوں کے ہاں متعہ ہوتا ہے۔ انہوں نے زنا کا دوسرا نام متعہ رکھ دیا ہے۔ جہاں انسان نکاح کو چھپائے گا سمجھ لینا کہ وہاں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔

جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مسجد میں نکاح کا پڑھنا سنت ہے کیونکہ مسجد میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے کہ زیادہ لوگوں کو بلانا چاہیے تاکہ نکاح کی تشہیر ہو جائے۔ اس میں اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

مسجد میں نکاح کا فائدہ

مسجد میں نکاح کرنے میں ایک خاص بات ہے۔ اگر گھروں میں نکاح ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی تو بیٹھا گپیں مار رہا ہوگا، کوئی سگریٹ پی رہا ہوگا، کوئی تصویریں بنا رہا ہوگا گویا سب دل غافل ہوں گے۔ حالانکہ نکاح وہ وقت ہوتا ہے جب دو افراد کی نئی زندگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہوتی ہے اور اس بنیاد میں ان کو دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ نکاح کے وقت زیادہ لوگوں کو بلانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ زیادہ لوگوں کی دعاؤں سے ان کے نئے گھر کی بنیاد پڑے۔ اس لئے گھر میں اور مسجد میں پڑھے گئے نکاح میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اب دیکھیں کہ آپ یہاں مسجد میں جتنے بھی بیٹھے ہیں، باوضو ہیں اور سگریٹ پینے والے بھی اس وقت سگریٹ نہیں پی سکتے کیونکہ یہ مسجد ہے، دل اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور خیر کی بات ہو رہی ہے۔ جب نکاح پڑھیں گے اس وقت بھی دعا کرتے ہوئے اللہ کی طرف دل متوجہ ہوں گے۔ گویا لڑکے اور لڑکی کو آپ کی طرف سے دعاؤں کی شکل میں تحفہ مل رہا ہوگا۔

نکاح کی تقریب میں قبول اسلام

ہم نے یورپ اور امریکہ میں دیکھا کہ نکاح کی محفل کو دیکھ کر کئی غیر مسلم عورتیں اور مرد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ہم نے نکاح کی ایک تقریب میں بیان کیا۔ پھر نکاح پڑھا۔ جس لڑکی کا نکاح تھا وہ ایک دفتر میں کمپیوٹر انجینئر تھی، اس کے دفتر کی دوسری لڑکیاں بھی آئی ہوئی تھیں...... ان میں سے کئی غیر مسلم بھی تھیں۔ وہ نکاح کی اس تقریب سے متاثر ہو کر کہنے لگیں کہ اسلام میں تو بہت ہی احسن طریقے سے نکاح ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہیں۔

سب سے برکت والا نکاح

نکاح اور شادی کیلئے جو بکھیڑے آج کل ڈالے جاتے ہیں یہ کوئی دین اسلام نے ہمیں نہیں بتائے بلکہ یہ سب بے دینی کا نتیجہ ہے۔ اسلام میں تو سادہ اور کم خرچ نکاح کو پسند کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤْنَۃً (مشکوۃ: ص۲۲۸)

سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو

یعنی جس نکاح میں جتنا تکلف کم ہوگا، آسانی کے ساتھ ہوگا، اخراجات کم سے کم ہوں گے وہ اتنا زیادہ برکت والا نکاح ہوگا۔ اس نکاح کی برکت سے میاں بیوی کی زندگی میں بھی خوشیاں آئیں گی برکتیں آئیں گی۔

اس کے برعکس وہ نکاح جس میں طرح طرح کی رسومات اور خرافات ہوں، خلاف شریعت اعمال ہوں، مال و دولت کا ضیاع ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے اور اس کی بے برکتی اس نئے جوڑے کی زندگی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بچیوں کو گھر سے رخصت کرتے ہیں اور وہ دوسرے دن روتی ہوئی گھر آجاتی ہیں۔ گویا نکاح کی جو اصل روح تھی وہ نکل چکی ہے اور مردہ باقی رہ گیا ہے۔

قابل افسوس واقعہ

لاہور میں ایک صاحب کی بیٹی کی شادی ہونی تھی۔ اس نے ایک سال پہلے اس کی پلاننگ شروع کر دی۔ کارڈ چھپوائے اور بڑے پیسے خرچ کئے۔ حتی کہ اس نے یہاں تک انتظام کیا کہ اس نے بارات کے ساتھ آنے والے ہر مہمان کے گلے میں ایک ہزار روپے کا ہار ڈالا۔ اور وہ برتن جن میں باراتیوں نے کھانا کھایا

وہ پتھر کے بنے ہوئے انمول قسم کے برتن تھے۔ وہ برتن اس نے خود بنوائے تھے۔ ان برتنوں پر اس نے اس شادی کی یادگار بھی لکھوائی تھی۔ ہر باراتی کو اجازت تھی کہ وہ اپنے استعمال میں آنے والے برتن یادگار کے طور پر لے جا سکتا ہے۔

ادھر لڑکے والوں نے بھی کیا خوب انتظام کیا کہ چڑیا گھر سے کرائے پر ہاتھی لے آئے۔ دولہا میاں اس ہاتھی پر بیٹھ کر سسرال پہنچا...... جیسے جنگ کرنے چلا ہو......اس کے علاوہ بھی انہوں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا۔

جب رخصتی ہوگئی اور مرد گھر واپس آئے تو عورتوں نے لڑکی کے والد سے پوچھا کہ حق مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ اس وقت ان کو خیال آیا کہ ہم نے تو نکاح پڑھا ہی نہیں ہے۔ تب انہوں نے باراتیوں کی طرف پیغام بھجوایا کہ بارات کو یہیں راستے میں ہی روک لیا جائے تاکہ لڑکی کا نکاح کرنے کے بعد اس نئے گھر میں داخل کیا جائے۔ اندازہ کیجئے کہ اتنے پیسے خرچ کئے اور اتنے عرصے سے پلاننگ کی۔ ہر چیز کا تو خیال رکھا لیکن اللہ کے حکم کا خیال نہ رکھا۔ یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔

آج ہم نے طرح طرح کے رسوم و رواج کو نکاح کا حصہ بنا دیا ہے جس کی وجہ سے نکاح کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ لیکن یاد رکھیں جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ شریعت نے ہمیں یہ کہا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تاکہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔

نکاح ایسے بھی ہوتا تھا......!!!

صحابہ کرام کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا کہ ایک صحابی ﷛ کسی گھر میں نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اس گھر والے آپ کے واقف ہیں لہٰذا آپ میرا پیغام پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ انہوں نے جب ان کے گھر میں جا کر ان کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے بات سن کر کہا کہ ان

سے نکاح کرنے کو تو ہمارا دل نہیں چاہتا البتہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو آپ سے کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا پھر مجھ ہی سے کر دیں۔ گھر کے مرد وہیں موجود تھے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ گواہ بن گئے اور وہیں ان کا نکاح کر دیا گیا۔ جب وہ باہر نکلے تو اپنے دوست سے معذرت کرنے لگے کہ معاف کرنا، میں تو آپ کے نکاح کا پیغام لے کر گیا تھا، وہ انہوں نے قبول نہ کیا اور مجھے کہا کہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے نکاح کر دیتے ہیں، چنانچہ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں نکاح کر لیتا ہوں۔ آپ اس سوچ میں تھے مگر میرا نکاح ہو گیا ہے، لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ جواب میں ان سے معذرت کرنے لگے کہ مجھے معاف کر دینا کہ اس نے آپ کی بیوی بننا تھا اور میں اپنے لیے کوششیں کرتا رہا۔ سبحان اللہ دوستی بھی قائم رہی اور نکاح بھی ہو گیا۔

دنیا میں جنت کے مزے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ آپ ابتدائے جوانی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے لیا۔ حتیٰ کہ آپ دورۂ حدیث کے درجے تک پہنچ گئے۔

آپ یہ واقعہ خود سنایا کرتے تھے کہ جب میرے سسر کو ان کے گھر والوں نے کہا کہ اب ہماری لڑکی جوان ہے اس لئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کر کے نکاح کر دینا چاہیے۔ وہ پنجاب کے مدارس کے دورے پر نکلے تاکہ انہیں اپنی بچی کے لئے کوئی عالم فاضل نوجوان مل سکے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند پہنچ گئے۔ جب انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کو دیکھا تو ان کی نگاہیں میرے اوپر ٹک گئیں۔ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ طالب علم کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور مسلمان ہو کر ہمارے

پاس علم حاصل کر رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا، کیا یہ شادی شدہ ہے؟ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں، انہوں نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کیا یہ شادی کرنا چاہتا ہے؟ تو میرے استاد محترم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟ میں نے عرض کیا، حضرت! میں مسلمان ہوں اور میرا سارا خاندان کافر ہے، اب مجھ اکیلے کو کون اپنی بیٹی دے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی اپنی بیٹی آپ کو دے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا، حضرت! میں اس سنت کو ضرور ادا کروں گا، میں اس کے ترک کا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ چنانچہ میرے سسر صاحب نے فرمادیا کہ کل عصر کے بعد نکاح ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ کل میرا نکاح ہے۔ طلباء طلباء ہی ہوتے ہیں۔ وہ یہ سن کر مجھ سے محبت پیار کی باتیں کرنے لگ گئے۔ کافی دیر کے بعد ایک دوست نے کہا، جی آپ کے کپڑے بڑے میلے ہیں لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوست سے ادھار کپڑے لے لیں اور وہ پہن کر نکاح کی تقریب میں جائیں۔ میں نے کہا کہ میری عزت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی، میں جو کچھ ہوں سو ہوں، میں ادھار تو نہیں مانگوں گا...... طلباء بھی منطقی ہوتے ہیں، آسانی سے نہیں چھوڑتے...... چنانچہ وہ کہنے لگے، اچھا اگر کسی دوسرے سے نہیں مانگنا تو آپ اسی سوٹ کو دھو کر دوبارہ پہن سکتے ہیں تاکہ صاف کپڑے ہوں۔ حضرت کے اپنے الفاظ ہیں کہ۔

''میرے بھیڑ کُد پئے'' یعنی میری بدبختی آگئی کہ میں نے اپنے دوست کی بات مان لی۔ چنانچہ میں نے اگلے دن دھوتی باندھی اور کپڑے دھو لیے۔ سردی کا موسم تھا اور اوپر سے آسمان ابر آلود ہو گیا۔ عصر کا وقت آگیا۔ میں نے مسجد کے ایک طرف کپڑے ہوا میں لہرانے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی دعائیں بھی مانگنی

شروع کر دیں کہ اے اللہ! ان کپڑوں کو خشک فرما دے۔ اور موسم کی خرابی کی وجہ سے کپڑے خشک ہونے پر نہیں آرہے تھے۔ حتی کہ عصر کی اذان ہوگئی اور میں نے سردی کے موسم میں گیلے کپڑے پہنے اور مجمع میں آکر بیٹھ گیا، لیکن میرے سسر کا دل بھی سونے کا بنا ہوا تھا کہ ان کی نظر ان چیزوں پر بالکل نہیں تھی، انہوں نے دیکھا کہ کل بھی یہی کپڑے تھے اور میلے تھے اور آج بھی وہی کپڑے ہیں اور گیلے ہیں اور اس کے پاس کوئی دوسرا جوڑا بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد رخصتی ہوگئی۔

ابتداء کے چند دنوں میں میرے اوپر فاقے آئے کیونکہ میں طالب علم تھا اور تازہ تازہ پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔ کمائی کا کوئی ایسا سلسلہ بھی نہیں تھا۔ کبھی کھانے کو مل جاتا اور کبھی نہ ملتا۔ کچھ عرصہ میری دلہن میرے گھر میں رہی۔ اس کے بعد جب وہ اپنے والدین کے گھر گئی تو اس کی والدہ نے اس سے پوچھا، بیٹی! تو نے اپنے نئے گھر کو کیسے پایا؟ فرماتے ہیں کہ میری بیوی تقیہ، نقیہ، نیک اور پاک عورت تھی، اس کی نظر میری دینداری پر تھی، چنانچہ اس نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی والدہ سے کہا،

''اماں! میں تو سمجھتی تھی کہ مر کر جنت جائیں گے لیکن میں جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں''۔

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے۔

''میرے سسر نے مجھے اس وقت پہچان لیا تھا جب احمد علی احمد علی نہیں تھا اور آج تو احمد علی احمد علی ہے''۔

تو دیکھیں کہ یوں بھی نکاح ہوا کرتے تھے۔ ہمارے اکابر یونہی نکاح کیا کرتے تھے اور آج کل دیکھیں کہ نکاح کو ہم نے کتنا بڑا مسئلہ بنا لیا ہے۔ اسی لئے پھر برکتیں نہیں ہوتیں۔ گھر آباد ہونے کی بجائے گھر برباد ہوتے ہیں۔ تو ہمیں

چاہیے کہ ہم سادگی سے نکاح کیا کریں۔

نکاح کے بعد اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرما دیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بیالیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔ گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں بھی سن لیں۔

- شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت

گا یئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے رہیں۔

- ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔
- مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔
- وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔
- نیک بیوی، یعنی ہمدم وہمراز نیک ہوتو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

بیوی کا انتخاب

شریعت نے شادی کا معاملہ فقط لڑکے اور لڑکی پر نہیں چھوڑا بلکہ یہ بات سمجھائی کہ یہ دو انسانوں اور دو جسموں کا ملاپ نہیں بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہے۔ کفر کی دنیا میں شادی دو جسموں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اور دین اسلام میں شادی دو خاندانوں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ لڑکے اور لڑکی کی عمر میں ناتجربہ کاری ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کو صحیح طرح نہیں سمجھ سکتے، جذباتیت غالب ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو فیصلہ کرنے میں غلط فہمیاں ہوں اور کل ان کو مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ ماں باپ چونکہ زندگی گزار چکے ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر بہتر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔

A young leading the young is like lion leading the lion

نوجوان کسی نوجوان کا گائیڈ ہو وہ ایسے ہی جیسے ایک شیر دوسرے شیر کا رہبر ہو لیکن

Both fall in to the bitch

دونوں گڑھے میں گر سکتے ہیں۔

ایک صحیح رہبر وہی ہوتا ہے جو اس راستے سے چل چکا ہو جس راستے پر تم چلنا چاہتے ہو۔

اس لئے شریعت نے کہا کہ لڑکے اور لڑکی کو چاہیے کہ شادی کے معاملے میں ماں باپ کی تجویز کو زیادہ وزن دیں ان کو موقع دیں۔ وہ چناؤ کریں اور چننے کے بعد لڑکے اور لڑکی سے بھی پوچھا جائے۔ اگر دو چار تجاویز موجود ہیں تو لڑکے اور لڑکی کو ان میں سے Choice (انتخاب) کرنے کا اختیار دیا جائے۔ اسی طرح جب سب مل کر فیصلہ کریں گے تو پھر ایک ایسا کام ہوگا کہ جس میں سب کی منشاء اور رائے بھی شامل ہوگی اور تجربے کی وجہ سے دھوکہ کھانے کے بھی امکانات کم ہوں گے۔

کفر کی دنیا میں لڑکا لڑکی مل کر شادی کرتے ہیں۔ بڑوں کا اس میں کوئی مشورہ شامل نہیں ہوتا، ان کی کوئی برکت شامل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں پر ایک ایک دو دو سال شادی سے پہلے اکٹھے رہنے کے باوجود جب شادی کرتے ہیں تو جلد ہی طلاق کی نوبت آ جاتی ہے۔ اب ذرا غور کیجئے جس معاشرے میں نوے فیصد عورتوں کو طلاق ہو جائے بھلا اس کے دل کو سکون کہاں ملے گا۔ دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ کبھی ادھر للچا کے دیکھتی ہیں کبھی ادھر۔ اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتی ہیں مگر دین اسلام میں عورت کی کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر شفقت فرمائی اور اس کو یہ پروٹیکشن دی کہ نہیں نکاح کے ذریعے خاوند تمہارا ذمے دار بنے گا اور

تمہارے ماں باپ اس میں شریک ہوں گے۔ لہٰذا وہ تمام رشتے جن میں ماں باپ بھی نیک اور دیندار ہوں اور نیکی اور دینداری کو سامنے رکھیں۔ لڑکا اور لڑکی بھی اپنی نیکی کو سامنے رکھیں اور پھر رشتے دین پر طے ہوں تو ایسے تمام گھرانوں کے اندر سکون ہوتا ہے اور محبتیں ہوتی ہیں اور پیار ہوتا ہے۔

لومیرج نہیں لوآفٹر میرج

آج کفر کی دنیا میں Love Marraige (محبت کی شادی) کا لفظ بہت عام ہے۔ وہ لوگ شادی سے پہلے ہی جنسی تعلقات اختیار کر لیتے ہیں۔ Live together (اکٹھے رہنا) شروع کر دیتے ہیں۔ شریعت اسلام نے اس کو سو فیصد حرام قرار دے دیا۔ فرمایا کہ اسلام میں لومیرج کا تصور نہیں بلکہ Love after marriage لوآفٹر میرج (شادی کے بعد محبت) کا تصور ہے۔ جب نکاح ہو گیا تو جتنی محبت کرو گے اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا۔

اس اجر کا تصور یہاں تک پیش کیا گیا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب میاں اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے میاں کو دیکھ کر مسکراتی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ محبتوں بھری زندگی کو کتنا پسند کرتے ہیں۔

نکاح کی چار وجوہات

حدیث پاک میں آیا ہے ابوھریرہ ؓ کی روایت ہے:

تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَ لِجَمَالِهَا وَ لِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ (مشکوٰۃ)

[کسی عورت سے چار وجوہات کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب نسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے، اس کی دین داری کی وجہ سے۔ تم دین دار عورت سے نکاح کرنا تمہارے ہاتھ مٹی میں مل جائیں]

تو حدیث شریف میں نکاح کرنے کی چار وجوہات ارشاد فرمائی گئیں۔

پہلی وجہ "مال"

پہلی وجہ ارشاد فرمائی لِمَالِهَا اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں کہ کوئی مال دار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروا دیں گے، جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں۔ اب بتائیں کہ جس شادی کی بنیاد ہی میں لالچ اور مفاد پرستی پر ہو گی تو اس نے کیا کامیاب ہونا۔ نیت کا یہ کھوٹ ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔

دوسری وجہ "حسب نسب"

دوسری وجہ فرمائی لِحَسَبِهَا اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ جیسے بعض دفعہ دیکھتے ہیں کہ بڑے اچھے رشتے اس وجہ سے ٹھکرا دیتے ہیں کہ ہم نے فلاں برادری میں نکاح نہیں کرنا۔ بعض دفعہ اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں کہ چلو ہماری بھی عزت بنی رہے گی۔ تو یہ حسب نسب کو دیکھ کر بھی رشتے کیے جاتے ہیں۔

تیسری وجہ "جمال"

تیسری وجہ فرمائی لِجَمَالِهَا یعنی اس کے حسن و جمال کی وجہ سے شادی کی

جائے۔عموماً لڑکی کے حسن و جمال کو بھی دیکھ کر شادی کی جاتی ہے۔لیکن جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

عموماً آج کل کے نوجوان لڑکی کے حسن و جمال کو دیکھ کر مر مٹتے ہیں۔ چونکہ صرف ظاہر کو دیکھا ہوتا ہے اور جذبات ہوتے ہیں اس لئے ابتدا میں فیصلہ تو کر لیتے ہیں لیکن جب اکٹھے وقت گزرتا ہے تو پھر اصل عادات و اطوار اور اخلاق سامنے آتے ہیں۔تب حقیقت کھلتی ہے کہ ہم نے تو ظاہری حسن کو دیکھا تھا لیکن یہ تو مصیبت گلے پڑ گئی۔اس لئے پہلے ہی اس بات کو سمجھ لینا چاہیے کہ صرف حسن کو لڑکی کے انتخاب کا معیار نہ بنایا جائے۔

چوتھی وجہ ”دین داری“

چوتھی وجہ فرمائی وَ لِدِيْنِهَا اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اور فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ محبتوں کا گہوارہ بنے گا۔خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو فقط آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنيا متاع وخير متاعها المراة الصالحة

[دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے]

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔

نیک نیتی پر نبی علیہ السلام کی دعاء

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (طبرانی شریف کی روایت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں، فرماتے ہیں:

مَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً لِعِزِّهَا لَمْ يَزِدْهُ اِلَّا ذِلَّةً وَ مَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ اِلَّا فَقْرًا وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسْبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا دَنٰى هَا وَمَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً لَمْ يُرِدْ بِهَا اِلَّا اَنْ يَّغُضَّ بَصَرَه وَ يَحْصُنَ فَرْجَهُ وَيَصِلُ رَحِمَه بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيهَا وَ بَارِكَ لَهَا فِيهِ

(۱)......جس نے اس نیت کے ساتھ کسی لڑکی سے نکاح کیا کہ اس کی عزت بڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نہیں بڑھاتے مگر اس کی ذلت کو۔

(۲)......اور جو اس لئے اس سے شادی کرے کہ اس کے پاس مال بہت ہے تو اللہ تعالیٰ نہیں بڑھاتے مگر اس کے فقر کو۔

(۳)......اور جس نے حسب اور اس کی خاندانی شہرت کی وجہ سے اس سے شادی کی تو اللہ تعالیٰ نہیں بڑھاتے مگر اس کی پستی کو۔

(۴)......اور جس نے اس لئے عورت سے شادی کی کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھ سکے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر سکے اور رشتے ناطوں کو جوڑ

سکے، اللہ تعالیٰ اس خاوند کو بیوی میں برکت عطا فرمائے اور اس عورت کو اس خاوند میں برکت نصیب فرمائے۔

تو نکاح کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ میں پاک دامنی کی زندگی گزاروں گا، اپنی نگاہوں پر قابو پاؤں گا اور رشتے ناطوں کو میں جوڑوں گا، جن کو شریعت نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، تو جوان مقاصد کو سامنے رکھ کر نکاح کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب نے دعا کی ہے۔ لہٰذا اس کی ازدواجی زندگی میں نبی علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت بھی شامل ہوگی۔

نیک بیوی کی چار صفات

علماء نے لکھا ہے کہ نیک بیوی کے اندر چار صفات ہوتی ہیں۔

(۱) اس کے چہرے پر حیاء ہو...... یاد رکھئے کہ سرخی پوڈر سے انسان کے جمال میں اضافہ نہیں ہوتا، انسان کے جمال میں تو حیاء کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے، جس کے چہرے پر حیاء ہو اللہ رب العزت اس کے چہرے کو پرکشش بنا دیتے ہیں۔

(۲) زبان کے اندر شیرینی ہو...... یعنی نرم بولنے والی ہو، جب خاوند سے بات کرے تو نرم لہجے میں کرے۔ عام طور پر جو عورتیں غیروں سے بات کرتی ہیں تو سارے جہان کی شیرینی ان کی زبان میں آجاتی ہے اور جب خاوند سے بات کرتی ہیں تو سارے جہان کی کڑواہٹ ان کی زبان میں ہوتی ہے، اس کو شریعت نے منع فرما دیا۔ لہٰذا جب خاوند سے بات کرے تو زبان کے اندر شیرینی ہونی چاہیے۔

(۳) دل کے اندر نیکی ہو بدی اور برائی نہ ہو۔ یعنی وہ عورت نیک نیت ہو۔

(۴) عورت کے ہاتھ ہر وقت کام میں لگے رہتے ہوں...... یعنی عورت گھر کے کام کاج میں، بچوں اور خاوند کے کام کاج میں لگی رہے،

یہ چار خوبیاں نیک اور دیندار عورت کی پہچان ہیں۔

شوہر کے گھر کی محافظ

گھر کی زندگی میں بیوی کا رول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے گھر کی وزیراعظم کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے وزارت داخلہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ بیوی نے گھر سنبھالنا ہوتا ہے اور شوہر کے بچوں کی تربیت کرنی ہوتی ہے۔ اور یہ کام وہی بیوی اچھے طریقے سے کرسکتی ہے جس سے کے اندر نیکی ہو خدا خوفی ہو۔ جس کے اندر یہ چیز نہیں ہے۔ وہ گھر کی امین نہیں بن سکتی، وہ گھر کی محافظ نہیں بن سکتی اور نہ ہی بچوں کی تربیت صحیح معنوں میں کرسکتی ہے۔

جس سے آنچل بھی نہیں اپنے سر کا سنبھالا جاتا
اس سے کیا خاک تیرے گھر کی حفاظت ہوگی

بچوں پر ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے نیک سیرت ہوں، دیندار ہوں تو بیوی کا دیندار ہونا بہت ضروری ہے۔ خاوند خود جتنا بھی نیک ہو لیکن بچوں نے ماں کا ہی اثر لینا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بچوں نے رہنا جو ہر وقت ماں کے پاس ہوتا ہے۔ خاوند بچوں کو نصیحت کرے گا نیکی کی تلقین کرے گا، لیکن جیسے ہی نصیحت کر کے اٹھے گا۔ اس کے پیچھے ماں بچوں کو ایک بات کرے گی کہ تمہارے باپ کا تو دماغ خراب ہے۔ اس کی یہ ایک بات شوہر کی ساری محنت پر پانی پھیر دے گی۔ بچے کہیں گے کہ امی بالکل ٹھیک کہتی ہیں، باپ کا دماغ خراب ہے۔ بچوں پر ہمیشہ باپ کی نسبت ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اس بات کو سمجھانے کیلئے آپ کے سامنے دو مثالیں رکھتے ہیں۔

مثال نمبر ۱

حضرت نوح علیہ السلام کئی سال اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے لیکن قوم کی حالت نہ سدھری۔ قوم فسق و فجور میں پڑی رہی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتی رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ ایک کشتی بنالیں اور اس میں اپنے ماننے والوں کو سوار کرلیں تاکہ وہ عذاب سے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ قوم پر پانی کا عذاب آیا اوپر سے بھی پانی برسنے لگا اور نیچے سے بھی پانی ابلنے لگا پانی کی سطح بلند ہونے لگی۔ حضرت نوح علیہ السلام ایمان والوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا اپنا بیٹا باہر کھڑا ہے، شفقت پدری جوش میں آئی بیٹے کو بلایا کہ آؤ بیٹا کشتی میں سوار ہو جاؤ طوفان سے بچ جاؤ گے۔ لیکن کچھ فاصلے پر ماں بھی کھڑی تھی جواب بھی اپنے کفر پر ڈٹی ہوئی تھی۔ کہنے لگی کہ بیٹا ہرگز نہ سوار ہونا۔ چنانچہ بیٹے نے ماں کی بات مانی اور کشتی میں سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد موج آئی اور دونوں اس میں غرق ہو گئے۔ تو دیکھئے کہ باپ ایسا کہ وقت کا پیغمبر ہے لیکن بچے نے پھر بھی کس کا اثر لیا؟ ماں کا اثر لیا۔ اس لئے اگر آپ بچوں کو نیک بنانا چاہتے ہیں تو اپنے لئے نیک اور دیندار بیوی کا انتخاب کریں۔

مثال نمبر ۲

اب اس کے برعکس ایک مثال سنئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ ہیں۔ انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں لیکن ان کے شوہر مالک نے کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ شوہر یہ چاہتا تھا کہ بیوی ایمان کو چھوڑ کر دوبارہ کفر کی زندگی میں آجائے۔ جب کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا یہ چاہتی تھیں کہ شوہر بھی

کلمہ پڑھ لے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ اب دونوں میں یہ بحث چلتی رہتی تھی۔ ان کا ایک بیٹا تھا انس جو بعد میں حضور ﷺ کا خادم خاص بنا۔ شوہر نے اسے کہا کہ بیٹا تمہاری امی نے کلمہ پڑھ لیا ہے لیکن میں نے کلمہ نہیں پڑھا لہٰذا تم نے بھی کلمہ نہیں پڑھنا۔ ام سلیمؓ نے بیٹے سے کہا دیکھو بیٹا میں اسلام قبول کر چکی ہوں لہٰذا تم بھی کلمہ پڑھ لو۔ بیٹے نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور ایمان والی زندگی کو قبول کر لیا۔ تو دیکھیں کہ باپ بھی کافر ہے اور ارد گرد کے لوگ، برادری کے لوگ بھی کفر کی حالت میں ہیں لیکن اس ماحول میں بھی بچے پر اثر کس کا ہوا؟ ماں کا اثر ہوا اور بچے نے ماں کی بات مانتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی اچھی تربیت کیلئے ماں کا نیک اور دیندار ہونا کس قدر ضروری ہے۔

رشتے کا معیار

رشتہ کرتے وقت جب نظر مال پر ہوگی، ذات برادری پر ہوگی یا حسن و جمال پر ہوگی تو پھر بعد میں جھگڑے بھی ہوں گے بے برکتی بھی ہوگی، بے سکونی بھی ہوگی۔ اور اگر نظر سیرت و کردار پر ہوگی نیکی اور دینداری ہوگی تو اللہ کی طرف سے اس رشتے میں برکتیں ہوں گی۔ ان کی دلیل ہمیں قرآن پاک سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○

[بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں محبتیں رکھ دے گا] (مریم:۹۶)

اس لیے اپنے بچوں کیلئے نیک اور دین دار بیویوں کو تلاش کرنا چاہیے۔ سلف صالحین اپنے بچوں کے رشتے کرتے وقت ہمیشہ سیرت کو پیش نظر رکھا کرتے

تھے۔ جہاں کوئی نیک سیرت باکردار رشتہ نظر آیا، پھر وہ نہ شکل وصورت دیکھتے تھے، نہ آمدن کو دیکھتے تھے، فوراً رشتہ طے کردیتے تھے۔ آگے ان کی قسمت پھر اللہ کی مدد شامل حال ہوتی تھی۔

بغداد کا واقعہ ہے ایک نوجوان ایک نہر کے کنارے جارہا تھا۔ کئی دن سے بھوکا تھا بے چارہ۔ اچانک دیکھا کہ ایک سیب نہر میں بہتا ہوا آرہا ہے۔ اس نے بھوک سے بے تاب ہوکر اسے پکڑ لیا اور بسم اللہ پڑھ کر کھا گیا۔ پھر اچانک دل میں خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں اس سیب کا مالک کون تھا۔ میں نے بغیر اجازت کھالیا ایسا نہ ہو کہ آخرت میں مجھ سے اس کی پوچھ ہو۔ یہ خیال آتے ہی وہ نہر کے کنارے کنارے پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑا۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ نہر کے کنارے سیبوں کا ایک باغ ہے جس کے درختوں کی شاخیں نہر کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ اس باغ کا کوئی سیب نہر میں گر گیا ہوگا جو میں نے کھالیا۔ اس نوجوان نے لوگوں سے اس باغ کے مالک کا پتہ معلوم کیا۔ اس کے پاس جاکر بڑے ادب سے بغیر اجازت سیب کھالینے کے لئے معافی چاہی۔

یہ باغ کے مالک بھی کوئی نیک اور اللہ والے انسان تھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ باوصف نوجوان ہے، یہ تقویٰ اور خدا خوفی کسی عام نوجوان میں نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے اس نوجوان کو کہا کہ میں ایسے تو معاف نہیں کروں گا دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور جس طرح میں کہوں اس طرح کرو پھر معاف کرنے کا سوچوں گا۔ اس نوجوان نے شرط منظور کرلی اور وہیں رہ پڑا۔ اس نے دس سال تک باغ کی رکھوالی کی۔ دس سال کے بعد پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو

انہوں نے فرمایا کہ دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو۔اس نے مزید دو سال گزار دیئے۔ بارہ سال کی مدت پوری ہوئی تو اس اللہ والے نے اس کو بلایا اور کہا کہ اب ایک اور خدمت باقی ہے۔وہ یہ کہ میری ایک لڑکی ہے جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لنجی، کانوں سے بہری، اور آنکھوں سے اندھی ہے اس بیچاری کو اپنے نکاح میں لے لوتو سیب بخش دوں گا۔نوجوان نے یہ شرط بھی منظور کرلی اور اس نیک انسان نے اپنی لخت جگر کا نکاح ان سے کر دیا۔

نکاح کے بعد نوجوان جب پہلی مرتبہ اپنی بیوی کے پاس گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان کے تمام اعضاء درست ہیں اور وہ کمال درجے کی حسین ہے۔دل میں خیال آیا کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے۔اسی وقت باہر نکلا اور اپنے سسر کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا اور پوچھا کہ یہ وہی ہے یا کوئی اور لڑکی ہے؟ انہوں نے فرمایا یہی میری لخت جگر تمہاری بیوی ہے۔اس کی جو صفات میں نے بیان کی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ اس نے آج تک کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا اس لئے لنجی ہے۔آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا اس لئے لنگڑی ہے۔آج تک کوئی غلط بات نہیں سنی اس لئے بہری ہے۔آج تک کسی نامحرم پر نظر نہیں ڈالی اس لئے اندھی ہے۔اب وہ نوجوان سمجھا کہ ان کی بیوی کن خصوصیات کی حامل ہے۔اس طرح ان پاکباز ہستیوں کی رفاقت کا آغاز ہوا۔اور اسی خاتون کے بطن سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب نیکی کی بنیاد پر رشتے طے ہوتے ہیں تو پھر اس کی برکات سامنے آتی ہیں۔

نیک بیوی کی چار نشانیاں

نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱)...... پہلی نشانی یہ ہے کہ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ جب اس کو خاوند کسی بات کا حکم کرے تو وہ اس کے حکم کو مانے۔ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ تم نے خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کی بجائے اس کی مان کر زندگی گزارنا، اسی میں برکت ہوتی ہے۔ یہ بات ضرور سمجھانی چاہیے کیونکہ میاں بیوی کا ناز و انداز کا ایک تعلق ہوتا ہے اور لڑکیاں اکثر چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کرنے لگ جاتی ہیں۔

۲)...... دوسری نشانی یہ ہے کہ وَ اِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ کیا مطلب؟...... مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے اور گھر میں بھنگن بنی پھرے۔ یہ بھی نہ ہو کہ گھر میں گندی سی بنی رہے اور اس کے بدن سے بو آرہی ہو اور باہر نکلے تو خوشبوئیں لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ ایک تو صاف ستھری بن کر رہے اور دوسرا اس کے چہرے پر خاوند کے لئے مسکراہٹ ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت ہی موڈ بنائے رکھے۔

۳)...... تیسری نشانی یہ ہے کہ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے تو تم ایسا کرو تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے۔

۴)...... چوتھی نشانی یہ ہے کہ وَ اِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَ مَالِهٖ جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اس کے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

ایک سروے کا موازنہ

یہ عاجز ایک دفعہ ایک سروے پڑھ رہا تھا کہ بیویاں اپنے خاوند سے کتنی محبت کرتی ہیں۔ اس میں مختلف ملکوں کی عورتوں کے حالات لکھے ہوئے تھے۔

اس میں لکھا ہوا تھا کہ جاپان کی بیویاں اپنے شوہروں سے بڑی محبت کرتی ہیں۔ جب شوہر نے کام کاج کیلئے بزنس کیلئے گھر سے باہر جانا ہوتو وہ دروازے پر آکر الوداع کرنا اپنے لئے لازم سمجھتی ہیں۔ اسی طرح شوہر جب گھر واپس آئے تو اس کا استقبال کرنا اپنے اوپر فرض سمجھتی ہیں۔

پھر لکھا ہوا تھا کہ تھائی لینڈ کی بیویاں بھی اپنے خاوندوں سے بڑی محبت کرتی ہیں۔ خاوند نے جب باہر جانا ہوتو وہ اس کے جوتے صاف کر کے پاؤں میں پہنانا اپنے لئے لازم سمجھتی ہیں۔

پھر لکھا ہوا تھا کہ جرمن کی عورتیں بھی اپنے خاوند سے بڑی محبت کرتی ہیں۔ اس کی مثال میں ایک واقعہ لکھا ہوا تھا کہ۔ ایک دفعہ ایک خاتون گھر میں اپنے کپڑوں کی چھانٹی کر رہی تھی کہ کونسے کپڑے اب استعمال کے قابل نہیں ان کو ویسٹ (ردی) میں ڈالنا ہے اور کونسے کپڑے دھونے کیلئے لانڈری میں دینے ہیں۔ وہ یہ چھانٹی کر رہی تھی کہ میاں نے کوئی کام کرنے کو کہا اس نے بتایا کہ میں یہ چھانٹی کر رہی ہوں۔ تاکہ ویسٹ کو لینے والا آئے گا تو ناقابل استعمال کپڑے لے جائے گا۔ شوہر نے کہا لاؤ یہ کام میں کر دیتا ہوں تم جاؤ وہ کام کرو۔ اب شوہر صاحب نے چھانٹی کی۔ اس نے کیا کیا کہ غلطی سے جو نئے اور اچھے کپڑے تھے وہ اس سمت رکھ دیئے جو ویسٹ کیلئے مخصوص تھا اور ناکارہ کپڑے دھونے کیلئے لانڈری کیلئے مخصوص سمت میں ڈال دیئے۔ اب ویسٹ (ردی) اٹھانے والا آیا اور سارے کارآمد کپڑے اٹھا کر لے گیا اور لانڈری والا کارکن آیا اور ناکارہ اور پرانے کپڑے اٹھا کر دھونے کیلئے لے گیا۔ جب کپڑے دھل کر بیوی کے پاس آئے تو اس پر حقیقت کھلی کہ شوہر صاحب نے کیا غلطی کی۔ بیوی کو افسوس تو بہت ہوا لیکن اس نے سوچا کہ اب میں خاوند سے شکوہ کروں گی تو میرے کپڑے تو واپس

نہیں آ جانے لیکن خاوند کو افسوس بھی ہوگا اور شرمندگی بھی ہوگی۔ لہٰذا اس نے خاوند کو اس کے متعلق بالکل کچھ نہ بتایا اور پھر آہستہ آہستہ اس نے پھر اپنے کپڑے نئے بنا لیے تو یہ واقعہ بطور دلیل لکھا ہوا تھا کہ جرمنی کی عورتیں اپنے خاوندوں سے بہت محبت کرتی ہیں اور ان کیلئے بہت قربانیاں دیتی ہیں۔

واقعی اس عورت نے خاوند کے ساتھ بہت ہی حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا، ان کیلئے یہ اتنا بڑا واقعہ تھا کہ انہوں نے اسے سروے کا حصہ بنا دیا۔ فقیر یہ واقعہ پڑھ کر موازنہ کرر ہا تھا کہ ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کیلئے کہاں تک جا سکتی ہے۔ وہ اپنے خاوند کی کتنی زیادہ وفا شعار اور خدمت گزار ہو سکتی ہے۔ عاجز نے اندازہ لگایا کہ جتنی قربانیاں مؤمن عورتیں اپنے خاوندوں کیلئے دیتی آئی ہیں ان کی مثال ملنا مشکل ہے۔ مجھے ایک صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خیال آیا کہ جس کا بیٹا بیمار ہو کر فوت ہو گیا تھا۔ شوہر گھر سے باہر کہیں سفر پر گیا ہوا تھا۔ بیوی نے اپنے پیارے بیٹے کو دکھی دل کے ساتھ غسل دیا اور کفن پہنا کر لٹا دیا۔ اتنے میں شوہر بھی واپس آ گیا۔ رات کا وقت تھا، بیوی نے سوچا کہ یہ تھکا ماندہ سفر کر کے آیا ہے۔ میں اب اسے یہ غمناک خبر سناؤں گی تو یہ اور زیادہ پریشان ہوگا۔ اس نے اسے کچھ نہ بتایا۔ شوہر نے بیٹے کی خیریت دریافت کی۔ اس نے جواب دیا کہ وہ سکون میں ہے چنانچہ وہ بھی مطمئن ہو گیا۔ حتیٰ کہ رات شوہر نے بیوی سے صحبت بھی کی۔ آپ اندازہ لگائیں اس ماں کے غم کا جس کے بیٹے کی لاش گھر میں پڑی ہو لیکن اس نے شوہر کے سکون کی خاطر سب کچھ برداشت کیا۔ صبح اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ بتائیں اگر کوئی آدمی کسی کے پاس اپنی کوئی امانت رکھوائے اور کچھ عرصہ بعد واپس مانگے تو وہ خوشی سے واپس دے دینی چاہیے یا انکار کر دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا ظاہر ہے کہ واپس کر دینی چاہئے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ پھر اللہ تعالیٰ

نے جو بیٹے والی نعمت دی تھی وہ واپس لے لی ہے۔اب ہمیں اس پر صبر کر لینا چاہیے۔ابوطلحہ ؓ نے کہا کہ جب تو عورت ہو کر صبر کر سکتی ہے تو پھر میرا زیادہ حق ہے کہ میں صبر کروں۔صبح کے وقت انہوں نے یہ سارا واقعہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے بیان کیا۔آپ ﷺ نے ان کیلئے دعا کی۔اور اس رات کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسا بیٹا دیا جس کا نام عبداللہ رکھا۔ان سے آگے نو علماء اور حفاظ پیدا ہوئے۔

یہ واقعہ یاد کر کے میں نے دل میں سوچا کہ ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ مؤمن بیویاں اپنے خاوندوں سے کتنی محبت کرتی ہیں اور ان کیلئے کتنی قربانیاں دیتی ہیں۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔فرمایا! ہاں بتائیے۔فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔حضرت علی ؓ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فَاطِمَةُ بُضعَةٌ مِنّی (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھے خاوند کی چند صفات

نبی علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں کے لئے دو شخصیتوں کو پسند کیا

(۱)......حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

(۲)......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

اب ان دونوں حضرات کے اندر آپ کو جو صفات نظر آئیں گی یوں سمجھ لیجئے کہ داماد کے اندر ان صفات کو دیکھنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)......اوّل یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کو قرابت داری تھی، لہٰذا اگر اپنی بیٹی کے لئے رشتہ داروں میں کوئی بچہ مل جائے تو اس کو فوقیت دیں۔ اس لئے کہ اپنے پھر بھی اپنے ہوتے ہیں، زندگی ساتھ گزری ہوتی ہے، کئی طرح کی رشتہ داریاں ہوتی ہیں، میاں بیوی کو بھی احساس ہوتا ہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں، وہ فلاں کی بیٹی ہے، تو یہ رشتہ داری کئی دفعہ بہت سے تعلقات جڑے رہنے کا بھی سبب بن جاتی ہے۔ تو پہلی بات قرابت کو دیکھئے، مگر کچھ لوگ فقط قرابت کو ہی دیکھتے ہیں، یہ بھی غلط بات ہے، دین بھی دیکھنا چاہیے اور دیندار ہونے کے بعد چند مزید صفات ہیں، ان کو بھی دیکھنا چاہیے۔ تو افضل یہ ہے اور بہتر ہے کہ اگر کئی رشتے ہوں اور قریبی رشتہ بھی ہو تو قریبی رشتے کو فوقیت دی جائے۔

(۲)......دوسری خوبی یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اندر علم تھا، وہ باب العلم تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈے تو دیکھ لے کہ داماد جاہل اور ان پڑھ نہ ہو، اتنا پڑھا لکھا ہو کہ زندگی اچھی گزر سکے۔ بچی اگر تعلیم یافتہ ہے تو بچے کو لازمی تعلیم یافتہ ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ بیٹی تو عالمہ فاضلہ ہے اور اس کے لئے خاوند

ایسا چنا کہ جو قرآن بھی پڑھا ہوا نہیں ہے، اس قسم کی بات نہیں ہونی چاہیے، اس لئے کہ علم ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان اچھی زندگی گزارتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)...... سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھئے! اللہ رب العزت نے ان کو عزت عطا فرمائی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ لڑکا ایسا ہو کہ معاشرہ میں اس کی اچھی عزت ہو بدنام قسم کا آدمی نہ ہو۔

(۲)...... اللہ رب العزت نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنی بنایا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا مال دیا تھا کہ جس کو وہ اللہ رب العزت کے دین کے راستے میں خرچ کرتے تھے، تو لڑکا ایسا ہونا چاہیے کہ جس کا رزق کھلا ہو، تا کہ بیٹی کی زندگی اچھی گزر سکے، لہٰذا یہ چیز بھی پیش نظر رہے۔

(۳)...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ نے حیاء دی تھی، اتنی حیاء دی تھی کہ فرشتے بھی ان سے حیاء کرتے تھے، تو اس لئے داماد کو اس نظر سے بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ نیکی کی زندگی گزارنے والا ہو، بے حیائیوں کا کام کرنے والا نہ ہو۔ لہٰذا چند یہ صفات اگر رشتہ کرنے سے پہلے دیکھ لی جائیں تو بیٹی کی زندگی اچھی گزرے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام ...... اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں، ان کی بیوی ان کے ساتھ سفر میں شریک ہیں اور امید سے ہیں (حاملہ ہیں) ان کو سردی لگ رہی تھی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ذرا انتظار کرو میں تمہارے لئے آگ تلاش کر کے لاتا ہوں

لَعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی (طه: ۱۰)

[میں آپ کے لئے کچھ آگ لے آتا ہوں یا آگ کے بارے میں مجھے کچھ رہنمائی مل جائے گی]

تو معلوم یہ ہوا کہ خاوند کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ بیوی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے، بیوی کی تکلیف پر چین وسکون کی بنسری نہ بجائے بلکہ جب بیوی تکلیف میں تھی تو وقت کے پیغمبر بھی آگ ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ تو خاوند بیوی کی راحت کی خاطر یا بیوی کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اگر اس قسم کے کام کرے گا تو اس کو انبیائے کرام کی سنت پر عمل کرنے کا اجر ملے گا۔

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خیر کم خیر کم لاهله

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

انا خیر کم لاهلی (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا۔ کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ

"ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے کہ جس کے

اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ لطف سے زندگی گزارنے والا ہو،

ایک مرتبہ ایک عورت نے آ کر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا بھی ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

یظل احدکم یضرب امراته ضرب العبد ثم یظل یعانقها ولا یستحی ؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس و کنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی ؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔ یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔

بیوی اور باندی میں فرق ہوتا ہے، عقلمند کو اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھنا کہ بیوی کو بندہ نکاح کے ذریعہ خرید نہیں لیتا، اس لئے کہ ماں باپ نے اس کو آزاد جنا ہوتا ہے، وہ نکاح کے ذریعہ مرد کے عقد میں آتی ہے، تا کہ اس کے ساتھ شریکہ حیات بن کر زندگی گزارے، وہ باندی نہیں بن جاتی ۔شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو آقا اور باندی کا تعلق نہیں بتایا، بلکہ دو اچھے دوستوں کا تعلق بتایا ہے۔ میاں بیوی دو محبت کرنے والے دوستوں کی طرح زندگی گزاریں، تاہم ان میں سے شریعت نے فضیلت مرد کو دے دی کہ جب کبھی دونوں میں اختلاف رائے ہو جائے تو عورت خاوند کی رائے کو اپنی رائے بنالے تا کہ اختلاف کا حل

نکل آئے، تاہم اچھے لوگ ہمیشہ بیویوں کے ساتھ مشورے سے گھر کے امور کو انجام دیتے ہیں۔

اماں حوا علیہا السلام کو پسلی سے پیدا کرنے میں حکمت

سنیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تو مٹی سے بنایا۔ لیکن جب اماں حوا کو پیدا کیا۔ تو روایات میں آتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے ان کو نکالا گویا عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی پسلی سے نکالا اس میں بھی ایک میسج ہے۔ یہ میاں بیوی کے درمیان ایسا تعلق ہے۔ ہم نے عورت کو تمہاری پسلی سے نکالا۔ پاؤں سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اسے پاؤں کی جوتی نہ سمجھ لینا۔ سر سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اس کو سر پہ نہ بٹھا لینا۔ ہم نے اسے پسلی سے بنایا ہے۔ اور یہی تمہارے دل کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا اے اخاوند تم اپنی بیوی کو دل کے قریب رکھنا۔ تمہاری زندگی اچھی گزر جائے گی۔

میاں بیوی کے تعلق کے بارے میں قرآنی مثال

شادی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی کے ذریعے گناہوں سے بچ جائے اور بیوی اپنے میاں کے ذریعے گناہوں سے بچے۔ اس لئے ان دونوں کو زندگی کا ساتھی کہتے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنے میں ایک دوسرے کا معاون بننا ہوتا ہے، ان کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ اتنا مضبوط ہے۔ قرآن مجید میں ان کے تعلق کے بارے میں ایسی مثال دی کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہ دے سکا۔ ارشاد فرمایا۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کا لباس ہو

میاں بیوی کو لباس کیوں کہا؟

لباس کے دو فائدے ایک تو اس سے انسان کے بدن کے عیب چھپ جاتے ہیں۔ اگر بے لباس مرد کو کہیں کہ لوگوں میں چلا جائے تو شرم کے مارے اس کو پسینہ آجائے۔ اور اگر کوئی اسے لوگوں کے سامنے زبردستی بے لباس کر دے تو جی چاہے گا کہ زمین پھٹے اور میں اندر اتر جاؤں۔ تو لباس کے ذریعے انسان اپنے جسم کے اعضاء کو دوسروں سے چھپاتا ہے یہ قدرتی شرم وحیا کا تقاضا ہے۔ تو لباس کا ایک فائدہ کہ یہ انسان کے عیبوں کو چھپاتا ہے۔ اور دوسرا فائدہ کہ یہ انسان کو زینت بخشتا ہے۔ جسم تو چادر سے بھی چھپ جاتا ہے مگر ہم عموماً اچھا لباس پہنتے ہیں، سنت طریقے سے سر پہ عمامہ ہو، جبہ ہو، نیچے تہہ بند یا پاجامہ شلوار ہو۔ تو اس طرح پہن کر جب ہم چلتے ہیں تو لوگ شخصیت کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کپڑوں نے انسان کی شخصیت کو زیبائش بخشی۔ یہ لباس کا دوسرا فائدہ ہے۔

میاں بیوی کے تعلق کے یہ دو فوائد بڑے اہم ہیں۔ اگر بیوی نہ ہو خاوند اپنے جنسی تقاضوں کے پیچھے معلوم نہیں کہاں کہاں منہ مارتا پھرے اور لوگوں کے سامنے ذلت ورسوائی اٹھاتا پھرے۔ یوں میاں بیوی کی زندگی کی وجہ سے اس کی شخصیت کے عیب چھپ گئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر مرد کو اکیلا گھر میں رہنا پڑے تو گھر کے اندر بھی بے ترتیبی ہوگی اور اس کی زندگی کا کوئی کام ڈھنگ کا نہیں ہوگا۔ نہ اس کا لباس صاف ستھرا ہوگا نہ اس کے گھر میں کھانے پکانے کا نظم ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا اس کی زندگی کے اندر جمال نہیں ہوگا۔ ہر وقت ملال رہے گا۔ بیوی کے آنے سے

انسان کی زندگی کو زینت نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک تیسری چیز ہے جو اس عاجز کی سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو لباس سے زیادہ انسان کے جسم کے قریب ہو۔ تو قرآن مجید میں جو لباس کی مثال دی اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ میاں بیوی کو پیغام مل جائے کہ اے خاوند تیرے لئے اب زندگی میں سب سے زیادہ قریب ترین ہستی تمہاری بیوی ہے۔ اور بیوی کو پیغام دیا گیا کہ تیرے لئے اب زندگی میں قریب ترین ہستی تمہارا خاوند ہے تم دونوں ایک دوسرے کے لباس کی طرح ایک دوسرے کے جسم کے قریب ہو۔ جب کوئی چیز اتنی قریب ہوتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے انسان کو محبت ہوتی ہے، تعلق ہوتا ہے تو قرآن مجید میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنے خوبصورت لفظ کے ساتھ تشریح دے کر واضح کر دیا۔

شادی کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○ (روم:۲۱)

[اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑا بنایا، تا کہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو۔ اور تمہارے درمیان مودت ورحمت رکھ دی۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے]

تو معلوم ہوا کہ شادی کا مقصد یہ ہے کہ سکون حاصل ہو۔ جو لوگ شریعت

وسنت کے طریقوں والی زندگی گزارتے ہیں ان کی زندگی میں سکون ہوتا ہے۔اور جہاں آپ دیکھیں کہ میاں بیوی کی زندگی میں سکون نہیں ہر وقت کا جھگڑا اور چخ چخ ہے۔ ہر وقت جلی کٹی باتیں ایک دوسرے کو کرتے رہتے ہیں۔ بحث مباحثہ میں الجھے رہتے ہیں، سمجھ لیں کہ کہیں نہ کہیں دال میں کالا ہے۔ بیوی کی طرف سے کوتاہی ہے یا میاں کی طرف سے کوتاہی ہے اور عام طور پر ہمارا تجربہ یہی ہے کہ دونوں طرف سے کوتاہی ہوتی ہے۔تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے، جب دونوں طرف سے کمی کوتاہی ہوتی ہے تو پھر زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے اور انسان کے گھر کی زندگی اس کے لئے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

پرسکون زندگی کیسے؟

شادی کے ذریعے پرسکون زندگی کیسے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے قرآن مجید میں دو الفاظ استعمال ہوئے۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اوراس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھ دی گئی۔

دو لفظ استعمال کیے مودت اور رحمت حالانکہ ایک لفظ بھی آ سکتا تھا۔اس کی وجہ کیا ہے؟ مودت کہتے ہیں آپس کے پیار کو جس میں دوستی کا انداز زیادہ ہو۔اور رحمت کہتے ہیں دوسرے پر مہربانی کرنا، رحم کا معاملہ کرنا، ترس کھانا۔

شادی شدہ زندگی میں دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک جوانی کا حصہ اور ایک بڑھاپے کا حصہ۔ جوانی میں اگر میاں بیوی کسی وقت ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ بھی بیٹھتے ہیں تو جنسی تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ کچھ وقت بعد ایک دوسرے کے ساتھ پھر

اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پھر شیر و شکر ہوئے ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جوانی کے اندر تو جنسی کشش دونوں کو اکٹھا رکھتی ہے اس لئے اس میں مودت کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی دونوں میں دوستی کا پہلو غالب ہوتا ہے۔

لیکن جب عمر بڑھ جاتی ہے اب جسم کی ساخت ایسی ہے کہ نہ اتنی ضرورت خاوند محسوس کرتا ہے نہ اتنی ضرورت بیوی محسوس کرتی ہے۔ وہ جنسی تعلق یا تو بہت کمزور ہو جاتا ہے یا پھر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ جوڑ کے رکھنے والا وہ جو جنسی تقاضا تھا وہ تو ختم ہو گیا۔ اب دونوں میاں بیوی کیسے مل کر زندگی گزاریں گے۔ تو قرآن مجید کا خوبصورت انداز دیکھئے، بلاغت دیکھئے، اعجاز دیکھئے کہ اس کے لئے رحمت کا لفظ استعمال کیا۔ رحمت کا مطلب یہ ہے کہ اب جب تم بوڑھے ہو گئے تو آپس میں گزری ہوئی زندگی کے اوقات کو سامنے رکھ کر ایک دوسرے کا لحاظ کرو۔ ایک دوسرے کی دید کرو۔ خاوند سوچے کہ یہ وہی ہے نا جب میرے پاس آئی تھی تو کتنی جوان تھی۔ اس نے اپنی پوری زندگی میری خاطر گزار دی، میرے بچوں کی ماں بن گئی، میرے بچوں کی تربیت کرتی رہی، میری خادمہ بن کر جوانی گزار دی، اب وہ بڑھاپے میں اگر بیمار بھی ہے، ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی ہے، تو جیسی کیسی ہے اب اس کا حق اتنا تو بنتا ہے کہ اب مجھے اس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے اب مجھے اس کو اپنے سے دور نہیں کرنا چاہئے۔ کیا اتنے سالوں کی خدمت کے بدلے میں اس کی چھوٹی موٹی باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔

اسی طرح بیوی بھی سوچے کہ خاوند نے اپنی ساری جوانی میرے اور بچوں کے لئے گزار دی، اتنا عرصہ اس نے مجھے محبت دی، پیار دیا شفقت دی۔ مجھے معاشرے میں عزت کا مقام دیا۔ اب یہ بوڑھا ہو گیا، بیماریوں کا مجموعہ بن گیا، چڑچڑا ہو گیا ذرا بول پڑتا ہے، تو کیا میں دو لفظ اس کی خاطر برداشت نہیں

کرسکتی۔تواس دید کرنے کوایک دوسرے کا لحاظ کرنے اور رحمت کے لفظ سے تشبیہ دی۔

اس لئے بڑھاپے میں جب تک ایک دوسرے کا لحاظ نہ ہو کہ ہم نے ایک اچھی زندگی گزاری ہوئی ہے اس وقت تک بڑھاپے کی زندگی اچھی نہیں گزرتی۔ اور یادرکھنا کہ بڑھاپے کی جدائیاں بہت زیادہ اذیت ناک ہوتی ہیں۔ہم نے ایسے مردوں کو دیکھا کہ غصے میں آکر بیوی کو طلاق دے دی اور اولاد تو ماں کے ساتھ ہوتی ہے۔اولاد نے کہا کہ امی ہم آپ کو سنجال لیں گے، گھر ہے، سب کچھ ہے، فکر نہ کرو۔اب بوڑھا اکیلا زندگی گزار رہا ہے، در در کے دھکے کھاتا پھر رہا ہے۔اب وہ کہتا ہے کہ اوہو!اب مجھے سمجھ آئی کہ مجھے اپنی بیوی کی قدر کرنی چاہیے تھی۔اور کئی جگہوں پر دیکھا کہ بیوی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے بڑھاپے میں طلاق لے بیٹھتی ہے۔اب روتی ہے نہ میرا باپ ہے نہ میری ماں ہے، نہ میرا بھائی ہے، نہ میری بہن ہے، میں بے سہارا عورت ہوں بوڑھی ہوں اب میں کدھر جاؤں۔تو بھئی!اللہ تعالیٰ نے عقل بھی تو دی ہے نا۔ پہلے کیوں نہ سوچا؟

خوشگوار ازدواجی زندگی

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا کرتے ہیں۔تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should have a big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھر کے معاملات نبھانے چاہئیں۔کتنی عجیب بات

ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقف کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ برسر پیکار ہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے پر گویا دوربین فٹ کی ہوتی ہے۔ جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

زندگی بیت رہی ہے دانش
کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

منفی سوچ سے بچیں مثبت سوچ اپنائیں

اصل میں انسان کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ اگر اپنی سوچ اچھی ہو تو دوسرے میں اچھائیاں نظر آتی ہیں اور اپنی سوچ بری ہو تو دوسرے میں برائیاں نظر آتی ہیں۔ آنکھوں پر جیسا چشمہ لگاؤ ویسی ہی چیزیں نظر آتی ہیں۔ کچھ لوگوں نے اپنی آنکھوں پر بدگمانی کا چشمہ لگایا ہوتا ہے انہیں ہر ایک میں برائیاں نظر آتی ہیں اور کچھ لوگوں نے اپنی آنکھوں پر خیر خواہی کا چشمہ لگایا ہوتا ہے انہیں ہر ایک میں

اچھائیاں نظر آتی ہیں۔

اس کو اس مثال سے سمجھیں مکھیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک کو کہتے ہیں شہد کی مکھی، اس کا دماغ بہت صاف ستھرا ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ پھولوں اور پھلوں کی تلاش میں ہوتی ہے۔ یہ ان کے رس کی تلاش میں اڑ رہی ہوتی ہے اس لئے آپ اسے باغوں میں پائیں گے، پھولوں پر اور پھل دار درختوں پر پائیں گے۔ یہ اچھائی کی تلاش میں ہوتی ہے، شہد کی تلاش میں ہوتی ہے اس لئے معطر فضاؤں میں رہتی ہے۔ اور وہاں سے شیرہ لا کر شہد بناتی ہے۔ اور شہد تو آپ جانتے ہی ہیں کہ کتنا لذیذ ہوتا ہے؟ آج تو میاں بیوی محبت کا اظہار کرنے کیلئے ایک دوسرے کو 'ھنی' کہہ دیتے ہیں۔ ان کو شہد سے زیادہ لذیذ اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ تو یہ شہد کی مکھی ہوتی ہے۔ ایک ہوتی ہے گندی مکھی۔ گندی مکھی کی سوچ گندی۔ اس کو گندگی کی تلاش ہوتی ہے، اس لئے وہ ہر وقت بدبودار جگہوں پر نظر آئے گی۔ پورا صاف ستھرا گھر چھوڑ کر یہ جہاں نجاست پڑی ہوگی وہاں بیٹھی نظر آئے گی۔ سارا خوبصورت بدن چھوڑ کر یہ جہاں زخم یا پیپ نظر آئے گی وہاں بیٹھے گی۔ ہوئی جو گندی اس کو گند کی ہی تلاش رہتی ہے۔

بالکل یہی مثال انسانوں کی ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی سوچ بہت اچھی ہوتی ہے، ان کو ہر وقت خیر کی تلاش ہوتی ہے۔ ان کو ہر بندے میں خیر نظر آتی ہے۔ اس میں یہ اچھائی ہے، اس میں یہ اچھائی ہے، انہیں سارے ہی اچھے نظر آتے ہیں۔ اور کچھ لوگوں کی اپنی سوچ گندی ہوتی ہے ان کو کسی میں خیر نظر ہی نہیں آتی۔ ہر بندے میں برائی نظر آتی ہے۔ اصل وجہ یہ کہ ان کی اپنی سوچ ٹھیک نہیں ہوتی اس لئے ہر بندے میں ان کو عیب نظر آتے ہیں۔

یہ منفی سوچ زہر کی مانند ہے یہ انسان کے دل کو اجاڑ دیتی ہے اور شیطان ہمیشہ

میاں بیوی کے درمیان منفی سوچ پیدا کر کے ہی گھروں کو توڑ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔تو آپ منفی سوچ نہ آنے دیں، جب آپ کے اندر منفی سوچ آ گئی تو اب گھر کبھی آباد نہیں ہو سکتا۔ ایک مثال سنئے، ایک شخص کا قول ہے ''لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں میں خوش ہوتا ہوں کہ کانٹوں کے ساتھ ہمیشہ پھول ہوا کرتے ہیں''۔ تو جس نے کہا کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں یہ منفی سوچ ہے اور جس نے کہا کہ دیکھو کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں یہ مثبت سوچ ہے، تو ہم مثبت سوچ رکھیں اور منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں، اس لئے کہ منفی سوچ گھر برباد کر دیتی ہے۔

منفی سوچ کا ایک واقعہ

ابوالحسن خرقانیؒ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے لیکن ان کی ایک آزمائش تھی کہ ان کے گھر میں بیوی بڑی تیز طرار تھی، وہ اس پر صبر کرتے تھے اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ولایت عطا فرما دی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک مرید ان سے ملنے کے لئے آیا، اس نے گھر جا کر پوچھا کہ حضرتؒ کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ کون سے حضرت؟ کہاں کے حضرت؟ اس نے کہا کہ جی میں ان سے ملنے کے لئے آیا ہوں، جواب دیا کہ جاؤ وہاں کہیں جنگل میں بیٹھے ہوں گے وہیں مل لو۔ مرید سمجھ گیا کہ معاملہ ذرا نازک سا ہے، چنانچہ وہ حضرت کو ملنے جنگل میں آیا، مگر کیا دیکھتا ہے کہ حضرت شیر کے اوپر سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ یہ ایک کرامت تھی جو اللہ نے ظاہر کر دی۔ اب جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت تو جنگل میں شیر پر سواری کر رہے ہیں اور گھر میں بیوی ان پر سواری کر رہی ہے تو سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب حضرت اس کو ملے تو حضرت نے بھی پہچان لیا اور فرمایا کہ دیکھو میں گھر میں بیوی کی اس تکلیف کا بوجھ اٹھاتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس شیر کو میرا بوجھ اٹھانے پر لگا دیتے ہیں

وہ مرید تو رخصت ہوا لیکن جب حضرت گھر کو آنے لگے تو دعا ء مانگی کہ اے اللہ! یہ عورت بہت ہی زیادہ غصے والی ہے اور تیز طرار ہے کوئی ایسا معاملہ ہو کہ یہ عقیدت والی بن جائے تا کہ دین کے کام میں رکاوٹ نہ رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک کرامت بخشی کہ وہ ہوا میں اڑنے لگ گئے اور اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے۔ جب واپس گھر آئے تو گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی نے استقبال کیا کہ بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور بڑے ولی بنے پھرتے ہو، ولی تو وہ تھا جسے میں نے آج ہوا میں اڑتے دیکھا، حضرت نے اس کی بات سن کر کہا کہ اللہ کی بندی! وہ میں ہی تو تھا جو یہاں سے اڑ کر گزر رہا تھا، میں نے ہی اللہ سے یہ دعا مانگی تھی۔ جب بیوی نے یہ سنا تو تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگی، اچھا آپ تھے، انہوں نے کہا' ہاں ہاں میں ہی تھا، کہنے لگی میں بھی سوچ رہی تھی کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے...... دیکھا یہ ہوتی ہے منفی سوچ جب منفی سوچ دل میں پیدا ہو گئی تو کسی کا کمال بھی عیب نظر آتا ہے۔

مثبت سوچ کی ایک مثال

اب ذرا مثبت سوچ کی بھی ایک بات یاد رکھ لیجئے، ایک حافظ قرآن، مقری گزرے ہیں۔ ان کا چہرہ بہت زیادہ کالا تھا اور شکل ذرا نوکھی سی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز ایسی دی تھی کہ سبحان اللہ، جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو لوگ حیران ہو جاتے تھے۔ ایک بہت خوبصورت لڑکی تھی اللہ پاک نے اس کے سینے میں قرآن پاک کا عشق رکھا تھا، جب اس نے اس کا قرآن سنا تو اس نے اپنے ماں باپ سے خواہش ظاہر کی کہ میرا نکاح ان کے ساتھ کر دیا جائے یہ قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ میرا دل خوش ہو جاتا ہے، میں ساری زندگی ان کی قدر کروں گی، خدمت کروں گی، چنانچہ ان کا نکاح ہو گیا۔ اب بیوی اتنی خوبصورت کہ لاکھوں میں ایک اور

خاوند کی شکل ایسی انوکھی کہ ایسا انوکھا بھی لاکھوں میں کوئی ایک۔ مگر دین کی نسبت پر رشتہ ہو گیا، زندگی گزرنے لگ گئی۔ ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا، بیوی اس کو دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا کہ جب آپ مجھے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں اور شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہے اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

خاوند کیلئے تحمل مزاجی ضروری ہے

خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے خاوند کے اندر تحمل مزاجی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ وہ گھر کا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو بنک رپٹ ہو جائے گا۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ عطا فرمایا یعنی ان کو گھر کا سربراہ بنایا، مرد کی مثال بادشاہ کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند۔ لہٰذا مرد میں تحمل مزاجی اور بردباری کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب یہ تحمل اور بردباری نہیں ہوتی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوک جھونک ہوتی ہے۔ معمولی باتیں جیسے کھانے میں نمک کیوں کم ہے؟ یہ روٹی ٹھنڈی کیوں آ گئی؟ گرم آنی چاہئے تھی یہ فلاں کام ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بیچاری گھر کا کام کاج کر کے تھکی پڑی ہو تو کبھی تعریف کے کلمے زبان سے نہ نکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں ہاتھ آ گئی وہاں بیوی کی خیر نہیں۔ وہ مرد جن میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی گاڑی راستے میں کہیں نہ کہیں کھڑی ہو جاتی ہے، کسی نکمی سی بات پہ میاں بیوی میں سردی گرمی ہوئی تو میاں نے فوراً طلاق طلاق کے گولے داغ دیئے۔ ایک دفعہ فقیر سویڈن میں تھا۔ وہاں ایک فیملی میں طلاق ہوئی وجہ یہ تھی کہ خاوند کچن کے سنک میں

آ کر برش کیا کرتا تھا۔ بیوی اس کو منع کرتی تھی کہ جب باتھ روم کا سنک ہے تو وہاں برش کیا کریں، اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ہی کروں گا، لو اس بات پر میاں بیوی میں طلاق ہو گئی، جس نے سنا حیران ہوا۔ بہت جگ ہنسائی ہوئی۔ کاش کہ دونوں عقل سے کام لیتے۔

پار اترنے کے لئے تو خیر بالکل چاہئے
بیچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہئے

تحمل اور بردباری نہ ہو تو انسان کی زندگی کبھی بھی کامیاب نہیں گزر سکتی۔ جب گھر کے سب لوگ اکٹھے رہتے ہیں تو آپس میں جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ کبھی بیٹا بیٹی ماں کی نافرمانی کر سکتے ہیں۔ کبھی ماں بچوں پر MAD ہو سکتی ہے تو مسائل پیدا ہوں گے ان مسائل کو وہی حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تحمل مزاجی رکھنے والا ہو۔

غصے سے اجتناب

میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں غصے کو پیچھے رکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۴)

''وہ غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں، انسانوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں''

لہٰذا جو انسان دنیا میں دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ سختی فرمائیں گے۔

° طبرانی شریف کی روایت ہے کہ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی غلطیوں کو جلدی معاف فرمادیں گے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس نے کسی مؤمن کا دل خوش کیا اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں اور وہ فرشتہ قیامت تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کا ثواب اس خوش کرنے والے بندے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جب عام مؤمن کے دل کو خوش کرنے کا اتنا اجر ہے تو جو خاوند اپنی بیوی کا دل خوش رکھے گا تو اللہ رب العزت کی طرف سے وہ کتنا اجر پائے گا۔ لہٰذا اس بات کو دلوں پر لکھ لیجئے کہ ''جو خاوند پیار کے ذریعہ اپنی بیوی کا دل نہ جیت سکا وہ تلوار کے ذریعہ بھی نہیں جیت سکتا'' اس لئے جب محبت و پیار کی بنیاد ہو تو پھر انسان کی ازدواجی زندگی کامیاب ہوتی ہے۔

زوجین کو تقویٰ کا حکم

اللہ رب العزت نے جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ فرمایا وہاں فرمایا

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ (بقرہ: ۲۲۳)

[اللہ سے ڈرنا اور اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے]

کئی مرتبہ میاں اور بیوی کے اندر جھگڑا کسی اور بات پر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے اسٹوریاں کچھ اور بنا دیتے ہیں۔ بیوی سمجھ بھی رہی ہوتی ہے کہ میں خاوند کے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں مگر اس کے باوجود خاوند کو نیچا دکھانا چاہتی ہے۔ اسی طرح خاوند سمجھ رہا ہوتا ہے کہ بیوی نیک ہے مگر اس کو نیچا دکھانے کے لئے اس کو زچ کر رہا ہوتا ہے۔ جب دل میں بدنیتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈرنا وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور جان لو کہ تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے جو تمہارے دلوں کے بھید جاننے والا ہے، تم اگر بدنیت بن کر عمل

کرو گے تو قیامت کے دن تمہاری نیت تمہارے سامنے آجائے گی، اس لئے انسان اپنے دل کی نیت پر نظر رکھے اور دوسروں کو ستانے کی بجائے ان کے حقوق پورا کرنے والا بن جائے۔

اللہ رب العزت کا قانون

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ o وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ o (مطففین ۳۔۱)

[ویل ہے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے تول کر لیتے ہیں تو پورا پورا لینے کی کوشش کرتے ہیں اور جب لوگوں کو دینے کا وقت آئے تو پھر اس میں کمی کرتے ہیں]

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ناپ تول میں کمی کرنے والا دوکان میں بیٹھتا ہے اور یہ کمی صرف ناپ تول کی چیزوں میں ہی ہوتی ہے، نہیں! میزان اللہ رب العزت نے فقط دوکان پر ہی نہیں رکھا، بلکہ انسانوں کے حقوق میں بھی رکھا ہے، میاں بیوی کے حقوق میں بھی میزان ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بیوی یہ تو چاہتی ہے کہ شوہر میری ہر خواہش پوری کرے اور جب خاوند کے حقوق پورے کرنے کا وقت آتا ہے تو دل چاہتا ہے تو کرتی ہے ورنہ نہیں کرتی۔ اسی طرح خاوند بھی یہی چاہتا ہے کہ بیوی میری خاطر ہر وقت بچھی رہے اور ایسی بن کر رہے جیسی میں چاہتا ہوں اور یہ نہیں سوچتا کہ مجھے بھی ایسا بن کر رہنا چاہیے جیسا بیوی چاہتی ہے۔ تو میاں بیوی کو جب ایک دوسرے کے حق لینے کا وقت آتا ہے تو میاں یہ چاہتا ہے کہ یہ پاک دامن بن کر رہے، باپردہ رہے اور اس کی طرف کوئی ایک آنکھ بھی نہ دیکھ سکے

لیکن خود کا حال یہ ہوتا ہے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھتا پھرتا ہے۔ یہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے کہ بیوی سے تو پاکدامنی کی توقع کرتا ہے اور خود غیر محرم عورتوں سے مراسم بڑھاتا ہے، یہ انسان اس ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے۔

اسی طرح عورت خاوند سے تو ہر بات کی توقع کرتی ہے کہ وہ میری ہر خواہش پوری کرے، اپنا مال خرچ کرے، مجھے ہر طرح کا عیش و آرام پہنچائے مگر خاوند کی فرنبرداری نہیں کرتی، پردہ داری کا خیال نہیں رکھتی۔ یہ عورت ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والی ہے اور ان دونوں کے لئے اللہ نے عذاب کیا بتایا؟ ''ویل'' بتایا اور ویل کہتے ہیں بربادی کو، ویل جہنم کا ایک خاص حصہ ہے جس میں اللہ رب العزت انسانوں کو عذاب دینے کے لئے آگ کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیں گے اور پھر آگ کے انگارے ہوں گے جو اٹھیں گے اور بندے کے دل کے اوپر برسیں گے۔

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ؕ (ھمزۃ)

وہ آگ ایسے چلے گی جیسے گولی جاتی ہے یا میزائل ٹھیک نشانے پر جاتا ہے، اسی طرح وہ انگارے بندے کے دل پر جا کر لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ عذاب کیوں دیں گے؟ اس لئے کہ اس نے دنیا میں دوسروں کے دل کو جلایا تھا، اب جہنم میں اس کے دل کو جلایا جائے گا۔ تو ویل کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے دو جگہ کیا ایک عیب جو بندے کے لئے اور دوسرا ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والے کے لئے کہ اس میں بھی دوسرے بندے کا دل جل رہا ہوتا ہے۔

لکھ کر لٹکائیے

اس لئے میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی دل آزاری سے بچیں، ایک دوسرے کا دل جلانے سے بچیں۔ انگلش کا ایک فقرہ ہے۔ اس کو میرے دوستو یاد کر

لیجئے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجئے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نے کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں سے بنا کرتے ہیں۔ اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں **(Talk of the town)** ٹاک آف دی ٹاؤن بنا کرے۔ ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔ آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے

ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

ایک دوسرے کی قدر کریں مرنے سے پہلے

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ ''بندے دی قدر آندی اے ٹرگیاں یا مرگیاں''

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کرلیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہوسکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہئے۔ عفو و درگزر اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منالینا چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

؎ اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

؎ زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

عورتوں میں حوروں والی صفات

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پرسکون ہے۔ بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عرباً یعنی خاوندوں کی عاشق اور قاصرات لطرف یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں۔

یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ عورتیں غیر محرم مردوں کی طرف ایسی بری نظر سے

نہیں دیکھتیں جس طرح مرد بری نظر سے عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر فطری حیاء رکھی ہے۔ اکثر و بیشتر جو عورتیں نیک ہوتی ہیں، دیندار ہوتی ہیں، ان کی نگاہیں پاک ہوتی ہیں، وہ مرد کی طرف بری نظر سے نہیں دیکھتیں۔ ہاں جس کی قسمت ہی اللہ خراب کر دے اس کی تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ عورتوں کے اندر اللہ رب العزت نے یہ صفت رکھی ہے کہ وہ حیادار ہوتی ہیں۔

کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سایہ سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہو گئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر،

؎ چمن کے رنگ و بو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

خاوند کی ذمہ داری

ہمارا یہ تجربہ ہے۔ کہ ہمارے اس مسلمانوں کے ماحول میں ننانوے فیصد مسلمان بچیاں شادی کے وقت جب رخصت ہوتی ہیں۔ تو ان کے دل کی یہ نیت ہوتی ہے۔ کہ میں نے آج جا کر اپنا گھر بسانا ہے۔ ننانوے فیصد بچیاں گھر بسانے کی نیت سے رخصت ہوتی ہیں۔ آگے خاوند پر منحصر ہے اگر اس نے صحیح برتاؤ کیا تو گھر آباد ہو جائے گا۔ اگر اس نے Miss Handle (غلط برتاؤ) کیا گھر برباد ہو جائے گا۔ تو گھر کی بنیاد یہ خاوند پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ کس طرح بیوی کو رکھتا ہے۔ بیوی تو آتی ہی اسی نیت کے ساتھ ہے کہ میں نے تو اپنا گھر بسانا ہے۔ آخر

اس نے ماں کو کیوں چھوڑا باپ کو کیوں چھوڑا۔ بہن بھائیوں کو کیوں چھوڑا اپنے وطن کو کیوں چھوڑا۔ اپنے گھر کو کیوں چھوڑا سب کچھ اس لئے کہ ایک بندے کی خاطر کہ میں جاؤں گی تو اس کا گھر بساؤں گی۔ جو بچی اتنی قربانیاں دے سکتی ہے۔ وہ اس سے زیادہ بھی قربان کر سکتی ہے۔ مگر اس کو خاوند سے محبت ملنی چاہیے، پیار ملنا چاہیے، اچھے اخلاق ملنے چاہیے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا برتاؤ اچھا ہو گھر اچھا بن جاتا ہے۔ خاوند کا برتاؤ برا ہو گھر برباد ہو جاتا ہے۔ تو خاوند کو چاہیے بیوی کو جو گھر لے کے آیا اب دل کو جوڑے اور اپنے گھر کو آباد کرے۔ دیکھئے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی رحمتیں ہوتی ہے۔

ایک مجرب عمل

خوشگوار ازدواجی زندگی کیلئے ایک مجرب عمل ہے اس کی اجازت سب کو دی جاتی ہے وہ پڑھنا شروع کر دیں۔ جتنے بھی شادی شدہ حضرات ہیں ضرور پڑھیں اور جو بڑی عمر کے بچے، بچیاں ہیں سمجھ دار ہیں، وہ بھی پڑھیں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ان کے گھر کو آباد کریں گے تو انشاء اللہ ان کو خوشیاں نصیب ہوں گی۔ اس عمل کی اجازت ایک بزرگ نے اس عاجز کو دی اور اب تک ہزاروں انسانوں کو یہ عمل بتانے کے بعد یہ عاجز اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ رب العزت نے سب کی پریشانیوں کو دور کر دیا اور گھر میں سکون کی زندگی نصیب ہوگئی تو آپ بھی یہ عمل شروع کر دیجئے۔

عمل یہ ہے کہ آپ جب بھی کوئی نماز پڑھیں فرض ہو، واجب ہو، نفل ہو، اس کی آخری التحیات میں (یعنی دو رکعت کی تو ایک ہی التحیات ہوتی ہے لیکن چار رکعت میں تو دو مرتبہ التحیات میں بیٹھتے ہیں) تو آخری التحیات جس میں آپ نے

سلام پھیرنا ہوتا ہے اس میں جب آپ رَبَّنَا اٰتِنَا یا کوئی بھی دعاء پڑھتی ہیں اور سلام پھیرنے لگتی ہیں اس وقت سلام پھیرنے سے پہلے آپ یہ دعاء بھی پڑھ لیا کریں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: ۷۴)

اس دعاء کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ گھر کے سارے افراد کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

و اخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوہر کی دس
خطرناک غلطیاں

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کی دس خطرناک غلطیاں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًاo

وَ قَالَ تعالیٰ فی مقامٍ اخر

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَo

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَo وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ o وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

آج کا عنوان

ہماری آج کی گفتگو کا عنوان یہ ہے کہ ایک شوہر کو گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیے کہ ان کی زندگی سکون اور راحت سے بھرپور ہو اور ان کا گھر

خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔ گھر آباد کرنے کے لئے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق زندگی گزاریں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی اصول ہی نہ ہو، کوئی قانون ہی نہ ہوتو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ اسے کوئی آباد گھر نہیں کہہ سکتا۔

بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں

خاوند حضرات کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دنیا کی ہر عورت کو اپنی ازدواجی زندگی میں تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا وہ تین چیزوں کی طلبگار رہوتی ہے۔

(۱) تحفظ (Protection)

پہلی ڈیمانڈ اس کی تحفظ **Protection** ہے۔ وہ شوہر کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے۔ اب جہاں پر آئی ہے وہاں اسے تحفظ چاہیے۔ اپنی جان کا تحفظ، اپنی عزت کا تحفظ، اپنے ایمان کا تحفظ چاہیے۔

تحفظ کیلئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کیلئے سر چھپانے کی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ محفوظ رہ سکے۔ اس کا خاوند اس کی حفاظت کر سکے۔ یہ اس کا فطری تقاضہ ہے۔ اگر خاوند کسی ایسی جگہ بیوی کو رکھے کہ وہ عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہے تو پھر گھر آباد نہیں ہوسکتا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اپنا لے۔ آخر وہ انسان ہے اس میں اچھائیاں بھی ہوسکتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی ہوسکتی ہیں۔ خاوند کو اسے اس کی تمام خوبیوں اور

خامیوں کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے اور تحفظ دینا چاہیے۔ خاوند اس کی اچھائی کا بھی ذمہ دار بنے اور برائی کا بھی ذمہ دار بنے۔ بیوی کو یہ تسلی دے کہ ہاں تم میری خاطر اب یہاں آئی ہو، اب تمہارے نفع نقصان کا میں ذمہ دار ہوں۔ یہ نہیں کہ اچھی باتیں ہوئیں تو تب تو ٹھیک ہے اور اگر ذرا سی غلطی ہوئی تو ہم تمہیں اکھاڑ کر پھینک دیں گے جیسے کسی مرجھائے ہوئے پودے کو پھینک دیتے ہیں۔ تو اس سے تحفظ کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو ایسی محبت دے کہ وہ یہ سمجھے کہ یہ میری اچھائی کو بھی قبول کرے گا اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی تو اس کا حلم اتنا ہے، ظرف اتنا ہے کہ یہ میری کوتاہی کو بھی قبول کرے گا اور میری اصلاح کی کوشش کرے گا۔ یہ مجھے توڑ کر پھینک نہیں دے گا۔ جب خاوند کو بیوی یوں محسوس کرے گی کہ یہ میرا سہارا ہے، میری زندگی کا سایہ ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک آسمان کی چھت عطا کر دی اور ایک خاوند کے گھر کی چھت عطا کر دی، میں دو چھتوں میں رہتی ہوں، مجھے اب فکر کی کیا ضرورت ہے۔ عورت کے اندر سے Fear of unknown (انجانا خوف) نکل جاتا ہے کہ کل کو کیا ہوگا میرے مستقبل کا کیا بنے گا، عورت کے ذہن سے یہ خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورت گھر میں پرسکون ہو جاتی ہے۔

تو سب سے پہلی چیز ازدواجی زندگی میں عورت کو تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور خاوند کو چاہیے کہ یہ تحفظ اس کو فراہم کرے۔

(۲) توجہ (Attention)

اس کی دوسری اہم ضرورت ازدواجی زندگی میں یہ ہوتی ہے کہ اسے میاں کی توجہ Attention چاہیے ہوتی ہے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی کو وقت دے، اس کے

ساتھ وقت گزارے، اس کی ضروریات کو محسوس کرے، اس کا حال احوال پوچھے۔ یہ نہیں کہ خاوند دفتر کے کاموں میں مصروف ہے اور بیوی گھر میں بیمار ہے تو کئی کئی دن اس کی طبیعت پوچھنے کی فرصت نہ ہو، اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی فرصت نہ ہو۔ جب عورت کو یہ محسوس ہوگا کہ میرا خاوند تو مجھ پر توجہ ہی نہیں دیتا اور میری کسی ضرورت کا خیال ہی نہیں رکھتا تو عورت کبھی پرسکون زندگی نہیں گزار سکتی۔ لہٰذا خاوند کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنی بیوی کو توجہ دے۔

اٹینشن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھر آکر وقت تو گزار لیا مگر سارا وقت لڑتے جھگڑتے گزار دیا، اسے توجہ نہیں کہتے۔ یہ تو الٹا دوسرے کو بے سکون کر دینا ہوتا ہے۔اٹینشن سے مراد یہ ہے کہ دوسرے کو توجہ ملے۔ اس کو Satisfaction (اطمینان) ملے۔ ہر طرح کی Satisfaction (اطمینان) Moral Satisfaction اخلاقی اطمینان بھی اور Sexual Satisfaction (جنسی اطمینان) بھی۔تو یہ چیز اس کو توجہ دینے سے حاصل ہوگی۔تسلی مل جائے کہ خاوند میرے پاس آیا ہے۔زندگی کی کتنی باتیں ہوتی ہیں جو اس نے اپنے خاوند سے کرنی ہوتی ہیں۔خاوند تو کبھی دفتر میں مصروف، کبھی اپنے بزنس میں مصروف اور وہاں سے جب واپس آتا ہے تو بیوی بیچاری نے اتنی باتیں ہوتی ہیں جو خاوند کے ساتھ شیئر کرنی ہوتی ہیں۔اب یہ میاں اگر کھانا کھا کر سو جائے گا اور بیوی سے بات بھی نہیں کرے گا تو پھر اس کو وہ اخلاقی مدد کہاں سے ملے گی۔تو گویا یہ مورل سپورٹ بھی خاوند نے اسکو فراہم کرنی ہوتی ہے۔اس کو Share (سانجھ) کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔وہ اپنے دل کا دکھ اور سکھ بتا سکے، وہ اپنی ہر ضرورت پر اپنے میاں کے ساتھ تبادلہ خیال کر سکے۔اس کو کہتے ہیں خاوند کی اٹینشن اس کو مل جانا۔

ہمارے یہاں ہوتا کیا ہے؟ میاں باہر سے آیا اور بیوی اس کے لئے بنی سنوری اور گھر کو صاف ستھرا کر کے کھانا تیار کر کے بیٹھی ہے کہ خاوند آئے گا اور میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ خاوند صاحب اپنے کسی بزنس کے معاملے میں موڈ آف کر کے آئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ کھانے کی ضرورت نہیں میں تو بس سوؤں گا۔ سوچئے کہ پھر اس بیوی کے دل پر کیا گزرے گی۔ اگر خاوند بیوی پر توجہ نہ دے بیوی کو کبھی سکون نہیں مل سکتا۔ ساس سسر جتنا مرضی اس پر قربان ہوتے پھریں، اس کی نندیں اس کے جتنے مرضی گن گاتی پھریں وہ ہمیشہ پریشان رہے گی۔ اس لئے کہ اس کو خاوند کی توجہ نہیں ملتی۔

کتنی مرتبہ دیکھا کہ اپنوں میں ہی رشتہ داریاں ہوتی ہیں۔ بیوی اپنی خالہ کے گھر جاتی ہے سب لوگ اس کے ساتھ اچھے ہوتے ہیں۔ مگر اس کا میاں کسی بری عادت میں گرفتار ہوتا ہے۔ ہوش بھی نہیں ہوتا پینے پلانے کے چکر میں ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو کبھی سکون نہیں مل سکتا، اس لئے کہ جس کی خاطر وہ گھر چھوڑ کے آئی۔ اب وہی اس کو توجہ نہیں دے پاتا تو پھر اس کو کیسے سکون ملے گا۔ تو یہ اس کی شرعی ضرورت ہے اور ڈیمانڈ ہے۔ اور یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کو Attention (توجہ) دے تاکہ وہ بیوی اپنے دل کا دکھ سکھ اس کے ساتھ کر سکے۔ اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکے۔

(۳) حوصلہ افزائی (Apprecitaion)

اور ایک تیسری چیز کہ بیوی چاہتی ہے کہ جب میں خاوند کے لئے ہر چیز کی حفاظت کرتی ہوں اور خاوند کے کہنے کے مطابق ہر کام کو پورا کرتی ہوں تو میرے اچھے کام پر مجھے شاباش ملنی چاہیے، تعریف ہونی چاہیے اور میری قدر ہونی چاہیے۔ جب بیوی اچھے کام کرے اور خاوند اس کی پرواہی نہ کرے تو پھر بیوی کو کہاں سکون

ملے گا۔ کیونکہ اس نے تو بیوی کی کسی اچھی بات کی طرف دھیان ہی نہیں دیا۔ بیوی اس کی خاطر اچھے اچھے کھانے بناتی ہے۔ یہ کھا تو لیتا ہے مگر کوئی ایک بات ایسی نہیں کہتا جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہو یا جس سے اس کو تسلی آمیز کلمات مل جائیں، اس کو شاباش مل جائے۔ تو پھر بیوی کو سکون نہیں ملتا اس لئے کہ Appericiation (تعریف) انسان کی فطرت ہے۔ ہر بندہ اچھا کام کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ میرے اچھے کام کو سراہا جائے۔ اگر کوئی اچھے کو اچھا نہ کہے تو اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فطری تقاضا ہے۔

خاوند کو اپنی بیوی کو یہ تینوں بنیادی چیزیں فراہم کرنی چاہئیں۔ مگر چونکہ دین کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے خاوندوں کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ غلطیاں ہوتی ہیں۔

شوہروں کی دس خطرناک غلطیاں

آج کی اس محفل میں چونکہ خاوند کے عنوان پر بتانا ہے کہ خاوند کو گھر میں کیسے رہنا چاہیے اس لئے ابتدا میں دس ایسی خطرناک غلطیاں بتا دیتے ہیں جو اکثر و بیشتر خاوند حضرات کر لیتے ہیں اور جن کی وجہ سے گھر کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے۔ خاوند حضرات تک اگر اس عاجز کی آواز پہنچے تو اس کو توجہ سے سنیں۔ دل کے کانوں سے سنیں۔ اور ان باتوں کو اپنے پلے باندھ لیں۔

(۱) بیوی کو نظر انداز کرنا

پہلی غلطی جو عموماً آج کل خاوند کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ محفل میں بیٹھیں گے تو اور لوگوں کو توجہ دیں گے،

بیوی کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔ اگر رشتہ داروں کی عورتیں آ گئیں تو ان کے ساتھ بڑی خوشی سے باتیں کریں گے مگر بیوی کے ساتھ بات کرنے کی فرصت نہیں۔ اوّل تو گھر میں آتے ہی دیر سے ہیں، اگر آ بھی جاتے ہیں تو ادھر ادھر کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رکھئے اپنی بیوی کو نظر انداز کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کے بارے میں کتنی ہی حکایتیں اور داستانیں معاشرے میں دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔ خاوند یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اب ہے ہی بیوی اب اس کو توجہ دینے کی یا محبت دینے کی کیا ضرورت ہے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ خاوند بیٹھا کئی گھنٹوں سے کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ بیوی بیچاری آگے پیچھے طواف کرتی پھر رہی تھی کہ کبھی تو ہماری طرف بھی محبت کی نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ مگر خاوند کو کام سے فرصت نہیں تھی۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اب تو سونے کا وقت بالکل ہی قریب آ گیا اور اس کی تو آنکھیں ہی بند ہو رہی ہیں تو بیوی قریب آئی اور آ کر کہنے لگی کاش میں بھی کوئی کتاب ہوتی۔ اتنے گھنٹے آپ مجھے بھی بیٹھ کر دیکھتے رہتے۔ اب خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا ہاں تمہیں تو کوئی ڈائری ہونا چاہیے تھا تاکہ ہر سال میں ڈائری کو بدل لیا کرتا۔

اگر خاوند کی سوچ ایسی ہوگی تو سوچئے کہ بیوی کو کہاں سکون ملے گا۔ خاوند اگر دوسروں کے ساتھ محبت و پیار سے باتیں کرتا ہے تو بیوی تو ان سے بھی زیادہ پیار کی مستحق ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اس سے بھی محبت کی باتیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ ایک کافر نے اپنے ماحول کے اعتبار سے یہ بات کہی کہ ''جس پیار کی نظر سے خاوند اپنے ہمسائے کی لڑکی کی طرف دیکھ لیتا ہے اگر اس نظر سے ایک بار اپنی بیوی کو دیکھ لے تو اس کا گھر کبھی برباد نہ ہو۔'' خاوند کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو بھرپور توجہ دے۔ اس کو محسوس کروائے کہ میرے نزدیک تم بہت کچھ ہو اور میرے دل

میں تمہارا بڑا مقام ہے۔اس طرح بیوی کو تسکین مل جاتی ہے۔

بعض دفعہ خاوند آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ جی میں نے کبھی بیوی کو ویلیو ہی نہیں دی۔وہ پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں۔ان کو شریعت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔لگتا ہے کہ شریعت کی ہوا ہی نہیں لگی ہوتی۔اس لئے وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی بیوی کو نظرانداز کرتے ہیں۔

(۲) طلاق کی دھمکی

دوسری خطرناک غلطی خاوند یہ کرتے ہیں کہ بیوی کے سر پر ہر وقت طلاق والی تلوار لٹکائے رکھتے ہیں۔ذرا سی کوئی بات ہوئی، میں تمہیں فیصلہ دے دوں گا...... میں تمہیں گھر پہنچا دوں گا...... میں تمہیں چھوڑ دوں گا......تم کیا سمجھتی ہو مجھے کئی رشتے ملتے ہیں...... یاد رکھنا جس خاوند نے بیوی کے سر پر طلاق والی تلوار لٹکا دی اب اس بیوی کو کبھی سکون نہیں مل سکتا۔خاوند تو ایک دفعہ کہہ کر چلا گیا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ بیوی کے ذہن کے اندر کیا طوفان مچ گیا۔اس کو تو اپنی ذات بے سہارا نظر آنے لگ گئی۔اب وہ بیٹھ کر سوچتی رہتی ہے کہ اگر یہ بندہ مجھے چھوڑ ہی دے گا تو میرا بنے گا کیا؟اب وہ کیا کرتی ہے یا تو پھر والدین سے اپنی کوئی شرط اور پکی کر لیتی ہے۔ان کو اپنی ہر ہر بات میں راز دار بناتی ہے تاکہ اگر مجھے خاوند کبھی دھکا دے دے تو کم از کم میں اپنے ماں باپ کے پاس تو چلی جاؤں۔کیونکہ اب اس کو احساس تحفظ نہیں رہا۔کبھی وہ یہ سوچتی ہے کہ اگر خاوند مجھے چھوڑ دے تو میں کیا کروں گی۔وہ سوچتی ہے کہ اچھا میں جاب کر لوں گی۔ماں باپ کے گھر تو جا نہیں سکتی۔اس لئے مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ لہٰذا اب اس کے ذہن میں شیطان الٹی سیدھی باتیں ڈالے گا کہ تم اس طریقے سے

اپنے آپ کو سہارا دے لینا اور تم اپنا تعلق فلاں سے بھی رکھو۔

گناہوں کا دروازہ

ہم نے تو یہ تجربہ کیا کہ جو لوگ بات بات پر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں طلاق دے دیں گے ان کی بیویاں اگر دیندار نہ ہوں تو وہ دوسرے مردوں کی چکر میں پڑ جاتی ہیں۔ ان کو بھی متبادل کے طور پر رکھتی ہیں۔ پھر ان کے ذہن میں گناہ گناہ نہیں رہتا۔ شیطان ان کو سکھاتا ہے کہ یہ خاوند تو پتہ نہیں کب تمہیں چھوڑ دے اور ماں باپ کے گھر جا کے تو تو نے بیٹھنا نہیں، لہٰذا اب کسی اور کو سٹینڈ بائی رکھنا چاہیے۔ لہٰذا یہ عورت اپنے خاوند کے گھر رہتے ہوئے کسی نہ کسی سے اپنا تعلق اس درجے میں رکھتی ہے۔ اگر یہ مجھے چھوڑے تو کوئی دوسرا اپنانے والا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ الفاظ، یہ دھمکی ایسی ہے کہ عورت کے لئے گناہوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ خاوندوں کو عقل کے ناخن لینے چاہیے اور یہ الفاظ ان کو قطعاً استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ جب بیوی بنا کر اپنا لیا تو اب زندگی گزارنے کے سودے ہیں۔ جب تم اسے تسلی دو گے اور مطمئن کرو گے تو وہ تمہارا گھر آباد کرے گی۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کو کہتے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں تمہیں گھر پہنچا کے آؤں گا، ہاں میں تمہیں ماں باپ کے گھر بھیج دوں گا۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ عورت کے ذہن میں انجانا سا خوف رہتا ہے۔ لہٰذا وہ خاوند کے ساتھ کبھی وفادار نہیں رہتی۔ خاوند نہیں سمجھتا کہ طلاق کا لفظ عورت کے لئے بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کو کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

تجربے کی بات

ہمارے تجربے میں ایک بات آئی۔ ایک میاں بیوی تھے۔ میاں صاحب نے

ایم اے کیا ہوا تھا۔ کالج کے اندر پروفیسر تھے اوران کی بیوی نے ایم اے، ایل ایل بی کیا ہوا تھا۔ دونوں نیک دیندار تھے۔ جوان العمر تھے۔ مگر دونوں کے گھر میں کھٹ بٹ رہتی تھی۔ کوئی پرسکون زندگی نہیں تھی۔ شادی کو سات سال گزر گئے۔ سات سالوں میں کوئی سکون کا دن شاید انہوں نے گزارا ہوگا۔ چنانچہ جب دونون سلسلے میں داخل ہوئے تو دونوں نے اپنی اپنی طرف سے یہ بات پہنچائی۔ بیوی نے علیحدہ خط میں لکھی خاوند نے علیحدہ بیٹھ کر بات کی کہ ہم آپس میں کوئی سیٹ نہیں ہو پائے۔ اگرچہ لکھے پڑھے ہیں اور دیندار ہیں لیکن لگتا ہے کہ ہماری گاڑی لمبی نہیں چلے گی۔ اس عاجز نے ذرا دونوں سے بات معلوم کی تو پتہ چلا کہ میاں صاحب کی عادت تھی کہ ذرا سا غصے میں آ کر کہہ دیتے میں پڑھا لکھا ہوں، پروفیسر ہوں، اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو میں تمہیں طلاق دے کر دوسری شادی کرلوں گا۔ اس کی وجہ سے عورت کے اندر عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ پھر وہ بھی میاں کے ساتھ جھگڑا کرتی تھی۔ جب اس عاجز نے تشخیص کرلیا کہ ان دونوں کے درمیان اصل مرض یہ ہے۔ ایک مرتبہ دونوں کو بلایا۔ بیوی پردے میں آئی۔ خاوند بھی آیا۔ خاوند اور بیوی کو بٹھا کر کہا۔ آپ دونوں کی خوشیوں کا حل اس عاجز کے پاس موجود ہے۔ وہ کہنے لگے کیا؟ میں نے خاوند سے کہا کہ میں حل آپ کو بتاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ اس کو پورا کرو گے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بعد تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بنے گی۔ وہ بڑے حیران ہو گئے کہ ایسا کون سا حل ہے۔ میں نے خاوند سے وعدہ لیا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو تم اپنی بیوی کو طلاق نہیں دو گے جب تک کہ تم مجھ سے مشورہ نہیں کرلو گے اور میں بھی ہاں نہ کر دوں۔ خاوند نے جب یہ وعدہ کرلیا اب بیوی کو سیکورٹی مل گئی۔ چنانچہ جب واپس گئے تو اس کے بعد کبھی ان کے درمیان دوبارہ جھگڑا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بیوی کو اب یقین ہو گیا کہ حضرت

صاحب سے میرے خاوند نے وعدہ کرلیا ہے اس لئے اب یہ مجھے طلاق نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اب اس کو زندگی کا سکون نصیب ہوگیا۔

طلاق......ایک ناپسندیدہ چیز

ویسے بھی حدیث پاک میں آیا ہے کہ جتنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز فرمایا ان میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ ہاں ضرورت اور موقع کے مناسب کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ طلاق ہی کسی کے مسئلے کا حل ہوتا ہے تو اس لئے شریعت نے جائز تو کہہ دیا مگر اس کو پسند نہیں کیا۔ لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ طلاق کا لفظ کبھی اپنی زبان سے نہ نکالیں۔

طلاق سے پہلے

ہاں مسائل ہوتے ہیں پرابلم ہوتے ہیں۔ ان کے اور بھی جائز طریقے ہیں سمجھانے کے۔ ایک طلاق تو اللہ نے سمجھانے کے لئے نہیں بنایا۔ لہٰذا ہمیں اس کے سمجھانے کا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں بیوی کی غلطی پر اس کی تعزیر کا طریقہ بتایا گیا۔ سب سے پہلی بات سمجھائی کہ تم اس سے بولنا بند کردو یعنی بولنا کم کرلو۔ جب کم کروگے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ تمہیں منائے گی، غلطی سے ہٹ جائے گی۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر۔ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ پھر تمہیں چاہیے کہ تم اس سے بستر جدا کرلو۔ تو وہ پھر سمجھ جائے گی کہ میاں مجھ سے واقعی ناراض ہے۔ اب جب اتنی باتیں بتائی گئیں تو اس میں کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں بتایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی چاہتی ہے کہ سمجھانے کے جو اور طریقے ہیں پہلے ان کو کیا جائے۔

حتیٰ کہ وہ کوئی سخت غلطی گناہ بھی کر بیٹھی ہے تو شریعت کہتی ہے کہ اس کے بعد

اگر تم اس کو مارنا بھی چاہو تو شریعت تمہیں تھوڑی سی اجازت دیتی ہے مگر اس کی بھی حدود و قیود ہیں۔ یہ عام بات میں نہیں کہ نمک تیز ہو تو ہاتھ اٹھالیا۔ یہ اس عورت کے لئے ہے جو اخلاقی غلطی کر بیٹھے۔ اس پر مرد کو حکم دیا گیا کہ پہلے تم اس سے ناراض ہو، وہ تمہیں منائے، پھر بھی نہ سمجھے تو بستر جدا کرلو۔ اگر پھر بھی نہ سمجھے اب ذرا تھپڑ بھی دو چار لگادو۔ مگر پشت پہ لگاؤ، چہرے پر نہیں لگا سکتے۔

ایک صاحب کہنے لگے...... او جی اسلام میں بیوی کو مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مارنے کا حکم تو ہے مگر کس صورت حال میں؟ کہنے لگا، ہاں اگر کوئی وہ اخلاقی غلطی کرلے پھر مارنے کا حکم ہے۔ میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ اخلاقی غلطی کر کے آئے تو اب خاوند کو چاہیے کہ اس کو حلوہ کھلائے کہ ہاں تم نے بہت اچھا کام کیا۔ میں تمہیں آئس کریم لا کر کھلاتا ہوں۔ اس کا تو حل یہی ہے کہ جب سمجھانے سے بھی نہیں سمجھ آ رہی تو پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ اس لئے شریعت نے پھر اس کو علاج کے طور پر یہ کڑوی دوا پلانے کا حکم دیا۔ مگر اس دوران میں بھی کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں آیا قرآن پاک میں۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی یہ چاہتی ہے کہ مسائل کا حل ڈھونڈا جائے۔ مگر طلاق حل نہیں ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ

اور اگر خدانخواستہ کبھی طلاق کی نوبت آ ہی پہنچے تو اس کا بھی ایک طریقہ شریعت نے سمجھایا۔ طلاق کا جہاں حکم آیا شریعت کہتی ہے کہ تم اپنوں میں سے دو بندے بلاؤ ان کے بھی دو بندے بلاؤ۔ وہ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کریں۔ وہ طلاق سے پہلے فریقین میں صلح صفائی کی حتی الوسع کوشش کریں۔ جب سب سمجھ لیں کہ صلح

کی کوئی صورت نہیں تو پھر حکم ہے کہ اچھے طریقے سے بیوی کو فارغ کر دیا جائے۔تو معلوم ہوا کہ طلاق سے پہلے بھی مشورے کو رکھا گیا۔طلاق تو سب سے آخری چیز ہوتی ہے۔اس سے پہلے کتنے مراحل ہیں۔تو خاوندوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ ذرا ذرا سی بات پر کہہ دینا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا یہ پرلے درجے کی بے وقوفی ہوتی ہے۔

تو خاوند لوگ یہ بہت بڑی کوتاہی کر لیتے ہیں۔ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ لفظ عورت کے ذہن میں کتنا انقلاب برپا کر دیتا ہے۔اس کے ذہن میں منافقت پیدا کر دیتا ہے۔اس کی شخصیت کو توڑ کر دو میں بدل دیتا ہے۔منقسم شخصیت بن جاتی ہے۔طلاق کا نام سن کر اس کے دماغ میں شیطان کسی دوسرے غیر محرم مرد کا تعلق ڈال دیتا ہے اور گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔وہ گھر کسی اور کا بسا رہی ہوتی ہے مگر دل میں کسی اور کو بسا رہی ہوتی ہے۔یہ کتنی واہیات اور بری بات ہے۔لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ وہ طلاق کی دھمکی کبھی نہ دیں۔

(۳) دوسری شادی کی دھمکی

تیسری خطرناک غلطی یہ ہے کہ خاوند ہر وقت بیوی کو کہتے رہتے ہیں کہ تم تو اتنی خوبصورت نہیں ہو، میں دوسری شادی کر لوں گا۔یہ دوسری شادی کی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔گو شریعت نے مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔لیکن جب اس کی بیوی مرد کے سب تقاضے پورے کر رہی ہے تو کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دی جائے۔یا سوکن لانے کی دھمکی دی جائے۔خواہ مخواہ اس کی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے اور اپنی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے۔

عدل کرنا آسان کام نہیں

یاد رکھنا دو بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا یہ انسان کے اوپر فرض ہوتا ہے۔ اور یہ عدل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ سنئے قرآن مجید اس پر گواہی دے رہا ہے۔ ارشاد فرمایا

وَ لَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَاءِ وَلَوْا حَرَصْتُمْ (النساء: ۱۲۹)

تم کتنے ہی حریص کیوں نہ ہو جاؤ اور تمہارے اندر کتنا ہی ٹھرکی پن کیوں نہ ہو تم دو بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکتے۔ تو جب قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تم انصاف کر ہی نہیں سکتے، کمزور ہو، تو پھر اتنا بڑا بوجھ لے کر قیامت کے دن اللہ کے حضور کیسے جاؤ گے۔ اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرتا ہو، قیامت کے دن ایک فالج زدہ انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کو شرمندگی ہوگی کہ میں نے اپنی بیویوں میں ناانصافی کی۔ تو جب اتنا انصاف ہم کر ہی نہیں پاتے تو اتنا بڑا بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا دوسری شادی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی، یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ تو ایسی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری شادی کا خیال کیسے نکلا

اس عاجز نے امریکہ کی ایک کمیونٹی میں بعض بیویوں کی طرف سے یہ باتیں سنیں کہ خاوند ہم پر توجہ نہیں دیتے۔ ان کو خوب سے خوب تر کی تلاش رہتی ہے۔ یہ نیک لوگوں کی باتیں تھیں جو سلسلے میں بیعت تھے۔ جب اس عاجز نے کمیونٹی کی طرف سے کئی عورتوں سے یہ پیغام سنا اور محسوس کیا تو پھر خاوندوں کی ذرا کلاس لی۔ ان کو بلا کر بٹھایا اور حال احوال پوچھے تو پتہ یہی چلا کہ اس ماحول میں چونکہ ان

کو ہر طرف گوری لڑکیاں ملتی ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت ہوتی ہے تو ذہن اسی طرف رہتا ہے کہ یہ بیوی تو اتنی خوبصورت نہیں ، فلاں لڑکی زیادہ خوبصورت ہے، اس کے ساتھ بھی شادی ہوسکتی ہے۔ اب دوسری شادی کا خیال ان کے ذہن میں ہے۔ کریں یا نہ کریں یہ اور بات ہے مگر موقع ان کو نظر آرہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے وہ گھر میں بیوی کو پوری طرح پیار نہیں دیتے۔ اس عاجز نے ان سب سے کہا کہ تم اپنے ذہنوں سے آج یہ نکال دو کہ تم نے دوسری شادی کرنی ہے۔ جس سے پہلے کرلی ذرا اس کو تو مطمئن کر کے ہمیں دکھا دو۔ جب اس کو مطمئن کرو گے تب تمہارے بارے میں اگلی بات سوچیں گے۔ چونکہ بیعت کا تعلق تھا اور اس میں نیک دیندار اور متقی لوگ تھے، بڑے بڑے عالم لوگ تھے، کئی بڑے بڑے حافظ تھے قاری تھے اور دوسرے آفیسر حضرات تھے کافی سارا مجمع تھا۔ جب سب کو اچھی طرح یہ بات سمجھائی گئی اور ان سے یہ وعدہ لیا گیا کہ تم اپنی موجودہ بیوی کو مطمئن کرو گے تو پھر تم میرے پاس آنا کہ اب ہمیں دوسری کی ضرورت ہے۔ جب وہ وعدہ کر کے گئے تو ایک ہفتے کے اندر وہ خود واپس آئے اور کہنے لگے حضرت! عجیب بات ہے۔ جس دن سے دوسری شادی کا خیال ہم نے ذہن سے نکال دیا ہمیں پہلی بیوی اتنی پیاری لگنے لگ گئی کہ شکل بھی اچھی لگتی ہے، عقل بھی اچھی لگتی ہے ، کام بھی اچھے لگتے ہیں ، گھر کے اندر سکون محسوس ہوتا ہے۔ اب ہم نے سو فیصد نظروں کی حفاظت بھی کرنا شروع کر دی ہے۔

تو یہ بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دیتے ہیں۔ ایک کو سنبھال نہیں سکتے اور دوسری کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی ایک من بوجھ تو اٹھا نہ سکے کہ گردن ٹوٹی جا رہی ہے اور پھر وہ دعوے کرے کہ میں ایک من اور سر پہ اٹھا لوں گا۔ پھر تیری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹے گی

اور تیرا تماشا دنیا دیکھے گی۔ یہی حال اس خاوند کا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ خطرناک غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔ یاد رکھنا اگر تمہیں دوسری بیوی مل سکتی ہے تو تمہاری بیوی کو دوسرا خاوند بھی مل سکتا ہے۔ اگر تمہارے ردعمل میں آ کر کبھی تمہاری بیوی نے یہ جواب دے دیا کہ ہاں میں بھی دوسری شادی کر کے دکھاؤں گی۔ تو پھر کیا کرو گے؟ کیا لڑکی کو دوسرا لڑکا نہیں مل سکتا۔ لہٰذا یہ بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ بیوی کو کبھی دوسری شادی کی دھمکی نہیں دینی چاہیے۔

(۴) بے عزت کرنا

چوتھی غلطی عام طور پر خاوند حضرات یہ کر لیتے ہیں کہ اپنی بیوی کی کسی غلطی پر اسے لوگوں کے سامنے روک ٹوک کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے بے عزت کر دیتے ہیں اور ڈانٹ پلا دیتے ہیں۔ اپنے طور پر تو وہ اچھے بن جاتے ہیں۔ دوسروں تأثر مل جاتا ہے کہ دیکھو گھر میں میرا کتنا کنٹرول ہے۔ بہن کے سامنے بیوی کو ڈانٹ پلا دی۔ ماں کے سامنے بیوی کو ڈانٹ دیا۔ بہن اور ماں کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے کہ ہاں ہمارا بیٹا تو گھر میں بہت کنٹرول رکھتا ہے۔ بہن کہتی ہے کہ میرے بھائی کا تو گھر میں بہت کنٹرول ہے۔ یوں وہ اپنی ماں بہن کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے مگر حقیقتاً اپنی بیوی کی نظر میں انہوں نے اپنے وقار کو صفر بنا دیا۔ اس لئے کہ ہر ایک کی اپنی عزت نفس ہوتی ہے۔ جب کسی کی عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے تو پھر اس انسان کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور یہ چیز گناہ میں شامل ہے۔ اگر ایک چھوٹے بچے کو لوگوں کے سامنے ڈانٹ دیا جائے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے کیونکہ اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ تو پھر عورت تو بالآخر بڑی ہوتی ہے، اس کو تو عزت نفس کی زیادہ پرواہ ہوتی ہے۔ لہٰذا

اس کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔اس کو نصیحت کرنی ہے تو تنہائی میں کرو اور اگر تعریف کرنی ہے لوگوں کے سامنے کرو۔اس کو زندگی کا اصول بنالو تنہائی میں اگر بیوی کو جلی کٹی بھی سنادو گے بیوی بیچاری برداشت کرلے گی مگر لوگوں کے سامنے کی ذلت برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔اس لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بیوی کو دوسروں کے سامنے کبھی بھی اس طرح تنقید کا نشانہ نہ بناؤ۔ وہ زندگی کی ساتھی ہے۔تھوڑا وقت جو دونوں کو علیحدگی میں ملتا ہے اس میں ایک دوسرے کو سمجھا دو جو سمجھانا ہے لوگوں میں تم اس قسم کی باتیں نہ کرو۔

علماء نے لکھا ہے کہ بچہ جب تنہائی میں گرتا ہے اس کو زیادہ چوٹ لگتی ہے وہ نہیں روتا اور اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔لیکن اگر لوگوں کے سامنے گر جائے، اس سے آدھی چوٹ بھی لگے تو رونا شروع کر دیتا ہے۔اس لئے کہ لوگوں کے سامنے اس کی عزت نفس مجروح ہوئی ہے۔ وہ درد سے نہیں رو رہا ہوتا عزت نفس مجروح ہونے کی وجہ سے رو رہا ہوتا ہے۔لہذا کبھی انسان کسی کی عزت نفس کو مجروح نہ کرے۔

انسان ہے غلطیاں کوتاہیاں ہر انسان سے ہوسکتی ہیں، بات کو سمجھانا چاہیے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ عام طور پر خاوند بات سمجھاتے نہیں ہیں، آرڈر کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کیلئے ڈانٹ پلاتے ہیں۔مثلاً بیوی نے کہا کہ فلاں چیز کی ضرورت ہے لا دینا۔ایک دن بھی بھول گئے، پھر یاد دلایا دوسرے دن بھی بھول گئے، تیسرے دن کوئی بہانہ کر دیا، چوتھے دن تو اس نے غصے میں آنا ہی ہے کہ میں چار دن سے کہہ رہی ہوں مجھے کون لا کر دے گا۔اب جب دیکھا کہ غصے میں آگئی تو اس کی بجائے خود غصے میں آکر ڈانٹ ڈپٹ کر کے اپنے آپ کو Cover up (کور اَپ) کرتے ہیں۔اصل میں اپنی خامیوں پر پردہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔آپ اسے عزت دیں پھر دیکھیں وہ آپ کی خادمہ کیسے نہیں بنے گی۔

(۵) وقت نہ دینا

پانچویں خطرناک غلطی عام طور پر خاوند یہ کرتے ہیں کہ بیوی کو وقت نہیں دیتے بلکہ جب وقت ملا۔ اب امی کے پاس بیٹھے باتیں چل رہی ہیں۔ رات کے بارہ بج گئے نیند سے جب آنکھیں پُر ہوگئیں اب کمرے میں آکر دھم سے لیٹ گئے اور بیوی سے بات بھی نہ کی۔ کچھ پوچھا بھی نہیں کہ تم جیتی ہو یا مرتی ہو، تمہاری طبیعت ٹھیک ہے یا بیمار ہو۔ اب اگر خاوند وقت ہی نہ دے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کا شرعی تقاضا ہے کہ اسے خاوند کا وقت ملے۔ لہٰذا وقت دینا چاہیے۔ کچھ نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ دوستوں کی محفل کی زینت بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور رات کو بارہ ایک بجے گھر آنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ لوگ دوستوں کی محفل کو سنوار بیٹھتے ہیں اور اپنے گھر کو اجاڑ بیٹھتے ہیں۔ بھلا کیا فائدہ اس کا، بیوی کو زیادہ سے زیادہ وقت دینا چاہیے۔ کئی گھر میں آتو جلدی جاتے ہیں لیکن بہن بھائیوں میں بیٹھے رہتے ہیں یا ماں یا باپ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ دوسرے افراد خانہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں مگر بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ یہ چیز بالآخر جھگڑے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ بیوی کا بنیادی حق ہے کہ خاوند اس کو وقت دے۔

بعض نیکوکار مردوں کی غلطی

کئی مرتبہ نیکوکاری کی وجہ سے لوگ اپنی بیوی کو وقت نہیں دے سکتے۔ اب میں مراقبے میں جارہا ہوں، میں ذکر میں جارہا ہوں، میں پیر صاحب کی محفل میں جارہا ہوں، یا میں اپنے استاد سے پڑھنے جارہا ہوں، مدرسے میں جارہا ہوں یا

اپنا گشت کرنے جارہا ہوں۔ یہ سب لوگ دین کا کام کرنے والے ہوتے ہیں مگر دین کے کاموں کو اتنا اپنے اوپر سوار کر لیتے ہیں کہ بیوی کو گھر میں وقت نہیں دیتے۔ یہ نیک لوگ ہوتے ہیں، متقی پرہیز گار ہوتے ہیں لیکن بہت بڑی غلطی کر لیتے ہیں۔ جب یہ بیوی کو وقت نہیں دیتے تو اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے کہ گھر کی زندگی بے مزہ ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے دور میں ایک عورت آئی۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت تھی۔ اس کے سامنے آ کر اس نے اپنے خاوند کی تعریفیں شروع کر دیں۔ کہنے لگی کہ میرا خاوند بڑا نیک ہے، بہت اچھا ہے، سارا دن روزہ رکھتا ہے، ساری رات عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھنے میں وقت گزار دیتا ہے اور یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئی۔ حضرت عمرؓ بڑے حیران ہوئے کہ یہ عورت اپنے خاوند کی بڑی تعریفیں کر رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا تو کیوں آئی اس نے پھر کہا میرا خاوند بڑا نیک ہے سارا دن روزہ رکھتا ہے ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر چپ ہوگئی۔ حضرت عمرؓ بات نہ سمجھ سکے حیران تھے تو ابی ابن کعبؓ نے کہا' اے امیر المومنین! اس عورت نے بڑے پیارے لفظوں میں اپنے خاوند کی ایک کمزوری آپ کے سامنے پیش کر دی اور یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے تا کہ آپ اس کے خاوند کو سمجھائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا' کونسی کمزوری؟ اسکا خاوند تو بڑا نیک نظر آتا ہے۔ اس نے کہا' کہ یہی تو وہ کہنا چاہتی ہے کہ سارا دن روزہ رکھتا ہے اور ساری رات عبادت کرتا ہے لیکن بیوی کے پاس وقت گزارنے کے لئے اس کے پاس فرصت ہی نہیں۔ تب حضرت عمرؓ سوچنے لگے کہ کتنے پیارے انداز سے بیوی نے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ چنانچہ آپؓ نے اس کے خاوند کو بلایا۔ وہ ایک صحابی تھے۔

بڑے نیک تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کو دن میں بھی روزے سے رکھتی اور ساری رات مصلے پہ کھڑا رکھتی۔ قرآن کی تلاوت کے مزے لیتے تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے قرآن میں اتنا مزہ پاتا ہوں میری بیوی کی طرف اتنی توجہ نہیں جاتی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب آپ نے مسئلے کو سمجھا اب مسئلے کا حل بھی آپ سمجھا دیجئے۔ چنانچہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ دیکھو شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس لئے تم اپنی بیوی کو وقت دو۔ تمہیں چاہیے کہ اگر تم تین دن روزہ رکھنا بھی چاہتے ہو تو رکھو مگر چوتھا دن افطار کرو اور وہ دن تم اپنی بیوی کے ساتھ گزارو۔ یہ سن کر وہ تو چلے گئے اور بیوی بھی خوش تھی کہ ہر تین دن کے بعد خاوند سے وقت مل جائے گا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ تین دن کی شرط کیسے لگائی۔ کہنے لگے کہ میں نے قرآن مجید کو دیکھ کر لگائی۔ قرآن مجید میں ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کے ساتھ شادی کی اجازت دی۔ اگر بالفرض کوئی چار شادیاں بھی کر لے تو ہر عورت کو تین دنوں کے بعد چوتھی رات مل جائے گی۔ اس لئے میں نے شرط لگا دی کہ تم زیادہ سے زیادہ تین دن تک روزے رکھ سکتے ہو۔ چوتھے دن افطار کر کے تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا پڑے گا۔ تو کئی مرتبہ نیک لوگ بھی اپنی نیکیوں میں لگ کے اپنی بیویوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بہت خطرناک غلطی ہے۔

تلاش معاش پر جانے والوں کی غلطی

بعض دفعہ لوگ تلاش معاش کے سلسلے میں لمبے عرصے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ لہذا بیوی کو وقت نہیں دے پاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ آ رہے تھے۔ رات کا وقت تھا ایک گھر سے ان کو اشعار کی آواز سنائی دی جس سے پتہ چلا کہ ایک

جوان بیوی اپنے خاوند کی محبت میں شعر پڑھ رہی تھی۔ چنانچہ وہ گھر آئے اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ ایک عورت اپنے میاں کے بغیر کتنا وقت آرام سے گزار سکتی ہے۔ انہوں نے کہا' جتنی اللہ تعالیٰ نے عدت متعین کی ہے۔ یعنی چار مہینے دس دن کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے قانون بنا دیا کہ ہر مجاہد جو جہاد میں جائے گا چار مہینے کے بعد بالآخر گھر آئے گا اور اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت گزارے گا۔ سوچئے کہ اگر ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاکیزہ شخصیت جوامت کی ماں ہیں وہ فرماتی ہیں کہ چار مہینے کی مدت زیادہ سے زیادہ ہے تو جو لوگ سالوں اپنی روزی کی خاطر دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں۔ اوجی جوان بیٹا ہے مگر انگلینڈ چلا گیا اور اس کی بیوی ہمارے پاس رہتی ہے۔ اب ذرا سوچئے کہ بیوی ایک سال دو سال خاوند کے بغیر رہے گی۔ تو پھر گھر میں کیا معاملہ ہوگا۔ شیطان کو کتنا موقع ملے گا اس کی بیوی کو ورغلانے کا اور گناہ پر اکسانے کا۔ ادھر بیوی گناہ کرے گی اُدھر خاوند گناہ کرے گا۔ اور اگر گناہ نہیں کریں گے تو گناہ کی حسرت تو ان کے ذہن میں رہے گی ہی سہی۔ تو پھر بھی تو عبادت میں دل نہیں لگے گا۔ لہٰذا ایسی صورت حال سے بچنا چاہیے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ ہوں۔ ہاں کبھی کوئی ایسی ضرورت ایک مرتبہ پڑ جائے جیسے بالفرض کوئی نو مہینے کے لئے چلا گیا یا سال کے لئے چلا گیا۔ بیوی بھی بخوشی اجازت دیتی ہے اور خاوند بھی راضی ہے تو پھر ایسی صورت حال میں یقیناً بیوی اپنے وعدے کا پاس کرے گی۔ اس لئے کہ اس کے مشورے سے یہ بات طے ہوئی۔ مگر عام حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ بچے دوسرے ملک میں کاروبار کرنے کے لئے کوئی سعودی عرب گیا پانچ سال سے نہیں آیا۔ کوئی فلاں وجہ سے گیا سات سال سے نہیں آیا۔ یہ بہت معیوب بات ہے۔ بیوی کا حق ہے

اور یہ وقت دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ روزی ملتی ہے نہیں ملتی گھر واپس آؤ۔ تم بھی بھوکے رہو گے بیوی بھی تمہارے ساتھ بھوک برداشت کر لے گی۔ اسے تمہاری ضرورت ہے، اسے مرغن غذاؤں کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے اور یہ خطرناک غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے کہ انسان اپنی بیوی کو وقت نہ دے۔

(۶) بیوی کیلئے پابندی اپنے لئے آزادی

چھٹی خطرناک غلطی عام طور پر جو خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ گھر میں تو اصولوں کی پابندیاں کروتے ہیں مگر خود اصولوں کی پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کو تو کہیں گے کہ تم نے کزن سے پردہ کرنا ہے۔ کزن سے بات نہیں کرنی۔ لیکن جب اپنی کزن آتی ہے تو پھر پردہ نہیں کرتے۔ خود اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں۔ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم نے نامحرم کی طرف دیکھنا بھی نہیں۔ اور خود بیوی کی موجودگی میں نامحرم لڑکیوں کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر یہ جھگڑا نہیں بنے گا تو کیا بنے گا۔ اصول سب کے لئے ہیں۔ اگر اصول بیوی کے لئے ہیں تو اصول آپ کے لئے بھی ہیں۔

مجھے کیلیفورنیا میں ایک ایسی ہی خاتون ملی جو نیک تھی۔ اور اس کا خاوند اس کو مکمل حجاب میں رکھتا مگر اپنے لئے آزادی ...... بیچارہ کوئی غیر مقلد قسم کا نوجوان تھا۔ بیوی کو کہتا کہ تمہارے لئے حجاب کا حکم ہے۔ مزے کی بات دیکھئے کہ ایک مرتبہ چھٹی کے دن بڑا خوش تھا اور کہنے لگا کہ چلو میں تمہیں Beach (ساحل) پہ لے کر جاتا ہوں۔ اب وہ اسے ساحلِ سمندر پر لے کر گیا۔ ہاتھ میں دستانے پہنائے اور پورا نقاب والا برقعہ پہنایا، پاؤں میں جرابیں پہنائیں تو بیوی کو تو اس

طرح پہنا کر لے گیا۔ اور خود اس نے شارٹ پہن لی اور اس کی رانیں آدھی ننگی تھیں اور وہ بیوی کو ساحل پر لے کر جا رہا ہے۔ او میاں تم ذرا عقل کے ناخن تو لو تمہاری مت ماری گئی تمہاری عقل چلی گئی۔ بیوی کے لئے تو اتنی پابندیاں اور اپنے لئے تمہاری یہ حالت ہے کہ شارٹ پہن کے آدھی رانیں ننگی کر کے تم دوسری جگہ جا رہے ہو جہاں دوسری غیر مسلم لڑکیاں بھی ننگی پھرتی ہیں۔ اور پھر وہ خود تو غیر مسلم لڑکیوں کو دیکھتا رہتا...... یہاں تک کہ فقرے بھی چست کرتا کہ یہ لڑکی ایسی ہے، یہ ایسی لگ رہی ہے۔ اب سوچ سکتے ہیں اس کی بیوی کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی کہ مجھے تو اس نے یوں قید میں بٹھا دیا ہے اور خود انگریز لڑکیوں کو فقط چند انچ کے کپڑوں میں جو وہ نہاتے ہوئے پہنتی ہیں، ان میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور پھر Comments بھی دیتا۔ اس کی چال ایسی، اس کی شکل ایسی، اس کا فلاں ایسا، تو یہ تو خاوند کی انتہائی بے وقوفی ہوتی ہے۔

بہر حال یہ ایک بات سمجھنے کی ہے کہ جب بھی انسان گھر میں اصول بنائے تو اصول سب کے لئے ہونے چاہئیں۔ اگر بیوی کے لئے اصول ہیں تو خاوند کے لئے بھی وہی اصول ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند پابندی نہیں کرے گا تو پھر بیوی سے پابندی کی کیا توقع کر سکتا ہے کہ بیوی کو تو کہے کہ تم نیک بن کر رہو اور خود بیٹھا ہوا کیبل دیکھ رہا ہو یا بیٹھا ہوا نیوٹ کلب کی فلمیں دیکھ رہا ہو۔ پھر تو گھر کے اندر جھگڑے ہی ہوں گے لڑائیاں ہی ہوں گی۔ لہٰذا یہ غلطی بھی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۷) نکتہ چینی کی عادت

ساتویں خطرناک غلطی جو عام طور پر خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ نکتہ چینی یہاں تک بڑھ جاتی ہے

ہر وقت بیوی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ شک ایک مرض ہے اگر کسی کو یہ مرض لگ جائے۔ تو وہ پھر ہوا پر بھی تنقید کرنے لگ جاتا ہے کہ اس وقت یہ کیوں چل رہی ہے؟ میری بیوی کو کوئی Message (پیغام) تو نہیں لا کر دے رہی۔ ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ شک والے بندے کا حال اتنا برا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اپنے سگے بھائی سے بات کرتے ہوئے مسکرا پڑتی ہے تو خاوند کے دل کے اندر شک پڑ جاتا ہے کہ یہ سگے بھائی سے مسکرا کر باتیں کیوں کر رہی ہے۔ آپ اندازہ تو کیجئے کیا عقل پہ پردے پڑ گئے کہ ایک شادی شدہ لڑکی اپنے بھائی سے بھی پیار سے بات نہیں کر سکتی تو پھر کس سے کر سکتی ہے۔ اس کی بنیاد وہی تنقید والی طبیعت ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے۔

مثلاً کئی لوگوں کو دیکھا کہ دستر خوان پر آ کر بیٹھیں گے۔ دستر خوان کے اوپر انواع و قسام کی چیزیں بنی ہوئی پڑی ہیں، مگر ان میں سے اچھی چیزوں کی تعریف کرنے کیلئے ان کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکلے گا۔ اگر چٹنی میں نمک زیادہ ہے تو فوراً کہیں گے چٹنی میں نمک زیادہ ہے یا فلاں چیز میں یہ زیادہ ہے۔ تنقید تو فوراً کر دیتے ہیں اور تعریف کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک جگہ میرا جانا ہوا۔ وہاں پر ایک وزیر صاحب تھے۔ ان کی بیوی نے اپنے میاں کی بات بتائی کہ ساری زندگی میں نے ان کے کھانے خود پکائے لیکن آج تک انہوں نے کھانے کی تعریف نہیں کی، جتنے مہمان آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں جتنے لوگ آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں۔ ہمارے لئے بھی جو کھانا پکا تھا اتنا اچھا تھا۔ ہم نے خاوند سے کہا کہ کھانا ماشاء اللہ بہت اچھا تھا۔ اب جب اس نے یہ بات بیوی کو بتائی تو بیوی آگ بگولہ ہو گئی کہ تمہیں تو کبھی توفیق نہ ملی دو لفظ کہنے کی۔ چنانچہ ہمیں اس وقت احساس ہوا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ہے کہ انسان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نکتہ چینی تو فوراً شروع کر دے اور اس کی زبان سے کبھی خیر کی بات نہ نکلے۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ گھر میں بچوں پر نکتہ چینی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ذرا سا اونچا بول پڑے تو کیوں بول پڑے...... ارے بچے ہیں، کھیلیں کودیں گے نہیں بھاگیں دوڑیں گے نہیں تو پھر یہ کیا کریں گے؟ تو نکتہ چینی کی عادت بری ہے۔ اصولی باتیں ہوں ان کو سمجھانا چاہیے۔ بڑی باتوں کو بتانا چاہیے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہیے۔

خاوندوں کو کچھ چیزیں برداشت کر لینی چاہیں۔ چھوٹے بچوں کی باتیں یا بیوی کی ایسی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔ ہاں کوئی بڑی بات ہے جو اصولوں کے خلاف ہے یا شریعت میں گناہ ہے۔ اس پر تو واقعی ایکشن لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر معمولی باتوں میں نکتہ چینی یہ تو واہیات سی بات ہے۔

چنانچہ یہ بھی بری بات ہے کہ انسان ہر وقت نکتہ چینی کرتا رہے اور دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھتا رہے۔

(۸) تیسرے بندے کی خاطر بیوی سے جھگڑا

آٹھویں خطرناک غلطی یہ ہے کہ شوہر دوسروں کی وجہ سے اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس عاجز کا تجربہ ہے میاں بیوی ایک دوسرے سے کبھی نہیں جھگڑتے جب بھی جھگڑتے ہیں کبھی نہ کبھی **Third person** (کسی تیسرے بندے) کی وجہ سے جھگڑتے ہیں۔ وہ تیسرا بندہ خاوند کی ماں بھی ہو سکتی ہے، خاوند کی بہن بھی ہو سکتی ہے، بیوی کے ماں باپ بھی ہو سکتے ہیں، بیوی کے بہن بھائی بھی ہو سکتے ہیں، بزنس ہو سکتا ہے یا کوئی اور چیز ہو سکتی ہے۔ کہیں بیوی کی ماں اس کو سکھا رہی ہوتی ہے اور کہیں خاوند کی ماں اس کو سکھا رہی ہوتی ہے۔ کہیں خاوند کا باپ آڑے آ رہا ہوتا ہے اور کہیں بیوی کا باپ ضد کر کے

بیٹھا ہوتا ہے۔ تو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں لڑتے، ہمیشہ تیسرے کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ جب تم دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کی مانند ہو تو تم تیسرے کو درمیان میں آنے ہی کیوں دیتے ہو؟ آپس کے معاملات خود طے کرلو، ماں باپ کو بتاؤ کہ ہم خوشی سے زندگی گزار رہے ہیں، ماں باپ کو درمیان میں آنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔ تو میاں بیوی کو عقلمندی کے ساتھ ایسی زندگی گزارنی چاہیے کہ ان کی زندگی دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جائے۔

اور تیسروں کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوں۔ یاد رکھنا لیلۃ القدر میں سب بندوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ چند بندوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا ایک وہ بندہ جس کے دل میں مؤمن کے بارے میں کینہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں کرتے اور ایک وہ بندہ جو کسی میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کھڑا کر دیتا ہے اور ان کے درمیان نفرت اور دوری کا باعث بن جاتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ایسے بندے کی شب قدر کے اندر بھی مغفرت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ساس کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کر دی جس کی وجہ سے میرے بیٹے نے بیوی سے جھگڑا کر لیا تو میں کہیں ان میں تو شامل نہیں ہو جاؤں گی، سسر کو بھی یہی سوچنا چاہیے، نند کو بھی یہی سوچنا چاہیے، دوسرے رشتے داروں کو بھی یہی سوچنا چاہیے کہ ہم کوئی بات ایسی نہ کریں کہ ہماری وجہ سے میاں بیوی کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔ اگر فاصلہ ہو گیا تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی بخشش نہیں کریں گے۔ لہٰذا میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ کسی تیسرے کی وجہ سے ہرگز نہیں جھگڑنا چاہیے۔

(۹) الزام لگانا

نویں خطرناک غلطی خاوند یہ کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی بات پر اپنی بیوی پر شک کرتے ہیں یا الزام لگا دیتے ہے۔ یہ جو الزام کی بات ہے یہ بہت بری بات ہوتی ہے۔ خاوند نے دیکھا بیوی فون پر بات کر رہی ہوتی ہے۔ وہ بتا بھی دیتی ہے کہ میں نے فلاں سے بات کی ہے۔ نہیں نہیں تمہیں کسی کا فون آیا ہوگا۔ اس قسم کے شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے یا شرعی دلیل موجود نہ ہو، چھوٹی چھوٹی باتوں پر شک میں آجانا اور الزام لگا دینا۔ یہ چیز گھر کی بنیاد اکھاڑ دیتی ہے۔ یاد رکھنا بیوی خاوند کا ہر ظلم برداشت کرسکتی ہے لیکن خاوند کا الزام برداشت نہیں کرسکتی۔

اور ضروری نہیں کہ کوئی اخلاقی الزام ہی ہو، اور بھی چھوٹے چھوٹے الزام بیوی پر لگاتے رہتے ہیں...... یہ نقصان ہوا تیری وجہ سے، بچے بگڑ گئے تیری وجہ سے، فلاں کام وقت پر نہ ہوا تیری وجہ سے۔ یہ سب الزام ہی تو ہیں۔ بعض خاوندوں کی یہ عادت ہوتی ہے ذرا ذرا سی بات پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں۔ بیٹے نے بات نہ مانی تو بیوی کو کہا تو نے بگاڑ دیا ہے۔ ارے صاحب! آپ بھی تو باپ تھے آپ نے کونسا اسے سنوار لیا۔ آپ بھی بگاڑنے میں برابر کے شریک ہیں۔ تو یہ جو بیوی کو ذرا ذرا سی بات پر الزام دے دینا کہ ہم وقت پر تقریب میں نہیں پہنچے تمہاری وجہ سے حالانکہ دیر بچوں نے کر دی تھی۔ یا کوئی اور وجہ بن گئی تھی۔ یہ بہت بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے۔ ایسی غلطی بھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۱۰) بیوی کے اقارب سے بے اعتنائی

اور دسویں اور آخری بڑی غلطی عام طور پر جو خاوند لوگ کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم سے تو مجھے پیار ہے مگر تمہارے ابو اچھے نہیں لگتے، امی اچھی نہیں لگتی، مجھے تمہارے بھائی اچھے نہیں لگتے۔ عورت کو اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کے قریب کے محرم مردوں سے مجھے نفرت ہے تو سوچئے کہ پھر اس بچی کے دل پر کیا بیتے گی۔ اس لئے کہ بیوی کا اپنے والدین کے ساتھ تعلق جذباتی لگاؤ میں داخل ہے اور فطری چیز ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے والدین کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات کرے۔ اگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے خاموش بھی ہو جائے گی تو دل تو اس کا ضرور دکھے گا۔ اس کی مثال ایسی سمجھیں کہ خاوند کے اپنے والدین کے بارے میں بیوی کچھ ایسی باتیں کر دے تو خاوند کے دل پر کیا گزرے گی۔ اسی طرح جب خاوند بیوی کے والدین کے بارے میں بات کرتا ہے تو اس کے دل پر بھی وہی کچھ گزرتا ہے۔

کبھی یہ بات بھی ایک لڑائی کا ذریعہ بنتی ہے کہ خاوند چاہتا ہے کہ میرے رشتے دار مطمئن رہیں اور بیوی چاہتی ہے کہ میرے رشتہ دار مطمئن رہیں۔ اس کے لئے ایک بہترین اصول یہ ہے کہ شادی سے پہلے ان کا ایک باپ اور ایک ماں تھی اب شادی کے بعد دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ کیونکہ شریعت نے ساس اور سسر کو ماں اور باپ کا درجہ دیا۔ تو جب بیوی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گی تو جھگڑا ہی نہیں رہے گا۔ اسی طرح جب خاوند بھی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گا تو لڑائی کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہے گا۔ خاوند کے جتنے رشتے دار ہیں ان سب کے ساتھ شرعی طریقے پر اچھا تعلق رکھنا اور ان کو مطمئن رکھنا

بیوی کی ذمہ داری ہونی چاہیے اور خاوند کی ذمہ داری یہ ہو کہ وہ بیوی کے رشتے داروں کو خوش رکھے۔ جب گھر میں یہ ذمہ داریاں اس طرح تقسیم ہو جائیں کہ بیوی ہر وقت یہ سوچے کہ میں اپنے میاں کے رشتے داروں کو ہر وقت کیسے خوش رکھ سکتی ہوں، اس کی امی کو کیسے خوش رکھوں، اس کی بہنوں کو خوش رکھوں، اس کے دوسرے رشتے داروں کے ساتھ بھی بنا کر رکھوں اور خاوند یہ سوچے کہ میں کس طرح اپنی بیوی کے رشتے داروں کو اچھا رکھوں تو پھر دونوں کے درمیان جھگڑے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہے گا۔

لیکن آج کل نوجوان تو عام طور پر یہ غلطی کر لیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار! تم نے اپنے گھر نہیں جانا۔ خبردار تم نے اپنے گھر والوں سے بات نہیں کرنی۔ اور یہ معاملہ بڑا عجیب ہو جاتا ہے۔

ایک جوڑے کا واقعہ

ایک مرتبہ UAE میں ایک جوڑا جو بیعت تھا۔ اس کا معاملہ اس عاجز کے سامنے آیا۔ معاملہ کیا تھا کہ خاوند صاحب اگرچہ دین کی محنت پر کافی وقت لگانے والے تھے، کئی مہینے اور چلے لگانے والے تھے۔ دیندار اور نیکوکار تھے۔ مگر گھر کے اندر ان کے مسئلہ تھا۔ ان کی بیوی عالمہ تھی۔ انڈیا میں ایک بڑے مدرسے سے فارغ ہو کر آئی تھی اور دین کا کام کر رہی تھی۔ اور بے چاری نے ایک مرتبہ ایک فقرے کے اندر کچھ اپنے دل کا غم کہہ ڈالا کہ مجھے بہت مصیبت ہے۔ پریشان ہوں دعا کیجئے گا۔ چنانچہ میں نے میاں بیوی دونوں کو بلایا۔ اور دونوں کو بلا کر جب بات پوچھی، گھر کے حالات پوچھے۔ میاں تو کہنے لگا کہ جی ہم بڑی سکون والی زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر خاموشی سے بیٹھی ہوئی بیوی رونے لگ گئی۔ اس نے کوئی لفظ بھی نہ کہا اس عاجز نے سمجھ لیا کہ کہیں نہ کہیں درمیان میں کوئی مسئلہ ہے۔ لوگ

اپنی باتیں بتاتے ہیں ۔ پیر حضرات باتوں کو سنتے ہیں ۔مگرِ بین السطور ان کو خود پڑھنا پڑتا ہے، سمجھنا پڑتا ہے کہ معاملہ کیا ہے ۔ چنانچہ جب معاملہ سامنے آیا تو پتہ چل گیا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر پابندی لگائی ہوئی تھی کہ تم اپنے گھر فون نہیں کر سکتی، ان کو خط نہیں لکھ سکتی ۔ چار سال گزر گئے تھے وہ لڑکی اپنے گھر نہیں جا سکی تھی ۔ حالانکہ خاوند کا کاروبار ایسا تھا کہ ایک سال میں وہ چار مرتبہ چکر لگا سکتی تھی ۔ خاوند خود تین یا چار مرتبہ اپنے ماں باپ کو مل آیا ۔ مگر اپنی بیوی کو اس نے چار سال سے گھر نہیں جانے دیا ۔ اس پر اور مصیبت دیکھئے کہ خط لکھنے کی اجازت نہیں، فون کرنے کی اجازت نہیں ۔ پھر جلتی پر تیل کا کام دیکھئے، خود بیوی کے پاس بیٹھ کر اپنے ماں باپ کو فون کرتا لیکن بیوی کو اجازت نہیں ۔ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ ایک دیندار بندہ اپنی نیک بیوی پر کر رہا تھا ۔ اور بیوی بے چاری چونکہ نیک اور دیندار تھی اس لئے وہ خاوند کی خاطر یہ سب قربانیاں دے رہی تھی ۔ مگر بیٹی تھی اس کا بھی دل تڑپتا تھا کہ میں کبھی اپنی ماں سے ملوں، اپنے باپ کو دیکھوں لہٰذا اس کا دل غمزدہ رہتا تھا ۔ اب بتاؤ اس کو گھر میں کیسے سکون ملے ۔

میں نے اس آدمی سے کہا کہ دیکھیں آپ کے پاس کیا شرعی دلیل ہے کہ اگر بیوی گھر جائے گی تو پھر کوئی گناہ کا معاملہ ہوگا؟ کہنے لگا ہرگز نہیں میری بیوی تقیہ نقیہ پاک صاف ہے اس کے گھر والے بھی نیک ہیں مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں ۔ میں نے کہا' پھر بھیجنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ کہنے لگے بس مجھے ویسے ہی وہ اچھے نہیں لگتے ۔ میں نے کہا اچھا اب آئندہ آپ نے اس بات کی پابندی کرنی ہے کہ اگر آپ ایک مرتبہ گھر میں چکر لگائیں تو ایک مرتبہ بیوی کو بھی چکر لگانے کی اجازت ہوگی، ایک فون آپ کریں گے تو ایک فون بیوی کو کرنے کی اجازت ہوگی ۔ تو جب یہ اس کو بتایا کہ یہ تمہارے گھر کے مسائل کا حل ہے ۔ تو اب خاوند صاحب کو ہوش

آیا کہ میں کیا غلطی کرتا رہا۔ مگر بیوی کہنے لگی نہیں حضرت مجھے ہر دن فون کرنے کی ضرورت نہیں، مہینے میں ایک دفعہ بھی امی سے بات ہو جائے تو میرے لئے تو عید کا دن ہو جائے گا۔ چنانچہ ان کے گھر کے سارے مسئلے اسی ایک عمل سے حل ہو گئے۔ اور گھر کے اندر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو پر سکون زندگی عطا کر دی۔ وہ صاحب دوبارہ آئے اور کہنے لگے حضرت میں آپ کا احسان نہیں اتار سکتا۔ پتہ نہیں شیطان نے مجھے کیا ورغلا دیا، میرے دماغ میں کیا ڈال دیا تھا کہ میں نے اپنے گھر کو جہنم کی طرح بنا لیا تھا۔ آپ نے معاملہ فہمی کے ساتھ سمجھا دیا۔ اب ہمارے گھر میں جنت کی سی رونقیں آ گئی ہیں۔

خلاصہء کلام

تو دیکھئے یہ دس بڑی خطرناک غلطیاں ہیں۔ ممکن ہے اس کے علاوہ بھی بہت ساری ہوں۔ لیکن عاجز کے دل میں ابھی جو باتیں آئیں وہ آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ ان غلطیوں سے خاوندوں کو بچنا چاہیے۔ اگر بچیں گے تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ خوشیوں بھری زندگی عطا کریں گے۔ گھر کے اندر بھی سکون ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ان کو عزتیں ملیں گے۔ اللہ رب العزت کے ہاں بھی ان کو نیکی ملے گی۔ لہٰذا آج کی باتیں یہیں تک مکمل کرتے ہیں۔ شاید ان خطرناک غلطیوں سے بچ کر آپ کے گھروں کے ماحول اور اچھے ہو جائیں۔

ابھی اسی موضوع کو ہم کل بھی بیان کریں گے۔ کیونکہ اس عاجز کے حساب سے اس موضوع پر ابھی آدھا بیان ہوا ہے اور تقریباً آدھا یا کچھ زیادہ ابھی باقی ہے۔ کل انشاء اللہ خاوندوں کے بارے میں جو دوسرا حصہ رہ گیا وہ بیان کریں گے۔ چونکہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہو چکا اتنا کافی ہے مزید باتیں کریں گے تو سننے

والے بھی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کو دل سے نہیں سنیں گے ۔ اور جو مرد لوگ بیٹھے ہیں وہ تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ جلدی یہ ٹاپک ختم ہو۔ تاکہ ہمیں یہ نصیحتیں زیادہ نہ سننی پڑیں ۔ اور اس عاجز کا دل یہ چاہتا ہے کہ کل یہ تازہ دم ہو کے پھر آئیں گے ۔ صاف دماغوں سے بیٹھیں گے پھر ان کو اصلی باتیں بتائی جائیں گی تاکہ اچھی طرح ان کو ذہن نشین ہو جائیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشیوں بھری زندگی عطا فرما دے ۔ اور ہماری غلطی کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور اب تک ہم جن غلطیوں کے مرتکب ہوتے رہے ۔ پروردگار ان غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں قیامت کے دن رسوا ہونے سے محفوظ فرمائے ۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ

فَلَیْسَ مِنِّیْ (الحدیث)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

وَ قَالَ تعالىٰ فِي مقامٍ اخر

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا○

وَ قَالَ تعالىٰ فى مقامٍ اخر

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ○

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِه

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

گزشتہ کل یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خاوند کو اپنے گھر میں کیسے زندگی گزارنی

چاہیے۔اس بارے میں دس خطرناک غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جو عموماً شوہروں سے ہو جاتی ہیں اوران کی وجہ سے گھر کی زندگی پر ناخوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ آج کی اس محفل میں دس سنہری اصول تفصیل سے بیان کیے جائیں گے کہ جن پر اگر خاوند حضرات عمل کرنا شروع کر دیں تو گھر کی زندگی پرسکون اور خوشگوار ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں ظاہر میں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں۔مگر چھوٹی باتوں سے ہی بعد میں جھگڑے بن جاتے ہیں۔جس طرح پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر بنا۔ لا تحقرن صغیرۃ ان الجبال من الحصیٰ چھوٹی غلطی کو چھوٹا مت سمجھو اس لئے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر پہاڑ بن جاتا ہے۔تو یہ باتیں بظاہر میں معمولی نظر آئیں گی لیکن حقیقت میں ان کا انسانی زندگی کے اوپر بہت Impact (اثر) ہوتا ہے۔آپ آج سے ان پر عمل کرنا شروع کریں پھر دیکھیں کہ آپ کی ازدواجی زندگی پر کتنے خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ مسکراتے ہوئے گھر میں آئیں

اس کو اپنی زندگی کا اصول بنالیں کہ جب بھی گھر میں داخل ہوں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ داخل ہوں۔

یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے اور اہل خانہ کو سلام کرتے۔ یہ بظاہر معمولی بات نظر آتی ہے لیکن اس کی برکات کا تجربہ کئی دفعہ ہوا۔

مسنون عمل نے طلاق سے بچالیا

ایک مرتبہ کراچی کا ایک جوڑا اس عاجز کے پاس آیا۔ دونوں کی شادی [illegible]

سال گزر چکے تھے۔ دونوں سلسلے میں بیعت تھے اور دنوں نیک ذہن کے تھے۔ انہوں نے مل کر بات کی کہ ہم آپس میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ گزارا مشکل ہے۔ لیکن ہم اپنے والدین کو ابھی تک یہ بات نہیں بتا سکے۔ ہم نے سوچا کہ پہلے اپنے حضرت صاحب کو بتا دیتے ہیں تا کہ آپ کے علم میں رہے اور کل کو آپ ہم سے ناراض نہ ہوں، اب ہم دونوں مل کے آئے ہیں تا کہ آپ کو اس صورت حال کی اطلاع دے دیں۔

جب اس عاجز نے ان سے پوچھا کہ بھئی معاملہ کیا بنتا ہے تو ان کی تھوڑی دیر کی بات چیت سے پتہ یہ چلا کہ ان دونوں کے درمیان جھگڑے کی ابتدا یہ ہوتی ہے کہ خاوند کا کاروبار آج کل اچھا نہیں تھا کیونکہ ملکی معاشی حالات کی وجہ سے اکثر لوگوں کے کاروبار دباؤ کا شکار تھے۔ اب چونکہ خاوند کا کاروبار اچھا نہیں تھا، وہ اپنے بزنس سے مطمئن نہیں تھا۔ کوشش کرتا تھا لیکن کام نہیں چلتا تھا۔ لینے والے جو ہیں وہ پیسے مانگتے لیکن اس کے پاس ہوتے نہیں تھے۔ چنانچہ جب وہ گھر آتا تو اسی فکر اور سوچ میں ہوتا، لہٰذا وہ بیوی سے بات کرتا نہ کوئی اسے زیادہ وقت دیتا بلکہ طبیعت کے اندر چڑ چڑا پن ہوتا۔ کاروبار اچھا نہ ہونے کی وجہ سے ذرا سی کوئی بات ہوتی تو بس غصہ اپنے بچوں پر یا بیوی پر نکالتا۔ ادھر بیوی کا یہ حال کہ وہ اپنے میاں کے لئے کھانا تیار کرتی اور دو دو گھنٹے اس کی انتظار میں بھوکی رہتی کہ میاں آئے گا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی۔ اب جو عورت دو گھنٹے سے گھر میں بھوکی بیٹھی ہو کہ میرا میاں آئے گا تو اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گی اور وہ میاں گھر آئے تو اس کا منہ بنا ہوا ہو اور ناراض ناراض ہو تو بیوی تو یہی سمجھے گی کہ شاید اسے مجھ سے کوئی دلچسپی اور تعلق ہی نہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو جاتا۔ جب چنگاری بھڑک اٹھے تو پھر تو آگ کے شعلے بھڑکتے دیر نہیں لگتی۔

بہر حال اس عاجز نے اس میاں سے کہا کہ آپ نے جو اپنے والدین کو بتانا ہے اس میں چھ مہینے تاخیر کرلیں اور چھ مہینے ایک نصیحت پر عمل کریں، مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کرنے سے آپ کی مشکلات کا حل نکل آئے گا۔ وہ کہنے لگے، وہ کیا نصیحت ہے؟ میں نے اس میاں سے کہا' دیکھو! نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے، اپنے اہل خانہ کو سلام کرتے۔ آپ کی زندگی اس سنت سے خالی نظر آتی ہے اس وجہ سے آپ پر یہ مصیبت پڑ رہی ہے۔ اس سنت پر عمل کریں، وعدہ کریں کہ جب بھی گھر میں داخل ہوں گے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوگے اور اہل خانہ کو سلام کریں گے۔ اس نے کہا حضرت یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ اس عاجز نے کہا بات چھوٹی سی ہے۔ مگر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت ہوگا جب آپ اس پر عمل کریں گے۔ اگر آپ کا کاروبار اچھا نہیں تو اس کے جھگڑے دفتر تک رکھیے دکان تک رکھیے، گھر والوں کا اس میں کیا قصور ہے ان کو تو محبت بھری زندگی چاہیے۔ لہٰذا آپ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچیں تو کاروبار کے جھگڑے ختم کر دیں اور گھر کے اندر مسکراتے ہوئے اور ہشاش بشاش چہرے سے داخل ہوں، بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور اس کو سلام کریں، یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے، پھر اس کی برکت دیکھنا۔ چنانچہ کیا ہوا کہ وہ جوڑا گیا۔ مشکل سے ایک ہفتہ گزرا ہوگا کہ بیوی کہنے لگی کہ حضرت زندگی کا یہ ہفتہ ایسے گزرا جیسے نئی شادی کے بعد میاں بیوی کا ہفتہ گزرتا ہے اور ہم دونوں اس نتیجے پر پہنچے ہیں جتنا ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں چاہتا، اب ہم کبھی زندگی میں علیحدگی کا نام بھی نہیں لیں گے۔ وہ گھر جو اس قدر پریشانیوں کا مرکز بن گیا تھا نبی علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کرنے سے وہ خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

شیطان کا ٹھکانہ

لوگ گھر میں داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا اور گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی مرد گھر میں داخل ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ گھر میں داخلے کی مسنون دعا پڑھ لے یا اللہ کا ذکر کرلے تو شیطان اپنی اولاد سے یہ کہتا ہے کہ اس گھر میں ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں لہٰذا ہم اس گھر میں نہیں جاسکتے۔ اور اگر وہ نہ پڑھے تو شیطان اپنی اولاد سے یہ کہتا ہے کہ آجاؤ جاؤ ہمیں یہاں رہنے کا ٹھکانہ مل گیا لہٰذا شیطان اپنی آل اولاد کے ساتھ وہاں ٹھہر جاتا ہے اور پھر میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد کرلیا کریں بسم اللہ اور گھر داخل ہونے کی مسنون دعا ضرور پڑھ لیا کریں۔

مسکرانا بھی نیکی ہے

تو پہلا اصول یاد رکھیں کہ خاوند جب بھی گھر میں داخل ہو تو مسکراہٹ والے چہرے کے ساتھ محبت کی نظر سے بیوی کو دیکھے سلام کرے۔ اس کی خیر خیرت دریافت کرے بس یہ دومنٹ کا حال چال پوچھنا باقی جتنا وقت گھر میں گزرے گا اس کے لئے خوشیوں کا سبب بن جائے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ گویا ان دونوں کا مسکرانا اللہ تعالیٰ کی خوشی کا سبب بنتا ہے۔

اس لئے خاوند کو چاہیے کہ باہر کے جھگڑے باہر ہی دفن کر کے آئے۔ گھر والوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا کہ کسی کا قرض دینا ہے، کسی نے پریشان کیا ہوا

ہے، کاروبار نہیں چل رہا۔ اس میں بیوی بیچاری کا کیا قصور۔ لہٰذا ان جھگڑوں کو خاوند باہر دفن کر کے پھر گھر میں قدم رکھے اور جب گھر میں قدم رکھے تو نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کے مطابق چہرے پر خوشی ہو مسکراہٹ ہو۔ اپنی بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے اور اس کو سلام کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے گا اور سلام کرے گا۔ تو پھر خوشیوں کا جواب خوشیوں سے ملے گا۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔ خاوند کی مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہئے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستان میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

(۲) بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کریں

دوسری بات یہ ہے کہ گھر میں بیوی کوئی اچھے کام کرے تو خاوند اس کو ضرور Appriciate کرے، اس کی تعریف کرے۔ مثلاً کھانا اچھا بنایا یا اس نے گھر کو صاف ستھرا رکھا ہے، چیزوں کو اچھی طرح اور خوب سیٹ کیا ہے اور گھر دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے، ہر کام اپنے اپنے وقت پر مکمل ہے۔ تو خاوند کو چاہیے کہ بیوی

کے اچھے کام کی تعریف کرے۔ اگر غلطی کی تنقید کرنے سے خاوند نہیں چوکتا تو پھر تعریف کرنے سے کیوں چوک جاتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام کرے تو وہ چاہتا ہے کہ میری تعریف ہو۔ چنانچہ بیوی بھی جب گھر میں سارا دن کبھی کوئی کام کر رہی ہے کبھی کوئی کام کر رہی ہے اور اس لئے کر رہی ہے کہ میرے خاوند کا گھر اچھا ہو، ہر چیز وقت پر تیار ہو تو اس کی محنت کا اتنا صلہ تو اسے ملنا چاہیے کہ خاوند اپنی زبان سے چند تعریفی جملے بول دے کہ ہاں یہ کام بہت اچھا کیا۔ مثلاً آپ نے کھانا بہت اچھا بنایا، اب یہ کھانے کی تعریف کرنا سنت بھی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام کے سامنے جب کھانا آتا' اگر تو کھانا ناپسند ہوتا تو آپ خاموش رہتے اور کھانا ہٹا دیتے مگر زبان سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ لیکن کھانا اچھا ہوتا تو نبی علیہ السلام فرماتے تھے کہ کھانا بہت اچھا ہے۔ یعنی پکانے والے کو حوصلہ افزائی کے کلمات مل جاتے تھے۔ اسی طرح اگر گھر کے اور کام کاج ہیں تو ان کاموں کی بھی تعریف کرے کہ آپ نے میرے کپڑے وقت پر تیار کئے، آپ نے وقت پر بچوں کو تیار کر کے بھیج دیا ہے، وقت پر بچوں کی ہر چیز تیار ہوتی ہے، تو جو اچھے کام ہیں ان کو اچھا کہنے میں کیا رکاوٹ ہے...... پتہ نہیں خاوندوں کی زبان کیوں گنگ ہو جاتی ہے۔ وہ اچھے کاموں کے بارے میں ایک لفظ نہیں بولتے اور جہاں ذرا سی کوئی کمی کوتاہی نظر آتی ہے۔ وہاں تنقید کرنے سے باز نہیں آتے۔ یہ انتہائی ناانصافی کی بات ہے اور اسی ناانصافی کی وجہ سے گھر میں پریشانیاں آتی ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہء اصلاح

اصول یہی ہے کہ اگر برے کام پر تنقید کرنی ہوتی ہے تو اچھے کام کی تعریف بھی کرو۔ جس عورت کی دو کاموں تعریف ہوگی، اگر دو کاموں میں تنقید بھی کر دی

اور ڈانٹ بھی پلا دی تو وہ عورت خوشی کے ساتھ اس ڈانٹ کو برداشت کر لے گی اور آئندہ اپنی اصلاح کی پوری کوشش کرے گی۔ نبی علیہ السلام کا طریقہ کار یہی تھا۔ ایک صحابی تھے، تہجد کی نماز میں اٹھنا ان کے لئے مشکل تھا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کو بلایا اور نام لے کر فرمایا کہ یہ آدمی بڑا ہی اچھا ہے مگر تہجد کا پابند ہو تو کیا ہی بات ہے۔ تو محدثین نے لکھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کو تہجد کے بارے میں کہنا تھا لیکن سیدھا نہیں کہہ دیا کہ تم تہجد نہیں پڑھتے بلکہ اسے بلا کر پہلے تعریف کی کہ یہ نوجوان تو بہت اچھا ہے، کیا اچھا ہو کہ یہ تہجد کا بھی پابند بن جائے۔ اب دیکھیں بات تو وہی کرنی تھی مگر اس انداز سے بات کی کہ دوسرے کے دل میں اتر گئی۔ اسی طرح جب بیوی گھر میں اچھے کام کرتی ہے تو اس کی تعریف کرے پھر جو کام کمی یا کوتاہی کے ہیں ان کی جب آپ نشان دہی کریں گے۔ تو آپ کی بات خانے میں بیٹھ جائے گی اور وہ بڑی جلدی آپ کی بات کو قبول کر لے گی۔ یہ بہت بہترین اصول ہے کہ انسان اچھے کام کی تعریف کرے پھر اس کی تنقید سنی جاتی ہے اور برداشت کی جاتی ہے۔ اور جب تعریف کرنے میں زبان گنگ ہو تو پھر اس کی تنقید بھی اچھی نہیں لگتی اور اس طرح گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے کہ اسے تو میرے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

جانوروں کی تربیت کا سائنٹفک اصول

آجکل تو سائنس نے بھی یہ بتا دیا کہ جانوروں کو بھی **Appreciate** کیا جائے، اسے شاباش دی جائے تو وہ بھی اچھا کام کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ جانوروں کو ٹریننگ دیتے ہیں ذرا ان سے پوچھ کر دیکھئے۔ ان کا بھی ایک ہی طریقہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈالفن مچھلی کو تیراکی کے کرتب سکھانے کیلئے

Trainer (سکھلانے والا) عجیب طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔ دیکھنے میں عجیب سا کام ہے کہ ایک انسان کے اشارے پر یا آواز پر وہ ڈالفن مچھلی پانی میں سے چھلانگ لگا کر کتنے فٹ اونچا ایک فٹ بال لٹکا ہوتا ہے اس کو کک لگا دیتی ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے کہ جیسے ہی اس نے کک لگائی اسی وقت وہ اپنے ٹرینر کے پاس آتی ہے اور ٹرینر فوراً اس کے منہ میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ کیا ہے یہ اسے شاباش مل رہی ہوتی ہے۔ تو ایک ہی اصول سب جگہ ہے۔ کہ جب کوئی کام ٹرینر کی مرضی کے مطابق کر دیتے ہیں۔ ٹرینر ان کو Appreciate کر دیتا ہے، انعام دے دیتا ہے اور اس انعام کے لئے حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ حیوان بھی Appreciation (شاباش) کے بعد انعام کے بعد انسانوں کی طرح باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے طوطا ہے۔ طوطا بولتا تو نہیں ہے۔ لیکن لوگ اس کو ٹرینڈ کرتے ہیں تو طوطا آنے جانے والوں کو السلام علیکم کہتا ہے۔

ہم امریکہ میں ایک گھر میں داخل ہوئے تو داخل ہوتے ہی کسی نے سلام کیا۔ ایسی آواز تھی کہ ہم حیران ہی ہو گئے۔ ہم نے کہا تو سہی وعلیکم السلام لیکن ہمیں آگے پیچھے کوئی بندہ نظر نہ آیا۔ بڑے حیران ہوئے۔ صاحب خانہ سے پوچھا تو اس نے مسکرا کے پنجرے کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہاں ایک طوطا تھا۔ وہ آنے والوں کو السلام علیکم کہتا تھا اور جانے والوں کو وہ گڈ بائے کیا کرتا تھا۔ اتنا عجیب کہ انسان حیران ہو جائے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے اسے یہ کیسے سکھا دیا۔ وہ کہنے لگا کہ جی پرندوں کو سکھانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کو ایک کام کہیں اور اگر یہ اس کو کرلے تو اس کو انعام دیں۔ اس کو Appreciate کریں۔ چنانچہ جب پہلی مرتبہ اس نے کوئی لفظ ٹھیک بولا تو میں نے اس کو پیار کیا اور دانہ کھلایا۔ تو

پھر اس نے میری بات کو قبول کرنا شروع کر دیا۔ یہاں سے پتا چلا کہ جب حیوانوں کو انسان Appreciate کرتا ہے اور ان کو صلہ دیتا ہے تو حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر انسان تو بالآخر انسان ہے۔

اگر خاوند اپنی بیوی کو Appericiate کرے گا اور گھر کے اندر اچھے کام کرنے پر اس کو وقتاً فوقتاً ہدیہ اور تحفہ دے گا۔ تو پھر بیوی کیوں نہیں اچھے کام اور زیادہ کرے گی، بلکہ وہ تو چاہے گی کہ میں اپنے میاں کا دل زیادہ سے زیادہ خوش کروں۔ لہٰذا اس بات کو ذہن میں رکھئے اور بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ کسی دن باہر سے گھر آتے ہیں اور آپ کی بیوی گھر میں نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی ہے یا مصلے پر بیٹھی قرآن مجید پڑھ رہی ہے، اب اتنا لفظ کہہ دینا کہ تم مجھے مصلے پر بیٹھی بہت پیاری لگتی ہو۔ اس میں کتنی دیر لگتی ہے۔ شاید تین سیکنڈ نہیں لگتے لیکن اتنے الفاظ کہہ دینے سے آپ دیکھیں گے کہ آپ کی بیوی مصلے پر بیٹھنے کا پکا معمول بنا لے گی۔ جب اس کے دل میں یہ ہوگا کہ اس بات سے میرا میاں خوش ہوتا ہے تو وہ تو اس کام کو اور زیادہ خوشی کے ساتھ کرے گی۔ اب دیکھئے تین سیکنڈ کا ایک فقرہ آپ کی بیوی کی زندگی کے رخ کو دوسری طرف موڑ دیتا ہے۔ وہ بے چاری گھنٹوں بیٹھی عبادت کرے گی۔ اس خوشی میں کہ میرا میاں مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ آپ نے تو تین سیکنڈ کا ہی فقرہ بولا کہ مجھے مصلے پر بیٹھی آپ بڑی پیاری لگتی ہیں۔ بس اتنا سا فقرہ کہہ کر آپ نے بیوی کا دل جیت لیا اور بیوی کو نیکی کے راستے پر آپ نے مزید پکا کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کے اچھے کاموں کی تعریف کرنی چاہیے تاکہ دوسرا بندہ اس کام کو پھر اور زیادہ محبت اور پیار سے کرے۔

(۳) بیوی کے کاموں میں دلچسپی لے

ایک تیسرا سنہری اصول یہ ہے کہ گھر کے کئی کام کاج ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں مرد اتنا دھیان اور توجہ نہیں دیتے۔ لیکن کم از کم وہ کام جس میں عورت کی اپنی ذات کا دخل ہو، عورت کی اپنی سہولت کا دخل ہو، عورت کے آرام کا دخل ہو، ایسے کاموں میں مرد کو ضرور کچھ نہ کچھ توجہ کرنی چاہیے۔ یہ اصول بنا لیجئے کہ کم از کم بیوی جہاں روزانہ کام کرتی ہے وہاں کھڑے ہو کر ذرا کچن کی صفائی دیکھ لی جائے اور کہہ دیا جائے کہ۔ آپ نے یہ بھی اچھا کیا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں کوئی مشورہ آتا ہے تو آپ خود بتائیں کہ اس کو یوں کر لیا کریں۔ اگر تھوڑی سی آپ دلچسپی لیں گے تو وہ یوں محسوس کرے گی کہ میرے کام کو بہت زیادہ پسند کیا گیا ہے اور میری ذات میں دلچسپی ہے، اسی لئے میرا میاں مجھے ان باتوں کے اندر مشورہ دیتا ہے۔

ایک خاوند کی ذہانت

ایک خاوند صاحب ذرا زیادہ ہی ذہین اور چالاک تھے۔ جب انہوں نے گھر بنایا تو گھر کے پورے نقشے کو بیوی کے سپرد کر دیا کہ جیسے آپ کہیں گی ویسے ہی گھر بنے گا مگر ایک چیز میں اپنی پسند کا بناؤں گا۔ اس نے کہا' وہ کیا؟ کہنے لگے کہ کچن میں اپنی پسند کی بنواؤں گا۔ کہنے لگی' وہ تو عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ کہنے لگے' اسی لئے تو میں بنواؤں گا کہ تم نے زیادہ وقت وہاں گزارنا ہے اور تمہاری سہولت کا مجھے خیال رکھنا ہے۔ اب بتائیے کہ دو فقرے تھے۔ ان دو فقروں سے بیوی کو ایسی تسلی ملی کہ جہاں میں نے سارا دن کام کرنا ہے۔ میرا میاں کہہ رہا ہے کہ وہ تو میں اپنی

پسند کا بنوا کر دوں گا اور تیری ایک ایک چیز کا خیال رکھوں گا۔ چنانچہ سارا گھر بنا مگر کچن کی چیزیں خاوند خود خرید کر لائے اور اس کا ڈیزائن ایسا بنوایا کہ بیوی کو کام میں آسانی ہو۔ تو اب کیا ہوا کہ سارے گھر میں جب بھی بیوی کچن میں داخل ہوتی اسکو ہر چیز دیکھ کر خوشی ہوتی کہ یہ ڈیزائن میرے میاں نے پسند کیا اور یہ چیز میرا میاں پسند کر کے لایا۔

تو معلوم ہوا کہ گھر کے کام کاج میں سے بالخصوص جو کھانے پکانے کا کام ہے جو عورت ہی ہمیشہ کرتی ہے۔ اس میں تھوڑا سا خاوند کی دلچسپی لے لینا، اس کے بارے میں پوچھ لینا کوئی ضرورت کی چیز ہے تو لا کر دے دینا۔ اس سے عورت کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرا خاوند میری ضرورت کو ضرورت سمجھتا ہے اور میری تکلیف کو تکلیف سمجھتا ہے اور مجھے راحت پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ جب تم اس طرح تھوڑا سا اس کے ساتھ شیئر کرو گے تو کیا ہو گا؟ بیوی کے دل میں خوشی ہو گی کہ میں اکیلی نہیں اور میرا خاوند میرے ہر کام پر نظر رکھتا ہے۔ اور کم از کم مجھے اس کی تائید، اس کی مدد حاصل ہے اور مجھے اس کی سرپرستی حاصل ہے۔ اسی سے عورت کے دل میں خاوند کی محبت بڑھ جاتی ہے۔ بیوی کی ضروریات کا خیال خاوند نہیں کرے گا تو پھر آسمان سے جبرئیل علیہ السلام تو نہیں آئیں گے۔ ضرورت تو خاوند کی ہے فرض بھی اسی کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اہلخانہ کی ضروریات کی فکر رکھتے تھے

کیوں نہیں سوچتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ان کی بیوی بیمار حالت میں ہیں۔ اسے سردی لگی۔ اور وقت کے پیغمبر آگ ڈھونڈنے کے لئے چل پڑے۔ پروردگار کو پسند آئے اور ان کو نبوت سے سرفراز فرما دیا۔ تو معلوم ہوا کہ وقت کے پیغمبر علیہ السلام بیوی کی ضروریات کا اتنا خیال کرتے ہیں۔ تو ہم بھی اپنے رب

کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ بیوی کی ضرورت کو سمجھیں۔ یہ وہ عورت ہے جس نے ایک بندے کی خاطر اپنے بھائی کو چھوڑا، ماں باپ کو چھوڑا، ماں باپ کو چھوڑا۔ اب اگر وہ بندہ بھی اس کی ضرروت کا خیال نہیں رکھے گا تو پھر دنیا میں اس کا کون ہوگا۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی مبارک سنت تھی کہ کبھی کبھی گھر میں آٹا گوندھ دیتے تھے۔ اللہ کے پیارے پیغمبر جو انسانوں کو دین سکھانے کے لئے آئے، ان کا گھر میں آٹا گوندھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ اس میں خاوندوں کے لئے بہت بڑا پیغام ہے کہ نہیں بیوی کی ضرورت کو ضرورت سمجھو۔ لہٰذا عاجز یہ تو نہیں کہتا کہ آپ جا کر ذرا روٹیاں ہی پکا دینا۔ مگر یہ ضرور کہتا ہے کہ اگر کچن کے کام اچھے ہو رہے ہیں تو کم از کم اس کو دو لفظ اچھے کہہ دیجئے کہ ماشاء اللہ آپ نے یہ کام اچھا کیا۔ یا مثلاً کچن میں کسی چیز کی ضرورت ہے۔ عام طور پر مرد لوگ اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں جبکہ عورت کو روزانہ مصیبت پیش آتی ہے۔ مثلاً اس نے کہا کہ مجھے تو فلاں چیز کی ضرورت ہے، کھانا بناتے ہوئے فلاں چیز میرے پاس نہیں ہوتی۔ ٹوٹ گئی یا نہیں ہے۔ تو آپ اگر اسے بھول جائیں گے اور بار بار یاد دلانے کے باوجود آپ کئی دن تک نہیں لائیں گے۔ تو پھر عورت تو یہی سمجھے گی کہ اس کو تو گھر کے کاموں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں۔ کم از کم کچن کی وہ چیزیں جو جائز ضروریات میں داخل ہیں ان کو ضرور بروقت لا کر دے دیا کریں اور اس میں دلچسپی لے لیا کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ بیوی کے اوپر اس کا مثبت اثر پڑے گا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے محبوب کی ایسی پیاری بیٹی ہیں جن کو خاتون جنت کہا گیا۔ وہ اپنے گھر میں روٹیاں پکا رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب گھر میں داخل ہوئے۔ فرمانے لگے' فاطمہ! روٹیاں پکا رہی ہو تو چلو ایک

روٹی میں بھی تمہیں بنا کر دیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے آٹے کا پیڑا بنایا۔ اور گول بنا کر ان کو دے دیا اور فرمایا کہ تم یہ روٹی تنور کے اندر لگا دو۔ چنانچہ انہوں نے لگا دی۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ اب دیکھئے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنی بیٹی کو یہ کام کرتے دیکھا اور آپ نے پیڑا بنا کر دے دیا۔ دیکھنے میں تو یہ معمولی سا کام ہے مگر اس میں نفسیات داخل ہے۔ اس کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی کہ میرے ابو تشریف لائے، میرے پاس تھوڑی دیر بیٹھے اور انہوں نے بھی ایک پیڑا بنایا۔ مگر ہوا کیا کہ تھوڑی دیر کے بعد سیدنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری روٹیاں تیار کر کے نکال لیں۔ مگر پھر بار بار تنور کو دیکھے جا رہی ہیں۔ نبی ﷺ نے پوچھا' بیٹی! کیا دیکھ رہی ہو۔ عرض کیا' اے اللہ کے محبوب! ایک روٹی ایسی ہے جس کا آٹا کچا ہی ہے پک ہی نہیں رہا۔ نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے، ہاں جو پیڑا میں نے تمہیں بنا کر دیا، آگ اس کو جلا نہیں رہی کیونکہ اس کو میرے ہاتھ لگ چکے ہیں اس کو سوچنے کی بات ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب نے اپنی بیٹی کے کام اس طرح حصہ لیا تو بیٹی کو کتنا سکون ملا ہوگا۔

نتیجہ کیا کہ بیٹی کو اپنے والد سے اتنی محبت تھی اور والد اپنی بیٹی کی اتنی عزت کرتے تھے کہ بیٹی ملنے آتی تو والد کھڑے ہو کر ملا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام گھر میں موجود تھے اور سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں۔ کہنے لگیں' اے اللہ کے نبی! کئی دن سے ہمارے گھر میں فاقہ تھا' حضرت علی رضی اللہ عنہ آج کچھ پیسے لائے میں نے روٹیاں بنائیں۔ ایک روٹی میں نے اپنے لئے، ایک ان کے لئے اور ایک بچوں کے لئے بنائی۔ اپنی روٹی جب میں کھانے لگی تو میرے دل میں خیال آیا، فاطمہ! تم تو روٹی کھا رہی ہو، کیا پتہ تمہارے والد گرامی کو کھانا ملا یا نہیں ملا۔ ابو! میں نے آدھی روٹی کھا لی اور آدھی میں اپنے چادر کے کونے میں

باندھ کر آپ کے لئے میں ہدیہ لائی ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے نبی ﷺ نے وہ آدھی روٹی لی اور اس کا ایک ٹکڑا اپنے منہ میں ڈالا اور فرمایا، اے بیٹی! قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضے میں تمہارے والد کی جان ہے، آج تیسرا دن ہے میرے منہ میں روٹی نام کی کوئی چیز نہیں گئی۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب باپ ایسے محبت دیتا ہے تو پھر بیٹی میں بھی ایسی محبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی بیٹی ہر کسی کو نصیب فرمادے۔ تو بتانے کی بات یہ تھی کہ عورتوں کے یہ کام دیکھنے میں چھوٹے نظر آتے ہیں مگر اس کے پیچھے بہت بڑی نفسیات ہے۔ آپ اگر تھوڑا سی اس کی معاونت کر دیں گے، دو لفظ بول دیں گے، محبت کی نظر سے اس کے کام کو دیکھ لیں گے اور کچن کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر دیں گے تو پھر کیا ہوگا کہ اس عورت کے دل میں محبت بڑھے گی کہ میرے میاں میرے کام کو پسند کر رہے ہیں۔ اس کے دل میں ایک تسلی ہو جائے گی۔

(۴) کبھی بیوی کو ہدیہ اور تحفہ دیا کریں

چوتھا سنہری اصول یہ ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً اپنی بیوی کو ہدیہ اور تحفہ دیتا رہے۔ ہم نے تجربے سے یہ بات دیکھی کہ جب منگنی ہو جاتی ہے اور نکاح کا انتظار ہوتا ہے تو اس وقت اپنی منگیتر کو اتنے ہدیے بھیجتے ہیں کہ بھر مار کر دیتے ہیں اور جب نکاح ہو جاتا ہے تو پھر اسے سال بعد بھی ہدیہ دینا یاد نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کو وقتاً فوقتاً چیزیں لے کر تو دینی ہوتی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ وہ کہے آپ خود ہی پہل کر دیں۔ اپنے ذہن میں سوچیں کہ کون سی چیز اس کی ضرورت کی ہے اور کون سی چیز اس کو زیادہ پسند ہے۔ اگر وہ چیز آپ از خود لے کر آئیں گے تو پھر بیوی کی خوشی کی انتہا نہ ہوگی۔

دینا تو ہوتا ہی ہے لیکن بیوی جھگڑ کر لے تو پھر کیا فائدہ۔ بیوی بار بار کہہ کر کچھ لے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس نے لڑائی جھگڑا کر وا کر کوئی کپڑے بنوا لیے یا زیور بنوا لیے اس طرح آپ نے ہزاروں بھی خرچ کر دیئے تو اس کا کوئی Impact (اثر) نہیں ہوگا۔ لیکن بغیر کہے اور بغیر مانگے اپنی محبت سے آپ نے معمولی سی چیز بھی بیوی کو تحفہ دے دی تو وہ اس کو بہت بڑی نعمت سمجھے گی۔

تحفہ دینا نبی علیہ السلام کی سنت ہے

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تھادوا تحابوا (تم آپس میں ہدیہ دو اس سے محبت بڑھے گی)۔ اب ہدیے کا یہ مطلب نہیں کہ مرد فقط مردوں کو ہی ہدیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ بیوی تو زندگی کی ساتھی ہے اسکو بھی ہدیہ دینا چاہیے۔

جب نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ تھادوا تحابوا تم ہدیہ دو گے تو محبت بڑھے گی۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک سنہری اصول ہے جو دو لفظوں میں اللہ کے محبوب ﷺ نے سمجھا دیا۔ چونکہ میاں اور بیوی میں محبت مقصود ہے، لہٰذا اپنی بیوی کو چھوٹی سی چیز ہدیہ دے دیا کرو۔ کہتے ہیں۔

It is not the thing which count it is thout

چیز کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس سوچ کو دیکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہدیہ دیا ہے

آپ کی چیز بہت قیمتی ہے یا کم قیمتی ہے اس سے بیوی کو کوئی غرض نہیں۔ غرض تو اس کو اس سے ہے کہ میرے میاں نے مجھے تحفہ اور ہدیہ لا کر دیا۔ ضروری ہی نہیں ہوتا کہ ہر تحفہ بڑا قیمتی ہو تب تحفہ بنتا ہے بلکہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی تحفہ بن جاتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز اپنی بیوی کو دیتے رہنا گھر میں محبت کا سبب بن جاتا ہے۔

خاوند کا تحفہ بیوی کو یاد رہتا ہے

ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہیں لے کر جانا تھا۔ جہاں زیورات پہن کر جانا مناسب نہیں تھا، محفوظ نہیں تھا۔ بیوی نے بھی کہا کہ ہاں مجھے زیور نہیں پہننے خاوند نے بھی کہا نہ پہنو۔ بیوی نے سارے زیور اتار دیئے مگر ایک لاکٹ اس نے لے کر پھر گلے میں پہن لیا۔ کہنے لگی یہ تو میں ضرور پہن کر جاؤں گی۔ میاں نے پوچھا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ وہ کہنے لگی کہ آپ کو تو یاد نہیں مجھے یاد ہے۔ اس نے کہا کیا بات؟ کہنے لگی۔ یہ وہ لاکٹ ہے جو آپ نے مجھے شادی کی پہلی رات پہنایا تھا۔ میں کبھی اس کو اپنے سے جدا نہیں کرتی۔ سارا زیور میں دے سکتی ہوں لیکن اس لاکٹ کو میں سینے سے لگا کر رکھوں گی۔ اس لاکٹ میں محبت کا پیغام ہے جو پہلی ملاقات میں آپ نے مجھے دیا تھا۔ اس سے اندازہ کیجئے۔ کہ بیوی اپنے میاں کے تحفہ کو کتنا عظیم سمجھتی ہے۔ اس لئے وہ چیز تو چھوٹی ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ جو محبت منسلک ہوتی ہے۔ اس چیز کو بڑا قیمتی بنا دیتی ہے۔

بیوی تو محبت کی طلبگار ہوتی ہے۔ اس کو خاوند سے محبت ہی تو چاہیے ہوتی ہے۔ اس نے کوئی زیورات کو چوسنا تھوڑی ہوتا ہے۔ یا گھر کی چیزوں کو اس نے کہاں لے کر جانا ہوتا ہے۔ اس کو تو ہر چیز میں محبت ہی چاہیے ہوتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے اتنی محبت تھی کہ اس نے ہر چیز کا نام یوسف ہی رکھ دیا تھا۔ گھر کی ہر چیز کو یوسف کہہ کر پکارا کرتی تھی۔ یہی بیوی کا بھی معاملہ ہوتا ہے۔ اسکو خاوند سے اتنی محبت ہوتی ہے کہ ہر چیز میں اس کو خاوند کی محبت نظر آتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ اسے وقتاً فوقتاً ہدیہ دیں گے۔ تو یہ ہدیہ آپس میں محبت بڑھنے کا ذریعہ بن جائے گا۔

آم کے آم گٹھلیوں کے دام

اور ویسے بھی حدیث پاک میں فرمایا گیا۔ سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جو انسان اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ علماء نے لکھا کہ اگر انسان اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو بھی اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا بیوی کو کوئی چیز لے کر دینے سے ثواب ملتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جب صدقہ میں سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے بیوی اور بچوں پر خرچ کرے تو پھر معلوم ہوا کہ یہ چھوٹا سا تحفہ صرف بیوی کو ہی پسند نہیں آئے گا بلکہ پروردگار کو بھی پسند آئے گا کہ میرے بندے نے اپنے گھر میں محبت کی فضا قائم رکھنے کے لئے اپنے ان رشتوں کو جوڑنے کے لئے جن کو جوڑنے کا میں نے حکم دیا، تھوڑا سا خرچ کیا ہے۔ تو کیونکہ پروردگار نے صلۂ رحمی کا حکم دیا۔ اور صلۂ رحمی کی سب سے بہترین مستحق انسان کی بیوی ہوتی ہے جو زندگی کی ساتھی ہوتی ہے۔ تو یہ تحفہ دینا اللہ تعالیٰ کی خوشی کا بھی سبب بنتا ہے اور بیوی کی خوشی کا بھی سبب بنتا ہے۔ اور بیوی جب خوش ہوتی ہے تو پھر خوشیاں تو شوہر کو بھی ملتی ہیں۔ شاید دینا اتنا زیادہ نہیں ہوتا جتنا **Return** رٹرن انسان کو زیادہ مل جاتا ہے۔

تو چالاک خاوند اس کام کو بہت اچھی طرح کرتے ہیں تاکہ ان کو بیوی کی طرف سے بھی محبت ملے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم بھی ہے اور اللہ کے محبوب کا بھی حکم ہے۔ ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔ تو گویا حدیث پر بھی عمل ہوا۔ اس کو کہتے ہیں ''آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام''۔ یعنی آم بھی مل گئے اور گٹھلیوں کے دام بھی مل گئے۔ اللہ اور اس کے رسول بھی راضی ہو گئے اور بیوی کے دل میں بھی محبت پیدا ہو گئی۔

اسلام محبت پھیلانے والا دین ہے

اس کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم سمجھ کر یا نبی علیہ السلام کی سنت سمجھ کر وقتاً فوقتاً کرنا چاہیے تا کہ گھروں سے نفرتیں اور جھگڑے نکل جائیں۔ شیطانیت اور ہر وقت کی محاذ آرائی گھروں سے نکلے۔ اس گھر کے اندر کیا رحمتیں آئیں گی کہ جس گھر کے اندر ہر روز میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ بحث ومباحثہ کر رہے ہوں...... ذرا سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے...... نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی جو رات ہے اس کا علم عطا کر دیا تھا کہ فلاں رات کو لیلۃ القدر ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ اس نیت سے گھر سے باہر نکلے کہ میں اپنی امت کو بتا دوں کہ لیلۃ القدر یہ ہوتی ہے۔ آپ ابھی مسجد نبوی کی طرف چل رہے تھے تو راستے میں دیکھا کہ دو صحابہ کسی بات پر آپس میں بحث مباحثہ کر رہے تھے۔ جب آپ قریب سے گزرے تو بحث کی آواز آپ کے کان میں پڑی تو آپ اس بات کو بھول گئے کہ لیلۃ القدر کی پہچان کیا بتائی گئی تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا دو شخص کے جھگڑوں نے امت کو لیلۃ القدر کی پہچان سے محروم کر دیا۔ اب سوچئے کہ جب دو بندوں کا بحث مباحثہ اتنی بڑی رحمت کے محروم ہونے کا سبب بن جاتا ہے تو جس گھر میں روز ہی میاں بیوی میں چخ چخ ہو رہی ہو اور ساس بہو کے جھگڑے ہو رہے ہوں تو پھر اس گھر پر اللہ کی رحمت کیسے آئے گی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں کو محبت اور پیار کا گہوارہ بنائیں۔ یہی چیزیں اسلام کا حسن ہے۔ یہ دین فطرت ہے۔ جس گھر میں اسلام زندہ ہوگا اس گھر میں نبی علیہ السلام کی محبتیں زندہ ہوں گی۔ اس لئے کہ دین اسلام کا مقصد ہے۔ ''میرا پیغام ہے محبت جہاں تک پہنچے'' یہ تو محبتیں تقسیم کرنے والا دین ہے۔ لہٰذا میاں بیوی کو دین اسلام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

(۵) بیوی سے محبت وملاطفت کا اظہار کریں

پانچواں اور بہترین اصول یہ ہے کہ انسان اپنی بیوی سے محبت و الفت کا اظہار کرتا رہے۔کوئی ایسی بات کرے یا کوئی ایسا کام کرے کہ بیوی کو شوہر کی محبت کا پیغام پہنچے۔ زبان سے دو میٹھے بول بول دینے سے بیوی کا دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور وہ سوچتی ہے کہ میرے خاوند کو واقعی مجھ سے بہت محبت ہے۔ جب خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو بیوی کا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر آباد نہیں کرے گی۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ

''ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا مؤمن وہ ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ لطف سے زندگی گزارنے والا ہو،

یعنی ملاطفت سے زندگی گزارنے والا ہو۔ اب غور کیجئے یہی ملاطفت کا لفظ قرآن پاک کا درمیانی لفظ ہے، قرآن پاک میں جہاں اصحاب کہف کا تذکرہ ہے وہاں اللہ پاک نے فرمایا ﴿وَلْيَتَلَطَّفْ﴾ جب اصحاب کہف نے اپنے ساتھی کو کھانا لینے کے لئے بھیجا تو اس کو تلقین کی کہ تم جب بات کرنا تو ملاطفت سے، نرمی سے کرنا، گویا قرآن پاک کے تمام الفاظ میں سے سب سے مرکزی اور درمیان کا لفظ یہی ہے، ''نرمی اور محبت سے برتاؤ کرنا'' اور آج کا مسلمان اسی سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ جہاں ازدواجی زندگی کی بات آئی وہاں بھی شریعت نے اسی لفظ کو استعمال کیا، گویا یہ لفظ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور کامیاب زندگی گزارنے کے لئے بنیادی نکتہ ہے، پیار ومحبت کی زندگی گزارنے کو ملاطفت کہتے

ہیں۔

افسوس کہ آج ہم اپنے گھروں میں ایسا رویہ رکھتے ہیں۔ جیسے کوئی جابر حاکم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو بڑے بڑے دیندار ہوتے ہیں وہ بھی اپنی بیویوں کے ساتھ انتہائی خشک رویہ رکھتے ہیں، یہ بات بالکل درست نہیں۔ لطف ومحبت کو غالب رہنا چاہیے۔ چنانچہ روایات میں ایسا بھی آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ توڑ کر ڈالتے۔ اب یہ کھانے کے دوران منہ میں لقمہ دینا دیکھنے میں چھوٹی سی چیز ہے مگر اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی سنت

نبی علیہ السلام گھر میں کتنی محبت فرماتے۔ ذرا سنیے اور دل کے کانوں سے سنیے۔ خاوند لوگ اس بات کو پلے باندھ لیں۔ ذمہ داری کے ساتھ یہ روایت بیان کر رہا ہوں کہ نبی علیہ السلام ایک دن گھر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ اللہ کے محبوب نے دور سے دیکھا فرمایا، اے حمیرا! نبی علیہ السلام نے حمیرا لفظ اس لئے کہا کہ آپ ان کو پیار سے حمیرا کہا کرتے تھے۔ حالانکہ نام تو ان کا عائشہ تھا۔ مگر کبھی کبھی آپ پیار سے حمیرا کہتے تھے۔

یہاں سے ایک بات اور نکلی کہ بیوی کو ایک ایسے نام سے پکارنا جس کو بیوی بھی پسند کرے خاوند بھی پسند کرے، یہ سنت ہے۔ اس لئے کہ یہ بورڈ ہے خاوند کی محبت کا۔ جب خاوند بیوی کو اس نام سے پکارتا ہے، اسکو پیار کا پیغام پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی نام جس کو دونوں پسند کریں وہ پکارنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ خاوند کوئی ایسا لفظ بولے کہ بیوی کے تن بدن میں آگ لگ جائے۔ یہ سنت نہیں بلکہ یہ تو ایذا رسانی ہوگی۔ تو کوئی ایسا پیار کا نام کہ جس کو خاوند بھی پسند کرے اور بیوی بھی پسند

کرے وہ پکارنا چاہیے کہ اس میں ایک طرح سے محبت کا اظہار ہے۔ یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا حمیرا! عرض کیا، لبیک یارسول اللہ! حکم فرمایئے، آپ نے فرمایا تم جو پانی رہی ہو اس پانی میں سے کچھ تھوڑا سا میرے لئے بھی بچا دینا۔ اب ذرا سوچئے کہ پانی کی کوئی کمی تو نہیں تھی، اور پانی بھی آ سکتا تھا مگر محبت تو کچھ اور چیز ہے۔ اللہ کے محبوب سکھانا چاہتے تھے اپنی امت کو کہ گھر میں بیوی کے ساتھ یوں محبت اور پیار کے ساتھ رہا جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا، تھوڑا سا پانی میرے لئے بھی بچا دینا۔ ارے! دستور تو یہ ہے کہ بزرگوں کا بچا ہوا برکت کے لئے پیتے ہیں، مگر یہاں عجیب معاملہ دیکھ رہے ہیں۔ اپنی بیوی کو فرمارہے ہیں میرے لئے پانی بچا دینا، حالانکہ برکتیں تو نبی علیہ السلام کی ذات مبارک میں تھیں، رحمت اللعالمین آپ تھے، خاوند آپ تھے، مرشد آپ تھے، سب برکتیں آپ میں تھیں مگر محبت کی بات ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عائشہ! کچھ میرے لئے پانی بچا دینا۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا دیا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام قریب تشریف لائے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں میں وہ پیالہ لے لیا آپ چاہتے تھے کہ وہ پانی پئیں لیکن نبی علیہ السلام رک گئے۔ فرمایا حمیرا! تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم نے کس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالے کے کنارے کی نشاندہی کی کہ اے اللہ کے محبوب! میں نے یہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور عین اسی جگہ اپنے لب مبارک لگائے اور پانی نوش فرمایا۔ دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار محبت۔

دینداروں کیلئے لمحہ فکریہ

افسوس کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ آج ہم شریعت و سنت کے مطابق ظاہر

تو بنا لیتے ہیں مگر گھر کے اندر جا کر اتنا آگ بگولہ بنے ہوتے ہیں کہ بیوی بے چاری سہمی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اس کو دینداری سمجھتے ہیں۔ ہم باہر بڑے واعظ ہوتے ہیں، بڑے عالم ہوتے ہیں اور بڑے فقیر ہوتے ہیں۔ مگر گھر میں بیوی خون کے آنسو رو رہی ہوتی ہے۔ یہ دینداری بھلا کس کام کی کہ زندگی کے ساتھی تک دین نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کئی لوگوں کو دیکھا کہ باہر وہ کتنے دیندار ہوتے ہیں مگر گھر میں ان کی بیوی بد دین بن رہی ہوتی ہے۔ کس لئے؟ اس لئے کہ ان کی شخصیت کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے کیونکہ فقط ان کے پاس قال ہوتا ہے حال نہیں ہوتا۔ باتیں دین کی بڑی کرتے ہیں مگر گھر میں دین پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے دینداروں کی بیویاں ہرگز اپنے بچوں کو دین نہیں پڑھاتیں بلکہ دین سے متنفر کر دیتی ہیں۔ جب وہ خود نفرت کرتی ہیں ایسے بندے سے جس کے پاس دین کی باتیں تو بہت ہیں مگر اس کے پاس اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو بچوں کے سامنے ڈانٹ دینا، بیوی کو بے عزت کر دینا اور اس کی عزت نفس کو مجروح کر دینا۔ جیسے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اگر گھر میں ہم اس طرح رہیں گے تو پھر اس طرح گھر میں دین نہیں آئے گا۔ باہر ہم ساری دنیا میں دین پھیلا پائیں گے مگر گھر میں دین داخل نہیں ہو سکے گا۔ اسلئے خاوندوں کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ السلام کی ان مبارک سنتوں کو پلے باندھ لیں۔

اللہ کے محبوب گھر کے اندر محبت و پیار سے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر کے اندر دین اتنا تھا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔ یعنی آدھا دین جو باہر کی زندگی سے متعلق تھا صحابہ نے سمجھا اور آدھا دین جو ازدواجی زندگی سے متعلق ہے وہ دین میری بیویوں نے سیکھا اور انہوں نے امت تک پہنچایا۔ تو جب انسان بیوی کو ایسا پیار دیتا ہے تو یوں سمجھیں کہ بیوی پھر آدھا دین

بن جاتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں چاہیے کہ بیوی کے ساتھ محبت کا اظہار کریں۔

اب آج کفر کی دنیا اپنے گھروں کے ماحول کو اچھا رکھنے کے لئے کبھی کسی کو ہنی کہہ دیتی ہے اور کبھی سویٹی کہہ دیتی ہے۔مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کرنا جس سے بیوی کے دل میں محبت پیدا ہو اس سے سنت کا ثواب بھی ملے گا اور اس پر گھر کے اندر محبتوں کا ماحول بھی پیدا ہوگا۔تو بیوی سے محبت کا اظہار کر دینا یہ سنہری اصول ہے۔اس کو مرد اپنی کمزوری نہ سمجھے بلکہ اپنی عظمت سمجھے کہ میں اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کروں گا تو وہ مجھ محبت کرے گی۔کئی خاوند شاید یہ سوچتے ہوں کہ ہم اگر محبت کا اظہار کر دیں گے تو بیوی کہیں سر پر ہی نہ چڑھ جائے۔ہرگز ایسا نہیں۔بیوی کو اعتدال میں رکھنا یہ تو خاوند کے بس میں ہوتا ہے۔جو سر پر چڑھنے والی ہوتی ہیں وہ دیندار نہیں ہوا کرتیں اور جو دیندار ہوتی ہیں انہوں نے قرآن میں پڑھ لیا ہوتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ ۔ لہٰذا وہ بات مان کے چلنے والی ہوتی ہیں۔اور خاوند کو ہمیشہ بڑا بنا کر رکھتی ہیں۔اللہ اکبر......

(٦) دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کریں

چھٹا سنہری اصول یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کرے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے اجر کا باعث بن جاتا ہے۔دین یہ تو نہیں کہتا کہ ہر وقت خشک مزاج ہی رہو۔لطافت و ظرافت بھی انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے۔اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو دوسروں کے اندر اکتاہٹ اور وحشت پیدا ہونے لگتی ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعض واقعات

یہ بھی نبی ﷺ کی مبارک سنت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ آپ نے ان کو پیار کی نظر سے مسکرا کر دیکھا۔ پوچھا، اے اللہ کے محبوب! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عائشہ تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو ملا کر کھانا پسند ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بڑی خوش ہوئیں اور فوراً آگے سے جواب دیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے ایسے مرغوب ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمانے لگے، تمہارا جواب بہت اچھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح دل لگی کی باتیں کرنا۔ یہ بھی گھر کے ماحول کو دین پر رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ اللہ کے نبی بیوی کو یوں الفاظ کہتے اور بیوی آگے سے یہ الفاظ کہتی۔ اب دیکھئے کہ بیوی نے محبت کا کیسے اظہار کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے شہد اور مکھن ملا کر کھانے سے زیادہ مرغوب ہیں۔ اور واقعی ہم نے دیکھا کہ دستر خوان پر شہد اور مکھن ہو تو ہر بندہ ہاتھ آگے بڑھاتا ہے کہ ناشتہ تو میں اسی کے ساتھ کروں گا۔ معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ جب انسان بیٹھا ہو تو دل لگی کی چند باتیں کرنے سے گھر کے اندر محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اب آپ کو نبی علیہ السلام کی اپنی زوجۂ مبارکہ سے دل لگی کی ایک اور بات بتاتے ہیں۔ نبی ﷺ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ باہر نکلے تاکہ قضائے حاجت سے اہلیہ فارغ ہو جائے۔ اس وقت گھروں میں یہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے بلکہ باہر ویرانے میں جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ اللہ کے نبی جب ذرا ایک کھلی جگہ پر پہنچے تو فرمانے لگے، عائشہ! کیا تم اور میں آپس میں دوڑ نہ

لگائیں۔ دیکھئے کہ اللہ کے پیغمبر ہیں، خوف خدا ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، خشیت الٰہی ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، وہ کائنات کے سب سے بڑے زاہد بھی ہیں، عابد بھی ہیں، ان کے اندر توکل بھی ہے، ہر صفت کائنات میں سب سے زیادہ اللہ نے ان کے اندر رکھی، مگر دیکھئے کہ اللہ کے محبوب بیوی کو فرما رہے ہیں کہ کیا ہم اکٹھا دوڑیں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اب نبی ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگا رہے ہیں۔ جب دوڑ لگائی تو نبی علیہ السلام نے خود ان کو آگے بڑھنے دیا۔ چونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا ہلکی پھلکی بھی تھیں۔ وہ جب دوڑیں تو نبی ﷺ سے آگے نکل گئیں اور بڑی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے نبی! میں آگے بڑھ گئی۔ نبی علیہ السلام نے ان کو خوش ہونے دیا۔ مقصد کیا تھا؟ اس کا دل خوش ہو جائے۔ دل لگی اصل مقصود تھی۔ پھر نبی علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ عرصہ اور گزر گیا تو ایک دن پھر اسی طرح عشاء کے بعد باہر نکلے، ذرا ویرانے کی جگہ پر پہنچے۔ اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وزن بھی کچھ بڑھ گیا تھا۔ نبی علیہ السلام کو وہ پہلی بات یاد تھی۔ فرمایا عائشہ آج پھر نا دوڑ لگائیں؟ فرمانے لگیں، اے اللہ کے نبی! دوڑتے ہیں۔ چنانچہ پھر دوڑے اب نبی ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے پیار سے فرمایا. تلک بتلک . اے عائشہؓ! اس دن تو جیت گئی تھی اور آج میں جیت گیا، معاملہ برابر ہو گیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ہار کو بھی محبت سے قبول کر لیا۔ ان کو جیت کر بھی خوشی ہوئی تھی اور ان کو ہار کر بھی خوشی ہوئی۔ اصل تو محبت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نو عورتوں کے واقعات سنائے۔ یہ نو عورتیں آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنے اپنے

خاوندوں کی صفات بتانا شروع کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ کہا، دوسری نے یہ کہا، تیسری نے یہ کہا...... جب آپ ﷺ نے نو عورتوں کی باتیں بتا دیں تو فرمایا کہ جس عورت کا خاوند سب سے بہترین صفات کا حامل تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں...... کیا آپ نے بھی اپنی بیوی کا دل خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کی ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خوش رکھنا اس کا فرض ہے اور اسے تنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔

بعض دینداروں کا حال

آج کچھ صوفی لوگ اور کچھ دیندار وضع قطع رکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر میں محبت و پیار کی کوئی ایسی بات کرنا شاید تعلق الی اللہ میں رکاوٹ ہے۔ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب کی سنتیں ہیں۔ ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔ ایک صحابی نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے حسنین کریمین کو محبت سے پیار کر رہے تھے۔ بوسہ دے رہے تھے۔ اس آدمی نے حیران ہو کر دیکھا اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! میرے تو اتنے بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص کو اللہ دل کی رحمت سے محروم کر دے تو میں کیا کروں۔ معلوم ہوا کہ یہ تو ایک نعمت ہوتی ہے جو دل میں موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کوئی زن پرستی نہیں، یہ تو نبی علیہ السلام کی سنت کی پیروی ہے کہ گھر کے اندر آپ پیار و محبت کی فضا قائم کریں۔ سوچیں تو سہی اگر آپ بیوی کو خوش نہیں رکھتے تو پھر شیطان کتنے بڑے بڑے گناہ کرواتا ہے۔ بیوی خاوند پر الزام لگاتی ہے۔ خاوند بیوی پر الزام لگاتا ہے۔ دونوں کو جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی بچوں کی تربیت کی عمر گزر رہی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی۔ چنانچہ پوری نسل برباد ہو جاتی ہے۔

تو دیکھیں کہ ان مبارک سنتوں کو ترک کرنے کے کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۷) تحمل مزاجی اختیار کریں

ساتویں بات جو سنہری اصول ہے وہ یہ کہ گھر میں تحمل مزاجی اختیار کریں۔ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کیلئے میاں اور بیوی میں تحمل مزاجی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ تحمل مزاجی اسے کہتے ہیں کہ کسی بات پر فوراً **React** (ردعمل ظاہر) نہ کرے۔ جیسے ہوتا ہے ناکہ ذراسی بات پر بندہ آگ بگولہ ہوگیا زبان سے دس باتیں کرلیں، نہیں! پہلے تولو پھر بولو۔ سوچو کہ میں کس انداز میں بات کروں تو میری بیوی کو بات جلدی سمجھ آئے گی۔

اگر آپ اپنی بیوی کو سمجھانا چاہتے ہیں تو اس کی خامیاں ہر وقت بیان کرنے کی بجائے کبھی اس کی تعریف بھی کیا کریں۔ اس کی خامیوں کے بارے میں اس کو تنہائی میں سمجھایا کریں اور پہلے کچھ تمہید باندھا کریں۔ مثلاً کہا کریں کہ ایک بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں آپ ذرا میری بات توجہ سے سننا۔ بات کرنے کے انداز سے ہی تو فرق پڑتا ہے۔ اگر اچھے انداز میں آپ بات کریں گے تو ہوسکتا ہے اسے سمجھ میں آجائے اور اگر برے انداز میں بات کریں تو اسے غصہ لگے۔ تو سوچا کریں کہ کیسے بات کی جائے کیسے سمجھایا جائے۔ اصل میں دیکھنا پڑتا ہے کہ بنیاد کہاں سے بگڑ رہی ہے، اسے ٹھیک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر طبیعت کے اندر تحمل مزاجی ہو تو اس کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو انسان بنایا ہے۔ کبھی اس کا مزاج کیسا کبھی کیسا، کبھی غصے میں کبھی خوشی میں۔ تو ممکن ہے کہ دوسرا بندہ ایک وقت غصے میں ہے بات نہیں سنی تھوڑی دیر بعد بات

کریں تو اسے سمجھ میں آ جائے۔ تو تحمل مزاجی اختیار کرنی چاہیے۔

اور پھر یہ کہ اگر انسان گھر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یا بیوی سے کوئی کوتاہی ہو جائے۔ مثلاً اس نے کپڑے تیار کرنے تھے نہیں کر پائی، کھانا تیار کرنا تھا وقت پر نہیں کر پائی، کسی بچے کا کوئی کام سمیٹنا تھا نہیں سمیٹ پائی تو وہ سوچے کہ بیوی بھی انسان ہے، اگر وہ اچھے کام کرتی ہے تو اس سے غلطی، کوتاہی یا سستی بھی ہو سکتی ہے۔ خاوند کو اپنا دل بڑا رکھنا چاہیے اور چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے، اس لئے کہ جتنا دل بڑا ہو گا اتنا ہی انسان گھر کے اندر عظیم سمجھا جائے گا۔ جب انسان کسی کی غلطی کا بدلہ لے سکتا ہو، ڈانٹ پلا سکتا ہو، سزا دے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کر دے تو جس کو معاف کیا جاتا ہے اس کے دل میں عظمت بڑھ جایا کرتی ہے۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں پہ نصیحت تو کر دینی چاہیے مگر ڈانٹ ڈپٹ ہر وقت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بیوی سمجھتی ہے کہ اس کا تو ہر وقت کام ہی یہی ہے، اس کو تو کوئی اور کام آتا ہی نہیں۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا چاہیے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر خاوند کو بھی کام کرنے کو کہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ دن میں دس غلطیاں کرے گا اور بیوی کو دس مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جبکہ بیوی بیچاری دس میں سے نو کام ٹھیک کر کے دکھاتی ہے اور ایک میں غلطی ہوتی ہے تو خاوند اس کو بھی معاف بھی نہیں کرتا لہٰذا

To run a big show one should have a big heart.

بندے کو اچھا گھر چلانے کے لئے دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینے سے اور ان کو معاف کر دینے سے

بیوی بچوں کے اندر تحفظ کا احساس زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ زیادہ محبت کرتے ہیں۔ پیار سے سمجھا دینا چاہیے، اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

کلیرنس ٹالرنس کا اصول

انجینئر حضرات جب کوئی مشینری بناتے ہیں تو اس کی گراریوں، بیرنگ اور شافٹ میں کچھ کلیرنس اور ٹالرنس Clearance and Tolerance (گنجائش اور لچک) رکھ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب تک یہ کلیرنس اور ٹالرنس نہ رکھی جائے مشین چلتی نہیں ہے۔ اس کے بھی اصول ہوتے ہیں مثلاً شافٹ کا سائز اتنا ہو تو بیرنگ کا سائز اتنا ہونا چاہیے پھر یہ اس میں اچھی طرح فٹ ہوگا۔ اگر کلیرنس ٹالرنس نہ ہو تو نہ شافٹ میں بیرنگ فٹ ہوگا نہ شافٹ چلے گا اور نہ مشین چلے گی۔ اگر مشینوں کو چلنے کیلئے بھی ٹالرنس کی ضرورت ہوتی ہے تو انسان تو ایک زندہ مشین ہے۔ اس کی گاڑی چلنے کیلئے بھی ٹالرنس (تحمل اور برداشت) کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں کہ بیرنگ کو گریس دیتے رہو تو بیرنگ چلتا رہتا ہے۔ جس طرح مشین کو گریس لگائیں تو وہ چلتی رہتی ہے اسی طرح دلوں کو محبت کی گریس لگاتے رہو تو وہ چلتے رہتے ہیں، زندگی اچھی گزرتی رہتی ہے۔ بڑے فائدے کی خاطر چھوٹی چیزوں کو نظر انداز کر دینا ہمیشہ عقل مندی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسی لئے بیوی کو بھی چاہیے کہ اپنے خاوند کے ساتھ محبت و پیار سے رہے اگر چھوٹی موٹی کوئی مشکلات ہیں بھی سہی تو صبر کے ساتھ رہے۔ اور یہ بات خاوند کیلئے بھی ضروری اسے چاہیے کہ بیوی کے ساتھ محبت کے ساتھ گزارے اگر چھوٹی موٹی باتیں ہیں بھی سہی تو محبت کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ سو فیصد پرفیکٹ (کامل) نہ خاوند ہوتا ہے نہ بیوی ہوتی ہے دونوں ہی انسان ہوتے ہیں۔ جو سو فیصد نیک...... ان کا نام فرشتے ہے اور جو سو فیصد

برا...... اس کا نام شیطان ۔ اور جو اچھائی اور برائی کا مجموعہ...... اس کا نام حضرت انسان ۔ تو اچھائیاں اور برائیاں تو ہر انسان میں ہوتی ہیں مگر اصول یہ ہے کہ جس میں اچھائیاں زیادہ ہوں برائیاں تھوڑی ہوں وہ اچھا انسان ہوتا ہے اور جس میں اچھائیاں تھوڑی ہوں برائیاں زیادہ ہوں اسے برا انسان کہتے ہیں۔ تو جب اچھائیاں برائیاں دونوں میں ہی ہوسکتی ہیں تو پھر دوسرے کی خوبیوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے اسکی خامیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔

ہم نے بعض خاوندوں کو دیکھا نمک زیادہ ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، مرچ کم ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، روٹی کچی پکی ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کوئی پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں جن کو زندگی گزارنے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔

اورنگ زیب عالمگیر کا حیرت انگیز واقعہ

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک باورچی آیا۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ بادشاہ کا باورچی بنوں گا تو خوب میرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ مگر وہ تو ٹوپیاں سیتے تھے اور قرآن مجید لکھتے تھے اور اس کی آمدنی سے تھوڑی سی روٹی کھا لیتے تھے۔ بیت المال کا پیسہ ہرگز نہیں لیتے تھے۔ کسی بزرگ کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے کی صحبت میں رہے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑے درویش صفت تھے اگرچہ وقت کے بادشاہ تھے۔ گھر کے اندر بس تھوڑی سی روٹی کھچڑی بن جاتی تھی وہی کھا لیتے تھے۔ اب یہ باورچی تنگ آ گیا کہ میں یہاں سے کیسے جان چھڑاؤں۔ چنانچہ اس نے ترکیب سوچی۔ ایک دن اس نے نمک ٹکا کے ڈال دیا مگر کیا دیکھا کہ بادشاہ سلامت آئے اور انہوں نے کھانا آرام سے

کھالیا اور کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ کیوں نہیں کچھ کہا، انہیں تو مجھے نکال دینا چاہیے تھا۔ خیال آیا شاید ان کو زیادہ نمک کا پتہ نہیں چلتا انکی طبیعت زیادہ نمک پسند کرتی ہے۔ چنانچہ اگلے دن اس نے نمک ڈالا ہی نہیں۔ انہوں نے اس کو بھی کھالیا اور کچھ بھی نہ کہا اور چلے گئے۔ یہ بڑا حیران ہوا۔ تیسرا دن اس نے نارمل کھانا بنایا۔ انہوں نے کھالیا اور اس دن باورچی کو بلا کر کہا کہ بھئی ایک دن نمک زیادہ تھا ایک دن نمک بالکل نہیں تھا، آج نمک برابر ہے۔ آپ اپنا ایک اندازہ متعین کرلیں اور اتنا نمک روزانہ ڈال دیا کریں تاکہ تمہیں پکانے میں آسانی ہو۔ اس باورچی نے ہاتھ جوڑ کر کہا، حضرت! میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ مجھے چھٹی مل جائے، مگر آپ تو ایسے ہیں کہ کھانے پہ اعتراض کرتے ہی نہیں۔ تو وقت کے بادشاہ نے ایسی درویشوں والی طبیعت پائی تھی۔ کہ کھانا کھالیتے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کے اور اس میں اس قسم کی تنقید نہیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا اچھا تمہیں دنیا چاہیے، تمہیں دنیا مل جاتی ہے۔ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا بچا دیا اور کہا کہ میری طرف سے فلاں کو جا کے ہدیہ دے دینا۔ وہ اس روٹی کے ٹکڑے کو لے کر گیا اور اس بندے کو ہدیہ دے دیا۔ وہ بندہ بادشاہ سے محبت کرتا تھا وہ خوش ہوا کہ بادشاہ سلامت نے مجھے ہدیہ بھیجا ہے۔ چنانچہ اس نے لاکھوں دینار اس بندے کو تحفہ کے طور پر دے دیئے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے میرے لئے ہدیہ لے کر آئے۔ وہ واپس بادشاہ کے پاس آیا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا کہ دیکھو، یہ روٹی کا ایک ٹکڑا لاکھوں دینار سے زیادہ قیمتی ہے۔ تب اس کو پتہ چلا کہ اللہ والوں کی نظر کس بات پر ہوتی ہے۔

تو یہ ہوتی ہے تحمل مزاجی۔ گھر میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بات کا بتنگڑ بنالینا بیوقوفی ہے اور اپنی زندگی برباد کرنے کے مترادف ہے۔ بڑے ہمیشہ

چھوٹوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرتے ہیں۔ خاوند کو اللہ نے بڑا رتبہ دیا لہٰذا بڑا پن اسی میں ہے کہ بیوی کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم نے نبی علیہ السلام سے زیادہ معاف کر دینے والا کسی کو نہیں پایا۔ تو بندہ اللہ کے لئے جب کسی کو معاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی غلطیوں کو معاف کریں گے۔

(۸) گھر میں شریعت کی پابندی کروائیں

آٹھواں اصول یہ ہے کہ شریعت کی پابندی خود بھی کیجئے اور اپنی بیوی کو بھی پیار محبت سے شریعت کی پابندی کے اوپر لائیے۔ جب آپ خود پابند ہوں گے اور ماڈل بن کر رہیں گے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ کی اتباع کرے گی اور وہ بھی شریعت وسنت کی پابند بن جائے گی۔

عام طور پر جب شوہر آدھا تیتر آدھا بٹیر ہوتا ہے مگر بیوی سے یہ چاہتا ہے کہ وہ رابعہ بصری بن جائے تو پھر وہ بھی رابعہ بصری نہیں بنتی بلکہ وہ بھی کہتی ہے کہ جیسے تمہاری زندگی ویسے میری زندگی۔ اس پر جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم گھر کے اندر شریعت وسنت کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی ذات سے یہ کام شروع کرنا چاہیے۔ پہلے خود اپنی زندگی کے اندر شریعت لاگو کریں۔ نبی علیہ السلام کی ظاہری وباطنی تمام سنتیں اپنائیں اور پھر گھر والوں کو بھی بتائیں تو یقیناً پھر گھر والے بھی اس عمل پر راضی ہوں گے۔ ہم تو اکثر یہ دیکھتے ہیں بیویاں بیچاری دعائیں کرتی پھرتی ہیں اور وظیفے کرتی پھرتی ہیں کہ ہمارا میاں نیک ہو جائے۔ وہ چاہتی ہیں کہ گھر میں نیکی کا ماحول ہو مگر خاوندوں کے اپنے مزاج عجیب ہوتے ہیں۔ باہر نوجوانی کے وہ کام کرتے پھرتے تھے اور ان کو فرصت نہیں ملتی برے

دوستوں سے۔ اس لئے گھر کا ماحول نیکی والا نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں گھر کی نعمت دی۔ اب گھر کے اندر شریعت کو لاگو کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنتوں کو زندہ کرنا، یہ خاوند کا فریضہ ہے۔ اگر اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوگا تو قیامت کے دن اپنے محبوب کو کیا چہرہ دکھائے گا۔ آج ہمارے گھر نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کی مذبح گاہیں بن چکے ہیں۔ کہیں بیوی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹا سنت پر چھریاں چلاتا ہے اور باپ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ آج دین کا غم کھانے والا کون ہے جو اپنے گھر کو نبی علیہ السلام کی سنتوں کا باغ بنائے، نمونہ بنائے اور یہ تبھی بنے گا جب خاوند خود سنتوں پر عمل کرے گا، ڈھونڈ ڈھونڈ کر عمل کرے گا۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سنتوں پر عمل کرے گا اور پھر اپنے گھر والوں کو بھی سنت کی ترغیب دے گا۔ اگر وہ اپنے بچوں کو بھی سمجھائے اور بیوی کو بھی سمجھائے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی دین کی عظمت ڈال دیں گے اور وہ بھی شریعت کے پابند ہو جائیں گے۔

بے پردگی کی نحوست

آجکل گھروں کے اندر پردے کا خیال خود خاوند نہیں رکھتے پھر یہ بیوی کو پردے پر کیسے تیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی عمر کے غیر محرم نوجوان گھروں کے اندر نوکر رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو غلام کی مانند ہے۔ یہ سو فیصد حرام کام ہوتا ہے۔ غیر محرم کے سامنے بیوی بھی بے پردگی کی روزانہ مرتکب ہو رہی ہوتی ہے اور خاوند کے نامہ اعمال میں بھی روزانہ اکاؤنٹ لکھا ہوتا ہے۔ لہٰذا جس خاوند نے جوان مردوں کو گھر میں نوکر رکھ لیا، اس نے اپنے گناہ کا اکاؤنٹ کھول لیا۔ یہ سویا ہوا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ جاگ رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ مسجد

میں نماز پڑھ رہا ہے اور گھر میں بیوی کے سامنے نامحرم کام کر رہا ہوتا ہے لہٰذا اس کا گناہ کا اکاؤنٹ کھلا ہے۔ بھلا اس بے چارے کی نیکیاں کس کام آئیں گی۔ اس لئے علماء سے مسائل پوچھنے چاہئیں۔ بے پردگی کا معاملہ ان ملکوں میں بہت ہی زیادہ برا ہے۔ کبھی کبھی تو حیرت ہوتی ہے کہ شاید حرام کو حرام ہی نہیں سمجھتے۔ اس وجہ سے تو پھر روحانیت آگے نہیں بڑھتی۔ عورتیں بھی لکھتی ہیں مرد بھی لکھتے ہیں۔ حضرت یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں، یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں مگر اثر کوئی نہیں ہوتا۔ بھئی جب بے پردگی ہو رہی ہے تو اثر کیسے ہو۔ یہ تو اللہ کا حکم ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے گھروں میں بے برکتی بھی ہوتی ہیں۔ آپس میں میاں بیوی کی ناراضگیاں بھی چلتی رہتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی نقصان بھی ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے حرام کو حرام نہ سمجھا۔ حرام اور حلال کو ایک جیسا بنا دیا۔ اس کی وجہ سے بھی مصیبتیں آتیں ہیں

ذرا ایک بات توجہ سے سن لیجئے گا۔ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا واقعہ لکھا، فرمانے لگے۔ کہ ہمارے پڑوس میں ہمارے ایک دوست رہتے تھے۔ ان کی چھوٹی سی بچی تھی۔ وہ بچی ہمارے گھر میں پلی۔ میری بیوی نے اس کو پیار سے بیٹی بنا لیا اور اس کو گھر میں پالا۔ وہ دن میں ہمارے گھر میں آتی جاتی رہتی تھی مگر رات کو اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میری روحانی کیفیات چھن گئیں۔ میں تہجد میں بہت روتا کہ یا اللہ! میری حالت کو لوٹا دے۔ ایک مرتبہ اپنے شیخ کے پاس گیا اور ان کو بتایا کہ حضرت اتنی محنت کرتا ہوں، معمولات باقاعدگی سے کرتا ہوں، اور گھنٹوں مراقبے کرتا ہوں۔ لیکن میری کیفیات چھن جاتی ہیں، پتہ نہیں کیا وجہ ہے۔ میرے شیخ نے فرمایا، کہیں نہ کہیں تم سے کبیرہ گناہ ہو رہا ہے جس وجہ سے یہ نعمت چھن جاتی ہے، سوچو تو سہی۔ کہنے لگے، میں نے سوچا لیکن میں نے اپنی زندگی میں ارادے سے کوئی کبیرہ گناہ

نہیں کیا تھا۔ پھر کیا بات ہے، سوچ سوچ کر تھک گیا۔ بالآخر میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ میری اتنے عرصے کی محنت ضائع ہو رہی ہے اور میرے شیخ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ تو بیوی سے جب مشورہ کیا تو بیوی کہنے لگی، ہاں ایک گناہ ہو جاتا ہے۔ وہ کونسا؟ اس نے کہا کہ یہ جو ہمسائے کی بچی ہے، جسے ہم نے بیٹی بنایا ہوا ہے، اگرچہ آپ کو بیٹی کی طرح پیاری ہے اور آپ کبھی ذرا بھی میلی نظر سے نہیں دیکھتے لیکن آپ کے لئے یہ ہے تو نامحرم۔ یہ بچی کچھ عرصے سے جوان ہو چکی اور اس پر نماز فرض ہو چکی۔ چونکہ آپ کی اس پر نظر پڑتی ہے اس لیے اس کی بے برکتی ہے کہ آپ کی کیفیات چھن جاتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن سے اس بچی کو پردے کی تلقین کی۔ چنانچہ وہ بچی پردے میں رہنے لگی اور اللہ نے میری کیفیات مجھے واپس لوٹا دیں۔ جب یہ پردے کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ بے دھیانی میں بھی اگر نظر پڑتی ہے۔ بندے کے دل میں برا خیال ہو یا نہ ہو تو پھر بھی اس کا اثر پڑتا ہے تو پھر جن گھروں میں جوان مرد کام کرتے ہیں اور عورتیں اس کو غیر محرم سمجھتی نہیں یا جوان عورتیں کام کرتی ہیں مرد اس کو غیر محرم سمجھتے ہی نہیں۔ تو پھر دل کی کیفیات کا کیا حال ہوگا۔ بہر حال یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مقامی علماء سے پوچھ لیجئے اور اس پر عمل کر لیجئے۔ اس لئے کہ قاصد نے تو بات پہنچا دینی ہوتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ .

شریعت کی پابندی کروانا خاوند کی ذمہ داری ہے

گھروں کے اندر شریعت کی پابندی ہونی چاہیے۔ مخلوط محفلوں سے پرہیز کیا جائے۔ اگر دعوتیں بھی ہوں اور اس میں غیر محرم مرد اور عورتیں ہوں تو مرد مردوں کے ساتھ بیٹھ کے کھائیں اور عورتیں عورتوں میں بیٹھ کر کھائیں۔ تو شریعت کی پابندی کرنا اور کروانا یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ جب شریعت کے مطابق زندگی

گزرے گی تو پھر گھر میں سکون ملے گا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب گھر میں شریعت نہیں ہوتی تو بے پردگی کی وجہ سے پھر اعتراضات نکلتے ہیں اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں بلکہ شیطان کسی نہ کسی سے کوئی الٹا کام کروا دیتا ہے۔ اس سے جھگڑے بڑھتے ہیں اور سکون خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے ہم آپس میں تہیہ کرلیں کہ ہم نے شریعت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی
جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو
تیرے عفو بندہ نواز میں

ہمیں کہیں سکون نہیں ملے گا۔ اگر سکون ملے گا تو گھر میں شریعت کی تابعداری والی زندگی میں سکون ملے گا۔ دلوں میں رحمتیں ہوں گی برکتیں ہوں گی۔

لہٰذا یہ ایک سنہری اصول ہے کہ میاں بیوی آپس میں طے کرلیں۔ ہم شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک بنا دیں گے۔ ماں باپ کا فرمانبردار بنا دیں گے۔ جب ماں باپ اپنے رب کے نافرمان ہوں گے۔ تو بھلا ان کی اولاد ان کی کیسے فرمانبردار بنے گی۔ حضرت فضیلؒ تابعین میں سے ایک بزرگ تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی میں نے اس کا اثر یا اپنی بیوی میں یا اپنی باندی میں یا اپنی سواری کے جانور میں دیکھا۔ یعنی میں نے اللہ کا حکم ماننے میں سستی یا غفلت کی تو جو چیزیں میرے ماتحت تھیں انہوں نے میرا حکم ماننے میں کوتاہی کی۔ تو بات ایسی ہی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کریں گے تو نتیجے میں اولاد ہماری نافرمان بن جائے گی۔ لہٰذا بہترین گھر وہی ہیں جس میں شریعت وسنت کا قانون لاگو ہو اور اس

کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

(۹) میاں بیوی دونوں ایک وقت میں غصہ نہ کھائیں

نوواں اصول یہ ہے کہ میاں غصے میں آجائے تو بیوی کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یا کسی وقت بات کرتے ہوئے بیوی غصے میں آجائے تو خاوند کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یہ اصول بنالیں کہ ہم دونوں کبھی بھی ایک وقت میں غصے میں نہیں آئیں گے۔ اول تو غصے آنا ہی نہیں چاہیے اور اگر بالفرض انسان ہونے کے ناطے کسی وجہ سے کوئی غصے میں آ بھی گیا یا بات کرتے ہوئے اس کی آواز بلند ہوگئی اور چہرے پہ غصے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند کو عقل مندی کرنی چاہیے اور اس وقت جواب میں غصہ نہ کرنا چاہیے اور اگر خاوند غصے میں آگیا اور بیوی یہ سمجھتی بھی ہے کہ یہ ناحق غصہ کررہا ہے تو اس وقت خاموش رہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی بات بتادے گی تو دیکھے گی کہ وہی خاوند جو پہلے اتنے غصے میں تھا اب اتنا پیار کرنے والا بن گیا۔ لہٰذا انسان انسان ہے، طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی انسان کو غلط فہمی ہوجاتی ہے یا کبھی کسی وجہ سے ویسے ہی بیزاری آجاتی ہے تو یہ اصول بنالیں کہ دوسرا فریق غصے میں نہ آئے۔ اگر دھاگہ دو نے پکڑا ہوا ہو اور دونوں مل کے کھینچیں گے تو پھر تو دھاگہ ٹوٹ ہی جائے گا اگر ایک کھینچے اور دوسرا ڈھیلا چھوڑ دے تو پھر دھاگہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ یوں ہی سمجھئے اگر خاوند غصے میں آگیا تو بیوی اب دھاگے کو کھلا چھوڑ دے، تھوڑی دیر کے بعد دیکھے گی کہ خاوند بھی نارمل ہوجائے گا اور آپس کا رشتہ بھی اسی طرح ٹھیک رہے گا۔ اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوجائے اور اس وقت غصہ نہ کرے تو اس کے بعد دیکھے گا کہ بیوی کا غصہ دور ہوجائے گا۔

نبی علیہ السلام کی سنت

بیوی غصہ کرے تو خاوند کو چاہیے کہ اس سے پیار سے بات کرے۔ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت دیکھ لیجئے۔ ایک مرتبہ کوئی بات تھی جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غصہ آ گیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے کانوں کی لوکو ہاتھ لگا کے تھوڑا سا مسلا یعنی ان کو ہاتھوں کی انگلیوں میں لیا اور دبایا اور پیار سے فرمایا، اے منی سی عائشہ۔ منی سی عائشہ اس لئے کہا کیونکہ وہ عمر میں آپ سے بہت چھوٹی تھیں۔ حالانکہ وہ اس وقت غصے میں تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کی کانوں کی لوکو اپنی انگلیوں میں پکڑ کے دبایا...... یہ محبت تھی، یہ پیار تھا۔ بی علیہ السلام نے پیار سے ایسا کیا اور پھر فرمایا اے منی سی عائشہ، اے چھوٹی سی عائشہ! تو اپنے رب کے سامنے استغفار کر اور یہ دعا کر اللہ میرے غصے کو دور کر دے۔ نبی علیہ السلام کی یہ بات سن کر ان کا غصہ اسی وقت ختم ہو گیا۔

میاں بیوی کا غصہ شیطان کو خوش کرتا ہے

اگر میاں غصے میں آئے تو بیوی کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اور اگر بیوی غصہ میں آئے تو میاں کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اگر دونوں غصے میں آئیں گے تو شیطان خوش ہو جائے گا۔ اس لئے شیطان کا کام بنتا تب ہے جب میاں بیوی دونوں غصے میں ہوتے ہیں۔ بیوی بھی جلی کٹی سنا رہی ہوتی ہے اور خاوند بھی آگے سے دھمکیوں کے انبار لگا رہا ہوتا ہے۔ غصے میں آ کر گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتیں ہیں۔

ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آیا۔ کہنے لگا، حضرت! بس غلطی ہو گئی میں نے غصے میں بیوی کو طلاق دے دی۔ میں نے کہا، دنیا میں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ کہ

جس نے پیار میں آ کر بیوی کو طلاق دی ہو۔ ارے میاں! طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے۔ تب اس کو احساس ہوا کہ میں کتنی بڑی غلطی کر بیٹھا لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ایک ہی وقت میں غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر ایک غصے میں آئے تو دوسرا تحمل مزاجی سے کام لے۔ یاد رکھنا کبھی ایک دوسرے کے ساتھ چیخ کر بات کرنے کی عادت نہ ڈالیں۔ نرم اور پیارے لہجے میں بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ چیخ کر ایک دوسرے سے بات تب کی جاتی ہے جب گھر میں آگ لگی ہو اور ایک دوسرے کو بتانا ہو کہ گھر میں آگ لگ چکی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا کہ جب میاں بیوی دونوں چیخ کے بات کریں۔ اگر یہ کیفیت نہیں تو چیخ کر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے، پیار محبت سے باتیں کیجئے۔ بڑے سے بڑے مسئلے کا حل شریعت نے بتا دیا ہے کہ پیار محبت سے نکل آتا ہے۔ اتنی عقل تو اللہ نے بیوی کو بھی دی ہے کہ خاوند کو غصے میں دیکھے تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ اور خاوند کو بھی اللہ نے عقل دی۔ جب بیوی کا موڈ آف دیکھے تو تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ پھر اللہ رب العزت شیطان کو درمیان میں دخل اندازی سے دفع کر دیتے ہیں۔ اور پھر زندگی میں پیار سلامت رہتا ہے۔

پسنجر ٹرین اور ایکسپریس ٹرین

دیکھیں ٹرینیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک کو کہتے ہیں پسنجر ٹرین، دوسری کو کہتے ہیں ایکسپریس ٹرین۔ پسنجر ٹرین ہر چھوٹے بڑے اسٹیشن پر رکتی ہے، بڑی دیر کے بعد منزل پر پہنچتی ہے۔ اگرچہ اس کا کرایہ بھی تھوڑا ہوتا ہے لیکن لوگ اس پر سفر کرنا پسند نہیں کرتے۔ لوگ ٹکٹیں منگواتے ہیں اور ایڈوانس بکنگ کرواتے ہیں ایکسپریس ٹرین کی۔ وجہ کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ایک تو یہ چلتی بہت تیز ہے اور دوسرا چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں پر کھڑی نہیں ہوتی۔ ایک آدھ سٹاپ کر کے سیدھا منزل

پر پہنچ جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ کچھ بندوں کی مثال پسنجر ٹرین کی سی ہوتی ہے۔ ذرا سی بات ہوئی بیوی سے الجھ پڑے...... چلو اسٹیشن پر کھڑی ہے گاڑی۔ دو دن نہیں بول رہے...... پسنجر ٹرین کھڑی ہے۔ پھر دو چار دن بعد موڈ کچھ صحیح ہوا، ایک ہفتہ گزرا، پھر کھانا گرم نہیں ملا سالن ٹھنڈا تھا، چھوٹی سے بات پر پھر الجھ پڑے، پھر ٹرین کھڑی ہے۔ ہر دوسرے چوتھے دن، مہینے دوسرے مہینے ان کا کوئی نہ کوئی اسٹیشن آیا ہوتا ہے۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں ایکسپریس ٹرین جیسی زندگی گزارنے والے۔ ایکسپریس ٹرین پتہ کیا کرتی ہے۔ تیز سپیڈ کے ساتھ بھاگتی ہے اور اگر کوئی اسٹیشن آجائے تو تھوڑی سی سپیڈ آہستہ کر کے سٹیشن سے گزر کر پھر بھاگنا شروع کر دیتی ہے۔ تو اچھے انسان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ اگر گھر میں کوئی پرابلم آیا کوئی مسئلہ بنا، ایک آدھ دن کیلئے زندگی کی رفتار کچھ آہستہ ہوئی اگلے دن پھر رفتار پکڑ لی۔ ایسے لوگوں کی زندگی کامیاب گزرتی ہے۔ اس لئے ایکسپریس ٹرین جیسی زندگی گزاریں۔ جب کبھی ایک غصہ میں آجائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آجانا معاملے کو بے حد خراب کر دیتا ہے۔

(۱۰) آپسمیں ناراضگی کی حالت میں کبھی نہ سوئیں

دسواں اصول یہ ہے کہ اگر کبھی کسی وجہ سے آپس میں بحث ہو جائے یا آپس میں کوئی بات ہو جائے۔ اوّل تو ہونی ہی نہیں چاہیے۔ اگر فرض کرو ہو جائے تو اب میاں بیوی کو چاہیے کہ ناراض حالت میں کبھی نہ سوئیں۔ یہ جو ہوتا ہے نا کہ پہلے آپس میں کوئی بات چل رہی تھی، پھر ناراض ہو کر خاوند نے ادھر کروٹ لے لی، بیوی نے ادھر رخ کر لیا اور سمجھتے ہیں کہ ہم سو گئے، ہرگز نہیں یہ گھر بگڑنے کی ایک

ابتدا ہوتی ہے۔ زندگی میں یہ فیصلہ کر لیجئے کہ ہم نے ہمیشہ کسی نہ کسی نتیجے پر متفق ہونے کے بعد سونا ہے۔ اگر کوئی بات آپس میں اختلاف رائے کی ہو جائے تو اول تو اس محبت کے وقت میں اختلاف رائے کی باتیں ہی نہ کریں۔ اگر کوئی بات نکل بھی آئی، بیوی نے اعتراض کر دیا، خاوند نے اعتراض کر دیا اور آپس میں دلائل چل پڑے تو جب تک ایک دوسرے کو سمجھا نہ لیں، جب تک ایک دوسرے کو منا نہ لیں اس وقت تک ناراضگی کی حالت میں سونا اپنے اوپر آپ ایسے سمجھیں کہ جس طرح حرام ہوتا ہے۔

اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اس حالت میں سوتی ہے کہ خاوند اس سے ناراض ہو، اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے خاوند کو منا نہیں لیتی تو بیوی کو چاہیے کہ وہ عقل کے ناخن لے کہ ایسی حالت میں کیوں سو رہی ہے جبکہ خاوند اس سے ناراض ہے۔ اور آدمی سوچے کہ میری بیوی میری خادمہ ہے اس کے دل کو میں نے تکلیف پہنچا دی، اس کا دل دکھی ہے تبھی تو ناراض ہے۔ اگر اس دکھی دل کو میں نے اس وقت نہ خوش کیا ایسا نہ ہو کہ کہیں اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے کہ تو نے اپنی بیوی کو خوش کیوں نہ کیا جبکہ اس کو خوش کرنے کا حکم شریعت میں دیا گیا۔ لہٰذا بیوی کو چاہیے کہ خاوند کو منا لے اور خاوند کو بھی چاہیے کہ بیوی کو منا لے۔ ناراضگی کی حالت میں کبھی نہیں سونا چاہیے۔ بلکہ ایسے وقت میں بھی یہی سوچنا چاہیے کہ

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

یہ تو زندگی اتنی چھوٹی ہے کہ اگر ساری زندگی محبت میں گزار دی جائے پھر بھی زندگی کا وقت تھوڑا ہے۔ پتہ نہیں لوگ نفرت کے لئے کہاں سے وقت نکال لیتے

ہیں۔نفرتوں کے لئے تو وقت ہے ہی نہیں۔اس وقت کو محبتوں میں گزار دیجئے۔

میاں بیوی میں فقط جیت ہوتی ہے

اگر کبھی بحث وتکرار ہو بھی جائے تو اصول بنا لیجئے کہ ہم نے ایک دوسرے سے ناراض ہو کر نہیں سونا۔منا ہی لینا ہے، چاہے خاوند کو معذرت کرنی پڑے چاہے بیوی کو۔موقع کے مناسب جو بھی ہو، دونوں کو ایک دوسرے سے معذرت کر لینی چاہیے۔احساس کر لینا چاہیے اور ناراضگی کی حالت میں کبھی نہیں سونا چاہیے۔اس لئے کہ جب ناراضگی کی حالت میں سوئیں گے تو شیطان کو دلوں میں نفرتیں ڈالنے کا بیج مل جائے، اور بیج کو پانی دے گا اور پھر دلوں میں نفرتیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اسلئے جب ناراضگی ہو تو ایک دوسرے کو کوئی شعر سنا دیں۔جیسے کسی شاعر نے کہا۔

اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کرلیں

تو یہ بات اگر انسان کرلے کہ بھئی ہار جیت تو ہم کل پر اٹھا رکھتے ہیں۔اس بحث کا فیصلہ کل کرلیں گے، آج دوستی کرلیں۔آج محبت سے وقت گزار لیتے ہیں۔ تو جب اس طرح آپس میں پیار محبت سے میاں بیوی وقت گزاریں گے تو نفرتیں ختم ہو جائیں گی۔اور واقعی میاں بیوی میں تو ہار ہوتی نہیں، میاں بیوی میں تو جیت ہی جیت ہوتی ہے۔یہ بیوی کی جیت ہے کہ اس نے خاوند کو قریب کرلیا اور خاوند کی جیت ہے کہ اس نے بیوی کو قریب کرلیا۔لہٰذا میاں بیوی کے درمیان ہار نہیں ہوتی، میاں بیوی کے درمیان فقط جیت ہوتی ہے۔جس نے بھی معافی مانگ لی گویا اس نے جیت لیا، کیا جیت لیا؟ دوسرے کا دل جیت لیا۔تو معافی مانگنا ہار نہیں، معافی مانگنا تو جیت ہے۔اب بیوی جیتے یا خاوند جیتے اللہ کرے دونوں جیت جائیں اور

محبت و پیار کی زندگی گزاریں۔

لہٰذا ہمیں ازدواجی زندگی کے ان سنہری اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے اور اگر بالفرض کوئی ایسی بات ہے کہ آپس میں کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ پھر بھی معاملہ کو آپ کل پر اٹھار کھیے اور اس دن آپس میں ایک دوسرے سے خوش ہو جایئے۔ یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں نا کہ

Let us agree upon this agree in tonight

چلو آج ہم اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔ کہ آج ہم اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔

یہ بھی تو Agreement (راضی نامہ) ہی ہے۔ تو اس سے ہی چلو بات کو کلوز کر لیا کریں۔ مقصد یہ کہ جب بھی کوئی بات چیت ہو بالآخر اس کا نتیجہ آپس میں محبت پر نکلنا چاہیے۔ اس کو متنازعہ چھوڑ کر ناراض حالت میں نہیں سونا چاہیے۔

رب کریم ہمیں ان سنہری اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شاید یہ ٹاپک کل کا دن بھی کچھ اور آگے چلے گا۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکو کاری کی زندگی نصیب فرما دے۔ اور ہمیں دنیا میں اللہ تعالیٰ عزتوں بھری اور خوشیوں بھری زندگی نصیب فرما دے اور قیامت کے دن ہمیں اپنے محبوب کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام عطا فرما دے۔

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين.

اعدلوا هو اقرب للتقوى

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثالی ازدواجی زندگی
میں شوہر کا کردار

ازافادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مثالی ازدواجی زندگی میں شوہر کا کردار

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا

وَ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا○

وَ قَالَ تعالیٰ فی مقامٍ اخر

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَ

جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ○

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

خِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَاءِ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

آج کا موضوع

ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے ایک خاوند کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے

اور کن چیزوں سے بچنا چاہیے۔ ان عنوانات پر پہلے بات ہو چکی ہے۔ آج ہم نے اس موضوع پر بات کرنی ہے کہ گھر کی زندگی کو خوشگوار اور متوازن رکھنے کیلئے شوہر کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس کا اپنے اہلخانہ کے ساتھ رویہ اور کردار کیا ہونا چاہیے۔

سکون کا باعث تین چیزیں

قرآن مجید پہ نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تین چیزیں باعث سکون ہوتی ہیں۔

(۱) ایک بیوی خاوند کے لئے سکون کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔

اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا. (روم: ۲۱)

[تم میں سے تمہارے لئے جوڑا اس لئے بنایا تاکہ تم سکون حاصل کرو]

(۲) گھر انسان کے لئے سکون کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو مسکن کہتے ہیں۔ جہاں انسان ٹھہرتا ہے۔ اور ٹھہراؤ کو سکون کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا.... (النحل: ۸۰)

[اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں میں سکون رکھا]

تو اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو گھر میں بھی سکون ملتا ہے۔

(۳) اور تیسرا اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لئے بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هُوَالَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا.... (یونس: ۶۸)

[وہ جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم سکون حاصل کرو]

تو معلوم ہوا کہ تین چیزیں سکون کا باعث ہوتی ہیں۔ ایک گھر۔ ایک بیوی۔ ایک رات۔

بے سکون زندگی کی وجہ

لہٰذا جو نوجوان اپنے گھروں میں راتوں کے اوقات اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارتے ہیں ان کی زندگی کے اندر سو فیصد سکون ہوتا ہے۔ جو بیوی سے دور رہیں گے یوں سمجھیں کہ وہ 33% دور ہو گئے۔ جو رات گھر سے دور گزاریں گے وہ 33% اور دور ہو گئے۔ اور اگر گھر ہی نہیں ہوگا تو اگلا 33% بھی چلا گیا۔ کامل سکون انسان کو گھر میں رات اہل خانہ کے پاس گزارنے سے نصیب ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جو نوجوان اپنے دوستوں کی محفلوں میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور رات کا زیادہ حصہ گزارنے کے بعد فقط سونے کے لئے گھر آتے ہیں ان کی زندگی کبھی پرسکون نہیں ہوسکتی۔ نہ اہل خانہ کو سکون نہ ایسے خاوند کو سکون۔

تو آپ مرد حضرات بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر ہم رات کا زیادہ حصہ باہر گزاریں گے تو ہمیں سکون نہیں ملے گا۔ سکون ملنے کی تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے بتائیں رات کا وقت ہو، اپنا گھر ہو اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ آرام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کامل سکون عطا فرماتے ہیں۔

عشاء کے بعد جلد سونے کی عادت ڈالیں

اللہ تعالیٰ نے رات آرام کے لئے اور دن کام کے لئے بنایا۔ لہٰذا عشاء کے بعد لمبی محفلیں لگانا معیوب ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشاء کے بعد دیر تک باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ہاں کوئی دین کا پروگرام ہو تو اس کے لئے تو ساری ساری رات گزر جائے پھر بھی تھوڑی ہے۔ لیکن عام عادت

کے طور پر نبی علیہ السلام عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد زیادہ باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

سنت کو ترک کرنے کا وبال

اسی لئے جن گھروں میں رات کو دیر سے سونے کی عادت ہوتی ہے ان گھروں میں فجر کی نماز عام طور پر قضا ہو جاتی ہے۔ بچوں نے تو کیا پڑھنی بڑے بھی اٹھ کر نہیں پڑھتے۔ نیکوکار گھرانوں میں بھی اگر رات کو دیر سے سونے کی عادت ہو تو ان میں بھی فجر کی جماعت تو نکل ہی جاتی ہے۔ کیا ہوا جو مشکل سے اٹھ کر فجر کی نماز اپنی پڑھ لی ورنہ تو بعض دفعہ نماز بھی چلی جاتی ہے۔

نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے کہ انسان عشاء کے بعد جلدی سو جائے۔ اگر ہم اس سنت سے محروم ہوں گے تو ہمارے فرض کے اوپر اس کا اثر پڑے گا اور ہم فجر کی نماز یا اس کی تکبیر اولیٰ سے محروم ہو جائیں گے۔ عام گھروں میں اکثر دیکھا گیا کہ عشاء کے بعد کھانے کی محفل، پھر گپوں کی محفل، پھر ٹی وی سکرین کے تماشے تو آدھی رات تو ایسے ہی گزار دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ صبح آنکھ نہیں کھلتی۔ یہ آنکھ کیسے کھلے۔ جو رات کو سونے کے لئے جلدی نہیں کرے گا وہ صبح کے وقت جلدی نہیں اٹھ سکے گا۔ وہ بیبیاں جو تہجد میں اٹھنا چاہتی ہیں ان کو بھی چاہیے کہ اپنے کام رات سے پہلے پہلے سمیٹ لیں اور عشاء کے بعد جتنا جلدی ممکن ہو سونے کی عادت بنائیں۔ بچوں کو بھی جلدی سونے کی عادت ڈالیں، خود بھی جلدی سوئیں۔ ان شاء اللہ اول تو تہجد میں آنکھ کھل جائے گی، نہ بھی کھلی تو فجر کی نماز میں تو خود بخود آنکھ کھل جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ رات دو بجے سوئے اور دو دو گھڑیوں کا الارم لگا کر سوئے مگر دونوں گھڑیاں چیختی رہیں اٹھنے کی توفیق پھر نہیں ہوئی۔ پھر صبح

اٹھ کر کہتے ہیں کہ جی ہماری فجر کی نماز چلی گئی۔

تو کیا ہوتا ہے کہ لوگ رات کو ایک دو بجے تک جاگتے ہیں اور اگر نیک ہیں تو اٹھ کر فجر پڑھ لیتے ہیں پھر فجر کے بعد ایسی نیند آتی ہے کہ دوبارہ سو جاتے ہیں۔ پہلے وقتوں کے لوگ تہجد دو نیندوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے جبکہ آج کل کے نیک لوگ فجر کی نماز دو نیندوں کے درمیان پڑھتے ہیں۔ فجر سے پہلے بھی سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور فجر کے بعد بھی سو جاتے ہیں۔ تب جا کر کہیں آٹھ نو بجے ان کی نیند پوری ہوتی ہے۔ یہ نحوست ہے رات کو دیر سے سونے کی۔ اگر جلدی سوتے تو صبح کو جاگنا نصیب ہوتا۔

سنن و مستحبات کو ہلکا نہ سمجھیں

انسان سنت کی پابندی کرے تو فرائض خود بخود محفوظ ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ فرائض کی حفاظت کے لئے اللہ تعالی نے سنتوں کو بنا دیا اور سنتوں کی حفاظت کے لئے اللہ تعالی نے مستحبات کو بنا دیا۔ جو اپنے فرائض کو محفوظ رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ سنتوں کی حفاظت کرے، فرض خود بخود محفوظ ہو جائیں گے۔ جو سنتوں کی حفاظت کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ مستحبات کی رعایت کرے، سنتوں کی حفاظت خود بخود ہو جائے گی۔ گویا یہ باؤنڈری لائن ہے۔ اگر مستحبات کی باؤنڈری لائن کو توڑیں گے تو سنتوں سے محرومی ہو گی اور اگر سنتوں کی باؤنڈری لائن کو توڑیں گے تو فرضوں سے محرومی ہو گی اور انسان حرام یعنی گناہ کا مرتکب ہو جائے گا۔ اس لئے اپنے فرضوں کو پکا کرنے کے لئے سنتوں کی پابندی کیجئے اور سنتوں کی پابندی کرنے کے لئے مستحبات کی رعایت کیجئے۔ آج کل نوجوان طبقے میں عام طور پر یہ بات آ جاتی ہے۔ او جی یہ تو سنت ہی ہے نا۔ وہ سنت کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس زمانے کا۔ سنت چھوٹی ہو یا بڑی نبی علیہ السلام کی عادت مبارک کا

نام سنت ہے۔ لہٰذا وہ چھوٹی نہیں ہوسکتی۔ دیکھنے میں چھوٹی ہوگی مگر قیمت کے اعتبار سے بڑی موٹی ہوگی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو مستحبات کی رعایت کی عادت ڈالیں تا کہ ان کو سنتوں بھری زندگی نصیب ہو۔ سنتوں پر عمل کریں تا کہ فرائض پر ہمیں کامل عمل کی توفیق نصیب ہو۔ تو جب گھروں میں عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کی سنت ٹوٹتی ہے تو پھر ان کی فجر کی نمازوں پر ان کی زد پڑتی ہے۔ کبھی تو تکبیر اولیٰ چلی گئی میاں صاحب کو تو نماز باجماعت میں آنے کی توفیق نہیں اور عورتوں نے مشکل سے بھاگ دوڑ کے اگر فجر کی نماز وقت میں ادا کر لی تو کر لی ورنہ کئی مرتبہ سورج نکلنے کے بعد آنکھ کھلتی ہے۔

تو عشاء کے بعد جلدی سونے کی عادت ڈالنے سے فرض کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لئے گھروں میں کوشش یہ کریں کہ عشاء کے بعد لمبے بکھیڑے نہ ڈالیں، سب کو یہ بات بتلائیں۔ اور اس کے فوائد بتائیں کہ جی عشاء کے بعد جتنا جلدی سوئیں گے اتنا جلدی اٹھیں گے۔

آج کل کے غافلوں کا حال

ایک صاحبہ گفتگو کر رہی تھیں۔ کہنے لگی کہ میں تو جی صبح سویرے آٹھ بجے اُٹھ جاتی ہوں۔ اب اس بے چاری کے نزدیک آٹھ بجے صبح سویرے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب سوئی ہی رات کو دو تین بجے تو پھر آٹھ بجے تو اس کے لئے صبح سویرے کا وقت ہونا ہے۔ اس بے چاری کو کیا پتہ کہ صبح سویرے کس کو کہتے ہیں۔ آج عشاء کے وقت سے لوگ جاگتے رہتے ہیں اور اس وقت سوتے ہیں جب تہجد کا وقت شروع ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ عام طور پر شادی بیاہ کی محفلوں میں بھی آپ دیکھ لیں۔ لوگ کہیں گے کہ بھئی شادی کی بات ہے ہم ساری رات جاگیں گے۔ عورتیں کہتی ہیں کہ ساری رات جاگیں گی۔ چاند رات

ہے، صبح عید ہے۔ مگر کیا ہوگا کہ عشاء کے بعد سے لے کر رات کے دو تین بجے تک جاگیں گی اور جب تہجد کا وقت ہوگا اس وقت اونگھ آ جائے گی اور وہ سو جائیں گی۔ یہ خود نہیں سوتیں اس وقت ان کو پروردگار کے فرشتے سلا دیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ رات کے آخری پہر کا وقت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ دنیا میں، یہ میرے مقرب لوگوں کے جاگنے کا وقت ہے۔ فلاں اور فلاں تو گنہگار اور غافل قسم کے لوگ ہیں ان کو تھپکیاں دے کے سلا دو تاکہ اس وقت یہ نہ جاگ سکیں اور نہ مجھ سے مانگیں۔ کیونکہ یہ میرے مانگنے والوں کا وقت ہے۔ چنانچہ فاسق قسم کے لوگوں کو اس وقت نیند آ جاتی ہے۔ جو لوگ رات فلموں کے عادی ہوتے ہیں وہ بھی تہجد کے وقت میں میٹھی اور گہری نیند سو جاتے ہیں۔ شادی کے فنکشنوں والے بھی رات دو بجے تک جاگتے ہیں پھر گہری نیند سو جاتے ہیں۔ وہ سوتے نہیں بلکہ ان کو سلا دیا جاتا ہے۔ پروردگار اپنے محبوب بندوں کے اٹھنے کے وقت میں ان فاسقوں کو جاگنے کی توفیق ہی نہیں دیتے۔

تہجد کے وقت اٹھنے کی برکت

تہجد کے وقت تو وہی جاگتا ہے جو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہوتا ہے۔ اتنی رحمتیں اور برکتیں ہوتی ہیں کہ ہمارے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جو عورتیں صبح اذانوں کے وقت اٹھ جاتی ہیں وہ بے شک تہجد پڑھیں یا نہ پڑھیں اس وقت کی برکتوں سے حصہ ضرور پا لیتی ہیں۔ تو ہمارے پہلے وقتوں میں عورتیں عشاء کے بعد جلدی سو جاتی تھیں اور اذان سے کچھ وقت پہلے اٹھ کر اس وقت لسی بنایا کرتی تھیں۔ تو ہمارے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جو دیہات کی عورتیں اس وقت اٹھ کر لسی بنا لیتی ہیں وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتیں۔ چونکہ وہ اللہ کے پیاروں کا جاگنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ہر گھر میں یہ کوشش کی جائے کہ عشاء

کے بعد جلدی سونے کی سنت پر عمل کیا جائے۔ اس کے لئے دعائیں بھی مانگیں کہ اے مالک! اس سنت سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اپنے خاوند سے مشورہ بھی کریں، اس کے فوائد بھی گنوائیں اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے اتنا جلدی کام سمیٹ کر جلدی سونے کی عادت ڈالیے۔ انشاء اللہ فجر کی نماز محفوظ ہو جائے گی بلکہ امید ہے کہ تہجد کی بھی توفیق نصیب ہو گی۔

بچوں کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں

مزید برآں گھر کے اندر جب اس قسم کے معاملات ہوں تو افہام وتفہیم سے طے کر لینے چاہئیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشورے سے طے کر لیا جائے کہ اتنے بجے لازمی سو جائیں گے۔ بچوں کو بھی اس میں شامل کریں جس کا فائدہ ہے۔ اس لئے کہ جب بچے رات کو دیر سے سوئیں گے تو صبح دیر سے جاگیں گے اور بچوں کی تربیت غلط ہو گی۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کی قدر کیسے آئے گی۔ جب اولاد والے ہو جائیں تو مردوں کو چاہیے کہ چھوٹے بچوں کی تربیت کی خاطر ان کو عادت ایسی ڈالیں کہ جلدی سوئیں اور صبح جلدی جاگیں تا کہ ان کی فجر کی نماز ادا ہو سکے۔ لہٰذا اس تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ بچوں کی شخصیت شروع سے ہی ایسی بنے۔

فجر کے وقت جاگنے کے فوائد

فطری تقاضا یہی ہے کہ انسان رات کو سوئے اور دن کو جاگے۔ جلدی جاگنا نبی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور انسان کی صحت کے لئے بھی اچھا ہے۔ اس لئے کہ جب سورج نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو ہوا کے اندر اوزون گیس ہوتی ہے اور وہ انسان کی صحت کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ سونے والا بستر پر اس کو

نہیں کر سکتا۔ ذرا باہر نکل کر ٹھنڈی ہوا لینی پڑتی ہے۔ تو اس میں جسمانی **Inhale** فائدہ بھی ہے اور روحانی فائدہ بھی ہے۔ بالخصوص بچوں کو تو جلدی اٹھانا چاہیے تاکہ ان کے جسم کی نشو ونما بھی اچھی ہو اور تربیت بھی اچھی ہو۔

فجر کے بعد سونے کے نقصانات

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی فجر کے بعد سونے کا عادی ہو اللہ تعالیٰ اس کی یادداشت کو ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ تجربہ کریں کہ جن عورتوں کو فجر کے بعد سونے کی عادت ہو وہ بھلکّو ہوتی ہیں۔ باتیں بھول جاتی ہیں، چیز رکھ کر بھول جاتی ہیں، کام کرنا تھا بھول جاتی ہیں، خاوند کو بات کہنی تھی بھول جاتی ہیں۔ یہ زیادہ بھولنے کی عادت عام طور پر فجر کے بعد زیادہ سونے کی عادت کی وجہ سے ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا اور بعض روایات میں تو یہ بھی آیا کہ فجر کے بعد سونے والوں کے لئے حلال رزق تنگ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کو ادھر ادھر کا ملا جلا تو بہت کچھ مل جائے گا مگر حلال رزق کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ ہاں کوئی آدمی ایسا ہے کہ جس کی ڈیوٹی ہی رات کی ہے، وہ اگر ساری رات جاگا فجر پڑھ کر سو گیا تو وہ اس بات سے خارج ہے۔ ہاں وہ اللہ والے جو راتوں کو جاگتے ہیں، وہ اشراق کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ اشراق کے بعد سونا بالکل ٹھیک ہے، یہ بزرگوں کی عادت رہی ہے مگر فجر اور اشراق کے درمیان حتی الوسع نہیں سونا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ رات کو انسان اتنا جاگا ہو کہ اب یہ سوچے کہ اب میں نہیں سوؤں گا تو سارا دن مجھے کام کرنے کے اندر رکاوٹ ہوگی۔ پھر اس کی اجازت ہے، عام عادت نہیں بنانی چاہیے۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ جن گھروں کے اندر کچھ کھانا پینا وافر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اچھا دیا ہوا ہوتا ہے تو وہاں پر صبح کے وقت اسی طرح سوئے ہوئے ہوتے ہیں،

بلکہ موئے پڑے ہوتے ہیں کہ پورا گھر قبرستان کی طرح لگ رہا ہوتا ہے۔ سورج نکل چکا ہوتا ہے اور گھر کے لوگ جاگ بھی نہیں رہے ہوتے۔ اس لئے کفر کی دنیا نے صبح کا ناشتہ Cereal کا بنا لیا ہے۔ نہ کچھ پکانا پڑے اور نہ کچھ تردد کرنا پڑے۔ بیوی اپنے وقت پر جاگے۔ خاوند اپنے وقت پر جاگے۔ بچوں نے اٹھ کر اسکول جانا ہوتا ہے۔ مائیں ان کے لباس پہلے ہی تیار کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان کو کہتی ہیں، بیٹے صبح الارم بجنے پر اٹھ جانا، اسکول جانا ہے۔ اس لئے کہ اسکول وقت پر نہ جائیں تو ان کو استاد سے سزا ملتی ہے۔ وہ اپنے وقت پہ اٹھتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اپنے کپڑے خود بدلتے ہیں۔ ٹھنڈا دودھ بھی مل گیا اور کہیں سے ان کو Cereal بھی مل گیا تو بچے یہی کھا کر چلے جاتے ہیں۔ تو کفر کی دنیا میں ناشتہ اس لئے آسان کر لیا تاکہ جاگنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

زندگی کا منحوس دن

بلکہ ہم نے بعض بزرگوں کا یہ عمل بھی دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کی فجر کی نماز قضا ہوتی ہے وہ اس آدمی کی زندگی کا منحوس دن ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے قسم کھالی کہ میں اپنی بیوی کو منحوس دن طلاق دوں گا۔ اب اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں قسم تو کھا بیٹھا لیکن منحوس دن کونسا ہے۔ کسی فقیہہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا جس دن تمہاری فجر کی نماز قضا ہو جائے وہ تمہاری زندگی کا منحوس ترین دن ہے، تم اس دن یہ کام کر سکتے ہو۔

بعض ایسے بزرگوں کے بارے میں پڑھا کہ جو وقت کے حاکم تھے مگر انہوں نے دستور بنایا ہوا تھا، وہ سوچتے تھے کہ جو آدمی فجر کی نماز وقت پر پڑھ لیتا ہے وہ اللہ کی امان میں آجاتا ہے۔ لہٰذا وہ حد اور وہ تعزیرات کی جو سزائیں دینی ہوتی تھیں وہ اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک کہ یہ یقین نہ کر لیتے تھے کہ آج اس

نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ اگر پڑھ لیتا تھا تو اس کو سزا دینا مؤخر کر دیتے تھے کہ اگر یہ اللہ کی امان میں آ گیا ہے تو ہم کیوں اس کو سزا دیں۔

منور دن

مسلمانوں کا معاشرے میں عشاء کے بعد جلدی سونے اور صبح کے وقت جلدی جاگنے کا معمول ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے زمانے میں تہجد کے وقت اگر کوئی آدمی شہر کی گلیوں میں چلتا تھا تو گھر گھر سے قرآن پڑھنے کی یوں آواز آتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم صبح کے وقت اٹھیں۔ عورتیں صبح کے وقت اٹھ کر نماز پڑھیں۔ اگر تہجد پڑھیں تو کیا ہی بات ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ درود شریف پڑھیں۔ استغفار پڑھیں۔ صبح کے وقت گھر کے اندر عبادت کا کرنا پورے دن کو منور بنا دیتا ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک تو فجر کے وقت جاگنا اتنا اہم ہے۔ لہٰذا عورتوں کو یہ بات مشورے کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ زندگی کی ترتیب کو سنت کی ترتیب پر لانے کی کوشش فرمائیں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ رات کو سوئیں اور دن کو جاگیں۔ عشاء کے بعد کام جتنا جلدی سمیٹ سکیں سمیٹیں اور جلدی سونے کی عادت اپنائیں تاکہ تہجد میں فجر میں آنکھ کھل جائے۔ انسان کے جسم کی نیند کا تقاضا بھی پورا ہو جائے اور صبح کے وقت جب آنکھ کھلے تو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی پورا ہو جائے۔ اس طرح انسان کی زندگی پرسکون گزرتی ہے۔

بچوں کے سامنے بحث ومباحثے سے بچیں

ایک اور اہم بات جس کا میاں بیوی کو بہت خیال رکھنا چاہیے یہ ہے کہ بچوں

کے سامنے بحث ومباحثہ کرنے سے بچا کریں۔اس کا طریقہ یہی ہے کہ میاں بیوی آپس میں مشورے کے ساتھ ہر قسم کے معاملات کو طے کرلیا کریں۔ بچے اگرچہ چھوٹے ہوتے ہیں مگران کی یادداشت بڑی تیز ہوتی ہے۔ جب میاں بیوی آپس میں ڈائیلاگ کررہے ہوتے ہیں تو بچے محسوس تونہیں کراتے مگر وہ سن رہے ہوتے ہیں اوران کی یادداشت میں وہ پورے کا پورا منظر پرنٹ ہورہا ہوتا ہے۔لہٰذا بچوں پر بہت برااثر پڑتا ہے۔اپنے ذہن میں وہ سوچتے ہیں کہ نہ امی کی کوئی قدر ہے نہ ابو کی کوئی قدر ہے۔ان کے آپس میں جھگڑے ختم نہیں ہوتے، ہمارے اوپر خواہ مخواہ رعب چلاتے ہیں۔ چنانچہ ماں بچوں کو نصیحت کی بات کرتے ہوئے ذرا غصے ہو جاتی ہے تو وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ ابو کی ناراضگی اور غصہ ہم پہ نکال رہی ہیں۔اسی طرح جب باپ غصے ہوتا ہے تو دل میں سوچتے ہیں کہ امی بات نہیں مانتی غصہ ہمارے اوپر نکالتے ہیں۔اس طرح بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہو پاتی۔

جب کسی گھر میں اللہ تعالیٰ اولاد والی نعمت عطا فرمادے تو میاں بیوی کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔اب ان کی ذمہ داری اور بڑھ گئی۔ اس بچے کی اچھی تربیت کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔لہٰذا بچوں کے سامنے کبھی ایک دوسرے کے ساتھ بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہیے۔

میاں بیوی یہ اصول بنالیں کہ جب خاوند بول رہا ہو تو بیوی سنے، جب بیوی بول رہی ہو تو خاوند سنے۔درمیان میں ایک دوسرے کی بات کاٹنا جاہلوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں کی نشانی ہوتی ہے۔اور عام طور پر آج یہی ہوتا ہے کہ خاوند نے بات شروع کی، بیوی نے بات کاٹ کر اپنی شروع کردی، خاوند نے درمیان میں پھر اپنی دلیل دی۔ چنانچہ ایک دوسرے کی سننے کی بجائے دونوں اپنی اپنی سنارہے ہوتے ہیں۔سن کوئی بھی نہیں رہا ہوتا اور یہی گھروں کی بربادیوں کی

وجہ بن جاتی ہے۔ جیسے کسی نے ایک عجیب بات کہی کہ جب میری شادی ہوئی۔ شروع میں میں بولتا تھا اور میری بیوی سنتی تھی، پھر جب اولاد ہوگئی تو بیوی بولتی تھی اور میں سنتا تھا اور پھر جب ہم دونوں بوڑھے ہوگئے تو پھر ہم دونوں بولتے ہیں اور محلے والے سنتے ہیں۔ تو بات ایسی ہی بن جاتی ہے کہ کئی مرتبہ میاں بیوی دونوں بول رہے ہوتے ہیں اولادیں سن رہی ہوتی ہیں یا قریب کے پڑوسی سن رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ غلطی بھی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

جو خاوند اپنے بچوں کے سامنے اپنی بیوی کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں اپنے بچوں کو بگاڑنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ بیوی نے ہی تو ان کو ٹریننگ دینی تھی۔ جب بیوی کو ہی ڈانٹ پڑ رہی ہے تو بچوں کی نظر میں اس کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ اس لئے خاوند کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نظر میں اپنی بیوی کا احترام بنائے۔ اور بیوی کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نظر میں اپنے میاں کا احترام بنائے۔ میاں بیوی آپس میں ذہنی مطابقت کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ خاوند جب بھی بچوں کے پاس بیٹھے تو کہے بچو تم اپنی امی کی بات مانا کرو، امی کی بات سنا کرو۔ وہ بچوں کی نظر میں اپنی بیوی کا احترام پیدا کرے۔ ماں کا مقام ذہن میں پیدا کرے اور جب ماں اکیلی ہو بچوں کے ساتھ تو ان کو سمجھائے کہ بیٹو تم ابو کی بات مانا کرو۔ جب دونوں میاں بیوی اس کو اصول بنالیں گے تو بچے ماں کی بھی مانیں گے باپ کی بھی مانیں گے اور ان کی اچھی تربیت ہوگی۔

مان جانے میں خیر ہے

بحث و مباحثہ کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں۔ دونوں میں سے ایک جلدی **Held** کر جایا کرے کہ چلو میں اس کی بات مان لیتا ہوں۔ بات ماننے میں ہمیشہ فائدہ ہے بات ماننے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو اجر ملتا ہے۔ منوانے میں

شیطانیت زیادہ ہے۔ میاں یہ سوچ کہ میں نے اپنی بات منوائی تو ہو سکتا ہے اس میں خیر نہ ہو تو گھر کے اندر بے برکتی ہو گی۔ بیوی بھی سوچ میں نے اپنی بات منوائی تو ہو سکتا ہے اس میں خیر نہ ہو کہیں اس وجہ سے گھر میں بے برکتی نہ آئے۔ لیکن جب کوئی دوسرے کی بات مانتا ہے تو ماننے میں اور اطاعت کرنے میں ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔ حدیث پاک کے مطابق اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس لئے ماننے میں فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو بات کو جلدی سمیٹ دیا کریں اور بچوں کے سامنے بحث ومباحثہ کرنے سے پرہیز کیا کریں۔

پیار کا وار تلوار سے زیادہ کارگر ہوتا ہے

نرمی سے جو معاملات طے ہو جاتے ہیں وہ گرمی سے کبھی نہیں ہوتے۔ اگر خاوند گرمی میں آگیا اور آگے سے بیوی بھی گرمی میں آگئی تو پھر تو آپس میں بحث چلے گی، پھر تو آپس میں ضد آجائے گی اور ضد کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ ضد کے پیچھے تو پھر گھر ٹوٹا کرتے ہیں، ضد کے پیچھے تو پھر سکون لٹا کرتا ہے، ضد کے پیچھے تو پھر گھروں میں بے برکتی آتی ہے۔ اس لئے ایسے ماحول سے بچنا چاہیے۔ خاوند کو یہ بات ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ پیار کا وار تلوار سے زیادہ کارگر ہوتا ہے۔ وہ پیار سے اگر اپنی بیوی کو قائل نہیں کر سکا تو پھر وہ تلوار سے بھی بیوی کو قائل نہیں کر سکے گا۔ اس بات کو اپنے بیڈ روم میں لکھ کر لگا لیں۔ یہ پکی بات ہے۔ اس لئے کسی دانش ور نے یہ بات کہی، ہے تو عجیب سی مگر کہہ دیتا ہوں۔ اس نے یہ کہا کہ جو خاوند بوسے کے ذریعے اپنی بیوی کا دل نہ جیت سکا وہ پھر جنگ کے ذریعے بھی بیوی کا دل نہیں جیت سکتا۔ تو بات واقعی سو فیصد سچی ہے۔ پیار کے ذریعے جو کام ہو جاتے ہیں، وہ پھر آپس کے جھگڑوں سے حل نہیں ہوتے۔

گھر کے ماحول کی طرف توجہ دیں

اولاد پر توجہ

جو خاوند گھر کے ماحول کی طرف دھیان نہیں دیتے ان کو اپنے بزنس سے فرصت نہیں ہوتی۔ ان کی اولادیں بگڑ جاتی ہیں۔ اس لئے کہا گیا:

لیس الیتیم قد مات والده بل الیتیم یتیم العلم والعمل.

[یتیم وہ نہیں ہوتا جس کے ماں باپ مرجاتے ہیں، یتیم تو وہ ہوتا ہے جو علم اور عمل سے محروم کردیا جاتا ہے۔]

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ جس ماں کی بات بچے مانتے نہیں اور باپ کے پاس گھر میں وقت دینے کی فرصت نہیں وہ بچے زندہ ہوتے ہیں مگر کسی یتیم کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ بات پھر ذرا سن لیجئے کہ جس ماں کو تربیت کا طریقہ نہیں آتا اور باپ کے پاس فرصت نہیں تو سمجھ لو وہ بچے یتیم ہیں ان بے چاروں کی تربیت کبھی نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا خاوند کو چاہیے کہ اپنے نظام الاوقات میں جہاں اور کام رکھے ہیں وہاں بچوں کے لئے بھی وقت ضرور رکھے۔ بیوی سے سن لے کہ گھر میں آج کیا گزری... بچے نے کیا کیا... بچی نے کیا کیا پھر عورت کو سمجھا دے کہ آپ نے یوں نہیں کرنا بلکہ یوں کرنا ہے۔

اور اگر مرد گھر کے ماحول کا کچھ خیال ہی نہ کرے، فقط پیسے کما کے لے آتا ہے اور گھر کی عورتوں کو کھلا خرچ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور ہر سہولت دے رکھی ہے۔ گھر کے اندر دین کے بارے میں مذاکرہ ہی نہیں ہوتا تو اس گھر کے مردوں میں اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے یہ عاجز کہتا ہے کہ جس گھر میں تعلیم کا رُخ نہ ہو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ سارے گھر کے اندر جانور ہی رہتے

ہوئے زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

بعض گھروں میں تو آپس کے جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تو اولاد کی تربیت کون کرے گا۔ اسی لئے کسی نے کہا کہ جب میری شادی نہیں ہوئی تھی تو میرے دل میں بچوں کی تربیت کی پانچ مختلف Plannings تھیں ۔اور اب میری شادی ہوگئی اور میرے پانچ بچے ہیں لیکن بچوں کی تربیت کی پلاننگ ایک بھی دماغ میں نہیں ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہے آپس کے جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی، بچوں کی تربیت کا وقت کہاں سے ملے۔ بچوں کی تربیت کیلئے وقت نکالنا چاہیے تاکہ اس امت کی نئی نسل دین پر چلنے والی بن جائے۔

گھر کی عورتوں پر توجہ

گھر کی عورتوں کی طرف بھی توجہ رکھا کریں کہ ان کے اخلاق ان کی عادات و اطوار شریعت وسنت کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُوْا اَنفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُم نَارًا (تحریم :٦)

(اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ)

لہٰذا گھر کی عورتوں کی تربیت کی بھی فکر رکھنی چاہیے۔ یاد رکھنا، قیامت کے دن ایک بے عمل عورت اپنے ساتھ چار محرم مردوں کو جہنم میں لے جائے گی۔ خاوند کو، والد کو، بھائی کو اور بیٹے کو۔ کہے گی، اے اللہ! یہ خود نیک بنے مگر مجھے تو نیکی کے لئے کبھی Pressurize نہیں کیا تھا۔ ذرا کھانے میں اونچ نیچ ہوتی تو مجھے شیر کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور میں ڈر کے مارے کام ٹھیک کرتی تھی۔ مگر میں نمازیں قضا کرتی تھی، میں بیٹھ کر سکرین کے تماشے دیکھتی تھی، یہ میرے پاس بیٹھتے تھے اور انہوں نے کبھی مجھے نیکی کی تلقین ہی نہیں کی۔ اب میں جو جہنم میں جا رہی ہوں ان کو بھی ساتھ بھیجئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بدعمل عورت اپنے ساتھ ١٠

مردوں کو لے کر جہنم میں جائے گی۔اس کو کہتے ہیں ، ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔لہٰذا یہ بیوی اکیلی نہیں ڈوبے گی یہ چار مردوں کو لے کر ڈوبے گی۔اس لئے گھر کے اندر دین کی فضا کو پیدا کرنا انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

ساس بہو کے جھگڑے

اور گھر کے اندر ساس بہو کے جھگڑے ہر جگہ ہوتے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ تو کم علمی ہوتی ہے۔علم نہیں ہوتا۔اور اگر دین کا علم ہو بھی سہی تو تربیت دونوں طرف کی پوری نہیں ہوتی۔عورتیں آپس میں جب مل بیٹھتی ہیں ، بے چاری ہوتی جو **ناقص العقل و الدین** ہیں اس لئے جلدی الجھ پڑتی ہیں......تھوڑی سی بات پر جلدی نتیجے نکال لیتی ہیں...... **Hasty Decision** (انتقامی فیصلے) ان کی عادت ہوتی ہے......ذرا سی بات پر فوراً کوئی نتیجہ نکال کر بیٹھ جاتی ہیں......اور اس میں غلطی کر جاتی ہیں......اس جلد بازی کی عادت کی وجہ سے آپس میں جھگڑا کر لیتی ہیں......غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں۔چھوٹی چھوٹی باتیں کسی کے کرنے کا مقصد اور ہوتا ہے۔دوسرا اسے اور انداز سے سمجھ لیتا ہے۔اور غلط فہمیوں کی وجہ سے آپس میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔باتوں کی وضاحت نہیں کرتے......اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے وضاحت طلب نہیں کرتے ......تو اس غلط فہمی کو دور کرنا خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی جگہ پر بہو بیٹھی ہوئی اور وہ اپنی ساس کے ساتھ تھی۔اس کو ذرا قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔اس نے اپنے ساس کو بتایا میں بیت الخلاء جانا چاہتی ہوں۔اس نے پوری طرح سمجھا نہیں اور اسے کہنے لگی کہ تمہیں کیا جلدی ہے، تھوڑی دیر میں خاوند آجائے گا اس کے ساتھ چلی جانا۔تھوڑی دیر بعد پھر بہو نے کہا۔مجھے اجازت دیں میں بیت الخلاء جانا چاہتی ہوں ، پھر

ساس نے اسے روکا۔ جب ایک دو دفعہ کے بعد اس لڑکی کو یوں محسوس ہوا کہ تقاضا میری برداشت سے باہر ہے تو وہ خود اٹھ کر چلی گئی۔ ابھی گئی ہی تھی کہ پیچھے سے خاوند آ گیا اس نے پوچھا بیوی کہاں چلی گئی تو ماں کہنے لگی کہ میں نے تو اسے روکا تھا کہ اکیلی کیوں جا رہی ہو؟ خاوند کو لے کر جانا۔ ماں سمجھ رہی تھی کہ یہ بیت الخالہ جا رہی ہے یعنی خالہ کے گھر جانا چا رہی ہے۔ اس کو بیچاری کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ بیت الخلاء ٹائلٹ کو کہتے ہیں۔ تو کہنے والے نے کچھ کہا سننے والے نے کچھ سنا اور اس کی وجہ سے مصیبت کھڑی ہو گئی۔

بہو کا رویہ

بہو کو بھی چاہیے کہ ساس کو ماں کی طرح جانے۔ گھر میں دیکھا کہ ماں اگر گھر میں تھپڑ بھی لگا دیتی ہے تو بچی چپ کر جاتی ہے اور ساس اگر اصلاح کی بات بھی کر دیتی ہے تو اس کے اوپر تڑک کے بولتی ہے۔ یہ ناانصافی بیوی کیوں کر رہی ہے۔ جب ماں کا تھپڑ برداشت کر سکتی ہے تو کم از کم ساس کی تنقید تو برداشت کر لیا کرے۔

ایک عالمہ لڑکی کا واقعہ

ایک مرتبہ اس عاجز کے پاس ایک عالمہ آئی۔ دین کا علم پڑھی ہوئی تھی۔ کہنے لگی، میاں میرے ساتھ بہت اچھا ہے۔ دنیا میں شاید ایسا میاں کسی کو نہیں ملا ہو گا۔ مجھے اللہ نے ایسا متقی، پرہیزگار اور نیکوکار میاں دیا۔ مگر ساس نے میری زندگی جہنم بنا دی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پہ روک ٹوک کرتی رہتی ہے۔ یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے ساس کے بارے میں چند باتیں کہیں۔ وہ مجھ سے پوچھنا یہ چاہتی تھی کہ اب آپ ذرا اجازت دے دیجئے۔ میں بھی ترکی بترکی جواب دیا

کروں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا کروں۔ لیکن عالمہ تھی ذرا گھبراتی بھی تھی کہ کہیں میں پکڑی نہ جاؤں۔ اس نے کیا طریقہ سوچا کہ حضرت صاحب سے اس کا Decision لے لو۔ منظوری لے لیجئے حضرت صاحب سے۔ چنانچہ اس نے اپنی ساس کی جواتنی باتیں بتائیں کہ ذرا ذرا سی بات پر یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے اور مجھے ذہنی طور پر پرسکون نہیں ہونے دیتی۔ میں نے پڑھانا ہوتا ہے اور مجھے پڑھانے میں دقت ہوتی ہے۔ اب آپ بتائیں میں کیا کروں؟ میں نے اس سے کہا کہ آپ کی ساس کے اندر اتنی باتیں ناپسندیدہ ہیں، کوئی بات پسندیدہ بھی ہے۔ کہنے لگی، مجھے تو کوئی بھی پسندیدہ بات نظر نہیں آتی۔ میں نے کہا کہ تمہاری نظر میں انصاف نہیں۔ اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھتی تو تمہیں اس کے اندر کوئی نہ کوئی اچھائی نظر آتی۔ وہ پھر کہنے لگی، حضرت! مجھے تو اس میں کوئی اچھائی نظر نہیں آتی۔ میں نے کہا دیکھو ایک بات بتاؤ۔ تمہارا خاوند تمہیں اللہ نے فرشتوں کی صفت جیسا دے دیا، یہ تو بات مانتی ہو۔ کہنے لگی، ہاں مانتی ہوں۔ میں نے کہا، اس خاوند کی بیوی تمہیں کس نے بنایا، یہی تمہاری ساس تھی جو تمہیں پسند کر کے لے کر آئی۔ اس خاوند کے لئے اس کو اور بھی بڑی لڑکیاں ملتی تھیں، کسی اور کو پسند کر لیتی مگر تمہیں جو پسند کر کے لائی تو یہی ساس تھی جس نے تمہیں اس خاوند کی بیوی بنایا۔ اور تم کہتی ہو کہ میرا خاوند تو فرشتوں جیسی صفت والا خاوند ہے۔ کہنے لگی، ہاں یہ بات ہے۔ میں نے کہا، اب اس کے اس احسان کا بدلہ تم ساری زندگی نہیں اتار سکتی۔ **ھل جزاء الاحسان الا الاحسان**۔ [احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے]۔ قرآن کی آیت جانتی ہو۔ کہنے لگی، جی پڑھی ہوئی ہوں۔ میں نے کہا اس احسان کا بدلہ اتارو کہ ساری زندگی اس کے پاؤں دھو دھو کے پیو کہ اس نے آپ کو اپنے بیٹے کی بیوی کے طور پہ چن لیا۔ کہنے لگی، حضرت! آپ نے بات سمجھا دی، آج کے بعد میں کبھی ان کے سامنے اونچا

نہیں بولوں گی اور ان کو اپنی ماں کا درجہ دے کر ان کی ہر بات کو برداشت کروں گی۔ واقعی انہی کے صدقے اللہ نے مجھے اتنا اچھا خاوند دیا۔

جب انسان سمجھنے کی کوشش کرے تو بات جلدی سمجھ میں آجاتی ہے۔ ساس بہو کے جھگڑے ذلت کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ ذرا افہام وتفہیم سے بات کر لی جائے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

ساس کا رویہ

اور یہی جوان بیوی جو ساس کو برا کہتی ہے اور یہ کہتی کہ اسے مجھے بیٹی بنا کر رکھنا چاہیے۔ میرے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔ میرے لئے محبت ہونی چاہیے۔ جو سب چیزیں ساس سے توقع کرتی ہے جب یہی ذرا عمر میں بڑی ہو کر ساس بن جاتی ہے۔ یہ وہی کام کرنے لگ جاتی ہے جو بری ساسیں کیا کرتی ہیں۔ ساس بن کر اس کو اجارہ داری کی جو حیثیت مل جاتی ہے، تو اب یہ اپنا حکم چلانا چاہتی ہے۔ اب بیٹے کی شادی ہوئی تو بہو کی جائز ضروریات کو بھی پورا نہیں ہونے دیتی۔ یہ چاہتی ہے کہ بیٹا میری مٹھی میں رہے۔ حتی کہ چھوٹے موٹے خرچ کی بھی کوئی بات ہے تو پہلے مجھ سے منظوری لے اور پھر بیوی کا کوئی کام کرے۔ یہ جو ساس کے ذہن میں این او سی NOC دینے کی بات سما جاتی ہے کہ میرا بیٹا ہر بات میں پہلے مجھ سے NOC لے پھر بیوی سے بات کرے یہ چیز فساد کی جڑ بن جاتی ہے۔

بیٹے کی شادی کے بعد زندگی کے دو حصے ہیں۔ ایک بیوی کے ساتھ حصہ یہ اس کا پرائیویٹ حصہ ہے۔ ماں کو چاہیے کہ بیٹے کو اتنا موقع دے یہ نہ ہو کہ اس کا دم گھٹے اور اس کو گھر میں اپنی بیوی کے لئے کوئی کھانے کی چیز لانی بھی مصیبت ہو جائے۔ ایسا بھی دیکھا گیا کہ خاوند اپنی بیوی کے لئے گھر میں کوئی چیز لا ہی نہیں سکتا اس لئے کہ امی برا کہے گی۔ تو جب ساس بنتی ہے تو ذرا دل کو بڑا کر لے اور کہے کہ

اب جو شریعت نے حقوق طے کیے ہیں وہ اسی طرح پورے ہونے ہیں۔ تو اس لیے عورت جب ساس بنتی ہے پھر اس کو اپنا اختیار دکھانے کی جو ہے وہ چاہت ہوتی ہے کہ بات میری چلے گی، حکم میرا چلے گا، اجازت میری چلے گی۔ ذرا تم نے میری اجازت کے بغیر کچھ ایسا ویسا کیا دیکھنا میں تمہیں ابھی میکے بھجوا دوں گی۔ حالانکہ جب یہ خود بیوی تھی تو انہی باتوں پہ یہ روتی تھی۔ اب جب ساس بن گئی تو یہی ساری باتیں کرتی ہے۔ اتنی بسا اوقات بڑھیا ہو کر ظالمہ بن جاتی ہے۔ **الامان والحفیظ**۔

ایک ساس کے ظلم کی داستان

چنانچہ ایک بچی کی شادی ہوئی انگلینڈ میں اپنی خالہ کے گھر۔ وہ پاکستان میں رہنے والی بچی تھی نیک تھی عالمہ تھی اس نے یہ واقعہ اپنے حالات میں خود اس عاجز تک پہنچایا۔ کہنے لگی خالہ کے گھر شادی ہوئی مگر خالہ کا بیٹا نشہ کرتا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ ایک سال گزارا جیسے گزار سکتی تھی۔ ایک سال کے بعد میں نے اسے سمجھانا شروع کیا کہ یہ نشہ اچھا نہیں۔ اچھے انداز سے پیار کے انداز سے کہا۔ خاوند بھی کوشش کرنے لگا کہ وہ نشے کو چھوڑ دے۔ لیکن کبھی کبھی وہ پھر نشہ کر لیتا۔ خیر یہ بات چلتی رہی بالآخر ایک ایسا وقت آیا کہ مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ صرف پیتا ہی نہیں۔ اس نے تو باقاعدہ ایک لڑکی کو بیوی کے طور پر بھی رکھا ہوا ہے۔ کہنے لگی کہ اب تو میرے ضبط کے بندھن بھی ٹوٹ گئے۔ اب میں نے اسے سختی سے کہا کہ بھئی تم اپنی زندگی حلال طریقے سے گزارو۔ میں سارا دن گھر میں تمہارے انتظار میں بیٹھتی ہوں اور تم رات کو آتے ہو تو تمہاری آنکھوں میں نیند ہوتی ہے، آتے ہی سو جاتے ہو، میرا حال بھی نہیں پوچھتے کہ جیتی ہوں یا مرتی ہوں، میری کوئی ضرورت

بھی ہے یا نہیں۔ باہر جاتے ہو تو تمہارے پاس خرچے بھی ہیں سب کچھ ہے، میرے لئے کچھ نہیں۔ اب جب میں نے خاوند کو یہ بات کہنی شروع کی تو خاوند نے یہ بات اپنی ماں کو بتا دی کہ یہ تو مجھے یہ بھی کہتی ہے، یہ بھی کہتی ہے۔ اب ماں بجائے اس کے کہ بیٹے کو سمجھاتی۔ ماں نے اپنے بیٹے کی سائیڈ لینی شروع کر دی۔ ہاں تم کونسا اس کی خدمت کرتی ہو، تم کونسا اتنی خوبصورت ہو۔ اب ذرا سوچئے یہ خالہ ہے، یہ ساس بنی ہے کہ اپنی بھانجی کو خوبصورت نہ ہونے کے طعنے دے رہی ہے۔ حالانکہ وہ بچی خوبصورت بھی ہے، تعلیم یافتہ بھی ہے۔ مگر چونکہ دوسری طرف گوری لڑکی تھی اب ساس کہہ رہی ہے کہ وہ گوری لڑکی تم سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس لئے میرا بچہ اس کی طرف چلا جاتا ہے۔ اب یہ ناانصافی کی انتہا دیکھئے کہ ماں بجائے اس کے کہ بیٹے کو سمجھاتی وہ اپنی نیک سیرت خوبصورت عالمہ بچی کو کہہ رہی ہے کہ تم کیوں میرے بیٹے کو یہ بات کہتی ہو۔ تمہیں یہ بات کہنے کا کوئی حق نہیں۔

کہنے لگی کہ چند دنوں کے بعد پھر ایسا ہوا کہ اس کا آنا جانا زیادہ دیر سے ہونے لگا۔ میں نے پھر اسے سمجھایا تو اس وقت عشاء کا وقت تھا، اس نے اسی وقت اپنی ماں کو بتا دیا۔ اس کی ماں کو غصہ آیا، کہنے لگی تم میرے بیٹے کے ساتھ بات کرنے کی جرأت کیسے کر رہی ہو۔ ساس نے اپنی سگی بھانجی کو گھر سے دھکے دے کر نکال دیا۔ اب وہاں اس کا کوئی اور رشتہ دار نہیں۔ وہ جوان بچی کہنے لگی کہ میں اس وقت صرف دوپٹے میں تھی اور مجھے گھر سے باہر نکال کر کنڈی لگا دی۔ اب میں ایک گھنٹہ دروازہ کھٹکھٹاتی رہی۔ بیل دیتی رہی کوئی نہ دروازہ کھلا۔ مجھے ڈر لگے کہ لوگ آتے جاتے دیکھ رہے ہیں۔ کہیں گے کہ دروازے پر کیوں کھڑی ہے۔ کوئی مرد میری طرف نہ آجائے، چنانچہ میں نے بے اختیار راستے کے اوپر چلنا شروع کر دیا۔ وہ

نوجوان بچی کہنے لگی، وہ رات پوری کی پوری میں نے سڑکوں پہ چلتے ہوئے گزار دی۔ میں ڈر کے مارے بیٹھتی بھی نہ کہ کوئی مرد یہ نہ محسوس کر لے کہ یہ اکیلی ہے اور چلتی اس لئے رہتی کہ لوگ سمجھیں کہ یہ کہیں جا رہی ہے۔ اب میری آنکھوں میں آنسو ہیں اور مجھے کوئی در نظر نہیں آ رہا کہ میں جس دروازے پر چلی جاؤں اور مجھے چھت نصیب ہو جائے۔ کہنے لگی، میری سگی خالہ نے مجھے دھکا دیا اور اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ جوان العمر پردے دار لڑکی ہے اور میں اپنے اس بچے کی وجہ سے کر رہی ہوں جو شراب بھی پیتا ہے اور زنا بھی کرتا ہے۔ اس نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا حتیٰ کہ میں نے ساری رات جاگ کر سڑکوں کے اوپر چلتے ہوئے گزار دی۔ وہ بچی کہنے لگی کہ جتنا بے سہارا میں نے اپنے آپ کو اس رات دیکھا اتنا بے سہارا انسان اپنے آپ کو کبھی نہیں دیکھتا۔ دنیا کی محبت ختم ہو گئی۔ وہ جو سلوک کی منزلیں لوگ سالوں میں طے کرتے ہیں اس ایک رات کے دھکے نے مجھے کرا دیں۔ میرے دل سے دنیا کی اہمیت ہی ختم ہو گئی۔ میں نے کہا کہ دنیا میں کوئی اپنا نہیں، اگر کوئی ہے تو پھر نیلی چھت والا اپنا ہے۔ میں اسی سے دعا مانگتی رہی اللہ میری عزت کی حفاظت کرنا، میری جان کی حفاظت کرنا۔ کہنے لگی رات کو عجیب وغریب شکلوں کے نوجوان لڑکے کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے گزرتے میں بتا نہیں سکتی کہ میں نے وہ رات کتنی پریشانی میں گزاری۔ بالآخر ایک لیڈی پولیس نے مجھے دیکھا۔ اس نے مجھے روکا اور کہنے لگی کہ تم کیوں اس وقت سڑک پر چل رہی ہو۔ ابھی تو صبح کا وقت ہو چکا رات کے چار بج چکے۔ میں نے کہا کہ ذرا بس میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لئے چل رہی ہوں۔ وہ کہنے لگی کہ مشرقی لڑکیاں رات کو اس وقت اس طرح نہیں چلا کرتی آخر تم کیوں یوں چل رہی ہو؟ تو کفار عورتوں کو

بھی اس بات کا پتا ہے کہ مشرقی لڑکیاں رات کو گھر ہوا کرتی ہیں۔ میں نے کہا نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ کہنے لگی کہ چلو میں تمہیں تمہارے گھر پہنچاتی ہوں۔ اس پولیس والی عورت نے مجھے گھر کے دروازے پر پہنچایا۔ میں نے اس سے کہا آپ چلی جاؤ میں دروازہ کھٹکھٹا لوں گی۔ میرے گھر کے لوگ سو رہے ہیں، میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھوڑی دیر کے بعد جاگیں گے تو میں چلی جاؤں گی۔ اس طرح میں نے پولیس عورت سے جان چھڑائی۔ پھر ایک گھنٹہ میں دروازے کی دہلیز پر بیٹھی رہی دعائیں مانگتی رہی تب جا کر صبح انہوں نے اپنی ضرورت کے لئے دروازہ کھولا اور میں دروازے میں گھر کے اندر داخل ہوئی۔ میری ساس مجھے دیکھتے ہی کہنے لگی کہ تم نے دیکھ لی اپنی اوقات آئندہ اگر ذرا بھی بات کی تو تمہیں ہمیشہ کے لئے گھر سے باہر دھکا دے دوں گی۔ کہنے لگی مجھے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ وہی خالہ ہے جس کو شریعت نے ماں کا درجہ اور رتبہ دیا۔ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کسی کی ماں فوت ہو جائے تو اس کے بعد اپنی خالہ کا وہی اکرام کرے وہی عزت کرے جو ماں کی کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ ماں کی مانند ہوتی ہے۔

تو جب عورت ساس بنتی ہے تو پھر اس کے اندر انصاف نہیں رہتا۔ بلکہ اپنی چوہدراہٹ اپنی من مانی کرنے کے لئے اپنا جائز و ناجائز ہر حکم یہ پورا کرواتی ہے اور کہتی ہے کہ دیکھو تم میرے سامنے کتنی محتاج ہو۔

ساس کے سوچنے کی بات

کتنی عجیب بات ہے کہ وہی لڑکی شادی سے پہلے جس کو ساس نے پسند کر لیا اور پسند اور محبتوں کے ساتھ لے کر آتی ہے۔ جس دن وہ بچی گھر چھوڑ کر آ جاتی ہے۔ اس دن وہ بچی اچھی لگنے کی بجائے وہ بری لگنے لگ جاتی ہے۔ اب اس کے

اندر خامیاں نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ بسا اوقات اسی لئے تو کہتے ہیں۔ کہ بڑھیا وہ تو فتنے کی پڑیا ہوتی ہے۔ کہتی ہے کہ جب میں بہو تھی مجھے ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بنی تو مجھے بہو اچھی نہ ملی۔ ہاں تم ہی بڑی اچھی تھی تم دوسروں کے ساتھ اچھی زندگی گزارتی رہی۔ ہر شخص دوسرے کو کامل انسان دیکھنا چاہتا ہے۔ اپنی خبر نہیں رکھتا۔

یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اپنی بیٹی اگر کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے گی تو ماں اپنی بیٹی کا عیب چھپاتی ہے اور اگر اس کی بہو چھوٹی سی، معمولی سی کوئی غلطی کھانے پکانے میں کر بیٹھے گی تو یہ ساس اس کو دوسرے لوگوں میں بتاتی پھرے گی، یہ کتنی ناانصافی کی بات ہے۔ جب ساس اپنی بہو کو بیٹی سمجھنے لگ جائے گی اور بیٹی اپنی ساس کو ماں سمجھنے لگ جائے گی تو زندگی پرسکون ہو جائے گی۔ ماں اور بیٹی کے درمیان نفرتیں نہیں ہوا کرتیں محبتیں ہوا کرتی ہیں۔

کئی جگہوں پہ خاوند بیوی کو اپنی ماں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔ بیوی کے کچھ حقوق ایسے ہوتے ہیں کہ جس کے لئے ساس کو بھی چاہیے کہ وہ بیوی کو تھوڑا موقع دے تاکہ وہ اپنی زندگی میاں کے ساتھ گزار سکے۔

خاوند کی ذمہ داری

یہ کام خاوند کو کرنا چاہیے کہ بجائے اس کے کہ عورتوں کو آپس میں الجھنے کا موقع ملے، درمیان میں پڑ کر امی کو اپنی جگہ سمجھائے اور بیوی کو اپنی جگہ سمجھائے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کو دو آنکھیں دی ہیں اور دو کان دیئے ہیں کہ ایک آنکھ سے اگر ماں کا عمل دیکھتا ہے تو دوسری آنکھ سے بیوی کا عمل دیکھے۔ ایک کان

سے اگر اپنی امی کی بات سنتا ہے تو دوسرے کان سے اپنی بیوی کی بات سنے۔ اور اللہ نے دونوں آنکھوں اور کانوں کے درمیان دماغ رکھا ہے۔ پھر اپنے دماغ سے سوچ کر فیصلہ کرے کہ دونوں میں سے اعتدال کا راستہ کونسا ہے۔ جب خاوند یہ ذمہ داری خود سنبھالے گا اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے کا موقع نہیں دے گا۔ علیحدہ علیحدہ ان دونوں کو سمجھا کے غیر جانبدارانہ فیصلہ کرے گا تو یقیناً گھر کی زندگی اچھی ہوگی۔ رب کریم گھر کے جھگڑوں اور لڑائیوں سے محفوظ فرمائے۔

گھر کے اندر پروقار رہیے

گھر کے اندر زندگی گزارتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ پروقار رہنا چاہیے۔ ایک غلط عادت خاوندوں میں یہ بھی دیکھی ہے کہ گھر کے اندر جب آتے ہیں تو کوئی ان کو نہ بیٹھنے اٹھنے کا طریقہ، نہ کپڑے پہننے کا طریقہ، گندے بنے پھریں گے اور سمجھیں گے کہ بیوی کو ہمارے لئے سنورنا چاہیے اور ہمیں تو بیوی کے لئے سنورنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے جسم سے پسینے کی بو آتی پھرے یا گندے کپڑے پہنے رہیں تو کوئی بات نہیں۔ کئی لوگوں کے منہ سے تو سگریٹ کی بو ایسے آتی ہے کہ دس فٹ کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے بندے کو نفرت آتی ہے۔ معلوم نہیں ان کی بیویاں ان کے ساتھ گھروں میں کیسے زندگی گزارتی ہوں گی۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے پروقار رہے۔

نبی علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی، سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گھر کے اندر داخل ہوتے تھے، پروقار طریقے سے داخل ہوتے تھے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ اہل

خانہ کو سلام کرتے تھے۔ اور روایت میں آیا ہے، ذمہ داری سے اس کی دلیل دے سکتا ہوں کہ نبی علیہ السلام گھر میں آکر سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ تو مسواک کرنے کا کیا مطلب، اپنے منہ کو صاف کرتے تھے تاکہ اگر باہر کچھ کھایا پیا بھی ہے تو اس کی منہ سے مہک چلی جائے۔ کئی خاوند تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے منہ سے مُردوں جیسی بو آرہی ہوتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں گھر کے اندر عزت کیوں نہیں ملتی۔ ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ شریعت نے ان کی تعلیم دی ہے۔ نبی علیہ السلام گھر تشریف لاتے تھے تو آتے ہی سب سے پہلے وضو فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہاتھوں کو صاف کیا، اپنے چہرے کو دھولیا، منہ کو دھولیا، اب انسان اگر کسی کے پاس بیٹھے گا بھی سہی تو ذرا چہرے کے اوپر بھی تازگی ہوگی اور منہ سے بھی بو نہیں آئے گی۔

تو یہ طریقے ہیں اچھی زندگی گزارنے کے۔ دیکھنے میں چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو طبیعتوں کے اندر نفرتیں آجاتی ہیں۔ لہٰذا ان کا خیال رکھیے۔ بیوی کے سامنے پروقار رہنے کی کوشش کیجیے۔ آج تو گھروں کے اندر پروقار رہنے والا سلسلہ خاوندوں نے بالکل ہی چھوڑ دیا۔ حکیم ترمذیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے سامنے ناک بھی صاف نہیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ جب ایک ناک صاف کررہا ہوتا ہے تو دوسرے کو عجیب سا لگتا ہے۔ وہ بیوی کے سامنے بھی ناک صاف نہیں کرتے تھے تاکہ اس کے دل کے اندر کوئی ملال نہ آئے۔ وہ تو اپنی بیویوں کے ساتھ اتنی محبت اور وقار سے رہتے تھے لیکن آج گھروں میں ان چیزوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

درگزر سے کام لینا چاہیے

مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں سے درگزر والا معاملہ کیا کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بتنگڑ نہ بنایا کریں بلکہ بیوی سے اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطیاں ہو جائیں تو معاف ہی کر دیا کریں۔ جب آپ اللہ کے لئے بیوی کو معاف کر دیں گے تو دیکھنا کہ اس میں برکت ہوگی۔ لیکن آج کل کے خاوند بات بات پر غصہ دکھاتے ہیں بلکہ مارنے پیٹنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ انہی باتوں کی وجہ سے پھر گھروں کے سکون غارت ہو جاتے ہیں۔

آج کل کے مرد اپنی مردانگی اس میں سمجھتے ہیں کہ عورت کو شیر کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے اور اسے نتھ ڈال کر رکھنا چاہیے۔ وہ اپنا کنٹرول اسی میں سمجھتے ہیں کہ بیوی روبوٹ کی طرح ان کی ہر بات مانتی چلی جائے اور آگے سے چوں چراں ذرا نہ کرے۔ بعض لوگوں کے اس قسم کے نظریات بھی ہوتے ہیں کہ عورت کی ایک دفعہ شروع میں ہی دھنائی کر دی جائے تو بعد میں وہ خود ہی ٹھیک رہتی ہے۔ تو یہ سب جہالت ہے۔ شریعت وسنت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ غلطیاں کوتاہیاں بھی انسان سے ہوتی ہیں اور ناز نخرہ کرنا، روٹھنا ماننا یہ بھی عورت کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر آپ اسے روبوٹ بنا کر رکھیں گے تو اس کی اصل شخصیت مسخ ہو کر رہ جائے گی۔

نبی علیہ السلام کا ازواج مطہرات سے رویہ

نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے زیادہ کامل وکامیاب زندگی کس کی ہو سکتی ہے۔ آپ کی ذات ایسی کہ مقدس ومحترم کہ اگر آپ کے سامنے کوئی اونچی آواز میں بولے تو اعمال ضائع ہو جانے کی وعید سنائی گئی۔ لیکن ذرا ان کی سیرت کا

مطالعہ کریں، پتہ چلے گا کہ ازواج مطہرات آپ سے بھی ناز کیا کرتی تھیں۔ کبھی روٹھ بھی جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، جب تو ناراض ہوتی ہے مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا کہ جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے **و رب ابراھیم** ابراہیم کے رب کی قسم اور جب خوش ہوتی ہے تو کہتی **و رب محمد** محمد ﷺ کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور فرمایا آپ نے بالکل صحیح کہا۔ اس طرح کے اور بھی کتنے واقعات ہیں۔

تو دیکھیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا نرم رویہ تھا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ بیوی ہمارے آگے آہ بھی نہ بھرے۔ تو یہ خلاف فطرت ہے خلاف سنت ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا وَ يَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْباً وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا (روح المعانی: ج۵،ص۱۴)

[کریم لوگوں پر یہ غالب آجاتی ہیں اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کریم بنوں اگرچہ مغلوب ہو جاؤں لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ بداخلاق بنوں اور ان پر غالب رہوں]

تو فرمایا کہ عورتوں کی فطرت یہ ہے کہ **يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا** یہ نرم مزاج مردوں پر غالب آجاتی ہیں۔ یعنی وہ مرد جوان پر غصہ نہ کھائے ان کو ڈانٹے نہیں ان کی بات ماننے والا اور ان کا ناز نخرہ برداشت کرنے والا ہو۔ تو یہ ایسے مرد پر غالب رہتی ہیں۔ **وَ يَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ** اور سخت گیر لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں۔ جیسے بعض ہوتے ہیں ذرا کوئی خلاف مزاج بات ہوئی چڑھائی کر دی۔ ایسا کھینچ کر رکھتے ہیں

کہ عورت کو جرأت نہیں ہوتی کوئی بات کرنے کی۔ تو ایسا مرد ان پر غالب آ جاتا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ نے کیا فرمایا فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں کریم بنوں اگرچہ کہ مغلوب رہوں لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ سخت گیر اور بداخلاق بن کر ان پر غالب رہوں۔

معاف کر دینے کا نتیجہ

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر وثواب ملتا ہے تو آپ بھی بیوی کی ناگوار باتوں پر صبر کرلیا کریں۔

مشہور واقعہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوئی۔ کوئی بڑا گناہ تھا اگر معاف کر دیتا تو بھی ٹھیک تھا اور سزا کے طور پر طلاق دے دیتا پھر بھی ٹھیک تھا۔ اس نے کہا، کوئی بات نہیں غلطی کر بیٹھی ہے اور اب اس کو احساس ندامت ہے، چلو اللہ کے لئے اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ جب وہ آدمی فوت ہوا کسی نے دیکھا کہ جنت میں ہے۔ پوچھنے لگا، کیسے جنت میں ہو۔ کہنے لگا میں نے بیوی کی غلطی کو اس لئے معاف کیا تھا کہ اللہ کی بندی ہے غلطی کر بیٹھی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے میری ایک بندی کو میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا۔ آج میں تمہیں اپنا بندہ سمجھ کے معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کتاب لیے بغیر مجھے جنت عطا فرما دی۔ تو جب انسان خود معاف کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔

صبر ہو تو ایسا

ایک بزرگ تھے انہوں نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ بہت تنگ تھے مجبور ہو کر انہوں نے ایسا قدم اٹھالیا۔ ایک آدمی ملنے کے لئے آیا۔ اس نے کہا کہ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی آخر وجہ کیا بنی؟ انہوں نے آگے سے کوئی بات نہیں کی۔ بس اتنا کہا، ارے میاں! جب وہ میری بیوی تھی، میں نے اس وقت اس کی غیبت کبھی نہیں کی تھی، اب تو اجنبیہ بن گئی اب میں اس کی غیبت کیسے کر سکتا ہوں۔ تو سوچئے ہمارے مشائخ تو اپنے بیویوں کی غیبت سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے۔ اور بیویاں اپنے خاوندوں کی غیبت کرنے سے بھی پرہیز کیا کرتی تھیں۔

صبر کی برکات

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ بڑے بڑے جید علماء اور اولیاء ان سے بیعت تھے۔ حتیٰ کہ وقت کے بادشاہ ان سے ملنے کیلئے آیا کرتے تھے اور ان کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ یہ بڑے نازک مزج تھے اور کوئی کجی یا ٹیڑھ ان سے طبعاً برداشت نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ ان کے سر میں درد ہونے لگتا۔ ان کا ایک قصہ مشہور ہے کہ بادشاہ وقت ان سے ملنے کیلئے آیا۔ اسے پیاس لگی تو حضرت کے کمرے میں پڑے ہوئے گھڑے سے اس نے اٹھ کر پانی پیا، پانی پینے کے بعد اس گھڑے کو ڈھانپنے کیلئے اس پر پیالہ ذرا ٹیڑھا رکھ دیا۔ تھوڑا دیر بعد بادشاہ نے جانے کیلئے اجازت چاہی اور پوچھا کہ حضرت آپ کی خدمت کیلئے کوئی خادم بھیج دوں۔ آپ نے فرمایا تم رہنے دو، تم نے گھڑے پر پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا جس کی وجہ سے اب تک میرے سر میں درد ہو رہا ہے

تیرا خادم پتہ نہیں میرا کیا حال کر جائے گا۔

یہ اتنے نازک مزاج تھے لیکن اللہ کی شان ان کی بیوی مزاج کی بڑی تیز اور بات بات پر جھگڑا لڑنے والی خاتون تھی۔ لیکن حضرت باوجود اتنے نازک مزاج ہونے کے اس کی باتوں کو برداشت کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت کا ایک شاگرد آپ کے کسی کام سے گھر گیا تو اس نے اس کے سامنے بھی حضرت کو صلواتیں سنانی شروع کر دیں۔ وہ طالب علم واپس آیا تو حضرت کو ساری بات بتائی اور پوچھا کہ آپ نے ایسی عورت کو گھر میں رکھا ہوا کیسے ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو! گھر والی کی انہیں باتوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ولایت میں یہ مقام عطا کیا ہے۔

عورت کی فطرت ٹیڑھی ہے

دراصل عورت کی فطرت میں ہی ٹیڑھ پن موجود ہے۔ وہ عقلاً بھی ناقص ہے اور جسمانی طور پر بھی کمزور ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ہر کمزور بندہ جھگڑا زیادہ کیا کرتا ہے۔ کسی مریض کو دیکھ لیں اس میں مرض آنے کے بعد اس میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں کمزوری ہوتی ہے۔ اسی طرح بچوں کو دیکھ لیں کہ کتنی ضد کرتے ہیں۔ مردوں میں بھی جو کمزور مرد ہوتے ہیں وہ جلدی غصہ کھا جاتے ہیں یہ فطری چیز ہے۔ یہی حال عورت کا بھی ہے۔ چنانچہ اپنی اس فطرت کی وجہ سے اگر کسی وقت اس سے کوئی حماقت سرزد ہو جاتی ہے تو یہ خلاف توقع نہیں آپ کی مردانگی اور بڑائی تو اس میں ہے کہ آپ برداشت کریں۔ اس کی خوبیوں سے فائدہ اٹھانے کیلئے اس کی کوتاہیوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَ اِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ

وَ فِيهَا عِوَجٌ (بخاری)

[عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو یونہی فائدہ اٹھالو کہ اس میں ٹیڑھ بھی موجود ہے]

چونکہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی اس لئے اس کی فطرت ٹیڑھی ہے۔ تو جس طرح ہم اپنے جسم کی ٹیڑھی پسلیوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ کوئی ان کو سیدھا تھوڑی کرتے ہیں بلکہ اگر سیدھا کریں گے بھی تو ٹوٹ جائیں گی اور ہم ان کے فائدے سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ اسی طرح عورت کے ٹیڑھ پن کے ساتھ بھی اچھی زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ مرد کے اندر تحمل اور برداشت ہو۔ ہر بات پر ان کو تیر کی طرح سیدھا کرنے کی کوشش فضول ہے بلکہ یہ نقصان دہ بھی ہوسکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعلیم

ایک صحابی اپنی بیوی کی کسی بات کی وجہ سے بڑے تنگ تھے...... کیونکہ یہ عام طور پر زبان کی تیز ہوتی ہیں۔ مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں ہوتے عورتوں کی زبان قابو میں نہیں ہوتی۔ اور یہی چیزیں جھگڑے کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ عورتیں کچھ زبان تیز ہونے کی وجہ سے کبھی ایسی جلی کٹی سنا بیٹھتی ہیں کہ خاوند کو بڑا غصہ آتا ہے۔ بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے...... وہ صحابی سوچنے لگے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو اس عورت کو ذرا سبق سکھایا جائے۔ سوچا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتا ہوں۔ وہ ذرا جلالی طبیعت کے ہیں، ان سے جا کر میں بات کرتا ہوں کہ وہ ذرا میری بیوی کی طبیعت سیٹ کرنے کا طریقہ بتائیں گے۔ چنانچہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ان سے پردے میں بات کر رہی ہیں۔ مگر بات کرتے ہوئے ذرا ان کا لہجہ اونچا

ہے اور وہ تیزی سے بات کر رہی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا تسلی کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کی بات سن رہے ہیں۔ جب اس صحابی نے دیکھا کہ میں تو اس مقصد کے حل کیلئے یہاں آیا تھا۔ یہاں تو پہلے ہی آگے سے باتیں سنی جارہی ہیں۔ تو مجھے امیر المومنین کیا حل بتائیں گے۔ وہ واپس آنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بھئی واپس کیوں جا رہے ہو؟ عرض کیا، حضرت! جس کام کے لئے آیا تھا وہی کام یہاں ہوتے دیکھا تو میں نے سوچا میں واپس ہی جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور بلا کر کہا کہ دیکھو کہ یہ میری بیوی بھی ہے کہ میری ہر جنسی ضرورت پورا کرتی ہے، میرے لئے باعث سکون ہے اور میرے لئے باورچن بھی ہے، گھر میں سارا دن میرے لئے کھانے دانے پکانے میں لگی ہوتی ہے، میرے لئے دھوبن بھی ہے، میرے کپڑوں کو بھی صاف کرتی ہے، میرے گھر کی صفائی کرنے والی بھی ہے۔ جب یہ گھر کی بھنگن بھی بن جاتی ہے، باورچن بھی بن جاتی ہے، دھوبن بھی بن جاتی ہے، اتنی قربانیاں میرے لئے کر رہی ہے، کیا اس کی بات میں تحمل مزاجی سے سن نہیں سکتا، اس کی غلطیوں کا معاف نہیں کر سکتا۔ وہ صحابی کہنے لگے، حضرت! آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔ جب میری بیوی میری خاطر اتنی قربانیاں کر رہی ہے تو میں بھی اس کی بات کو تحمل مزاجی سے سننے کی عادت ڈالوں گا۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ گھر کے روز روز کے جھگڑوں سے بچیں۔

دس حماقتیں

ایک اور بات ذرا توجہ سے سنیئے۔ بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ دس حماقتیں ہیں۔ بندے کو ان حماقتوں سے بچ جانا چاہیے۔ دس باتیں بے وقوفی کی نشانیاں ہیں۔ ان بے وقوفیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اگر گھر اچھا اور آباد کرنا

ہے۔

(۱)...... سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک بندہ نیکی تو نہ کرے مگر جنت کی امید رکھے۔ توجہ فرمایئے، کیا فرماتے تھے؟ کہ ایک آدمی نیکی تو کرے نہیں اور جنت کی امید رکھے۔ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۲)...... دوسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی خود بے وفا ہو اور دوسروں سے وفا کی امید رکھے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفوں کی نشانی ہے۔

(۳)...... تیسری بات۔ ایک آدمی کی طبیعت میں سستی ہو اور وہ چاہے کہ میری خواہشیں پوری ہو جائیں۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ سست آدمی کی خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ فرماتے تھے کہ بندے کی طبیعت میں سستی ہو اور دل میں امید رکھے کہ میری خواہشات اور میرے Objective پورے ہو جائیں گے تو یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۴)...... چوتھی بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اپنے بڑوں کی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ چھوٹے میری فرمانبرداری کریں گے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب ہم نے اپنے بڑوں کی فرمانبرداری نہ کی تو چھوٹے ہماری فرمانبرداری کیسے کریں گے۔

(۵)...... پھر پانچویں بات فرمایا کرتے تھے کہ بیماری کے اندر بد پرہیزی کرے اور پھر شفا کی امید رکھے۔ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ شوگر کے مریض ہیں۔ میٹھا کھانے سے بچتے نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جی Complications (پیچیدگیاں) بڑھتی جا رہی ہیں۔ وہ تو ہوں گی ہی سہی، بچنا پڑے گا۔ اس لئے بد پرہیزی نہیں کرنی چاہیے۔ تو جو آدمی بیماری میں بد پرہیزی کرے اور شفا کی امید

رکھے۔فرماتے تھے کہ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔
(۶)......چھٹی بات فرماتے تھے کہ جو آدمی اپنی آمد سے زیادہ خرچ کرے اور خوشحالی کی امید رکھے یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔اور کئی مرتبہ عورتیں ایسی غلطی کرگزرتی ہیں۔جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلانے چاہئیں۔اگر خاوند کی ایک حد تک آمدنی ہے تو پھر اپنے خرچوں کو بھی اتنا رکھیں۔اگر خرچے زیادہ کرلیں گی تو پھر جھگڑے ہوں گے۔
(۷)......ساتویں بات فرماتے تھے کہ مشکل وقت میں بندہ لوگوں کی مدد نہ کرے اور امید رکھے کہ میرے مشکل وقت میں لوگ میری مدد کریں گے۔ یہ بھی بے وقوفوں کی علامت ہے۔
(۸)......آٹھویں بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی دوسرے کو راز بتا کر یہ کہہ دینا کہ آگے نہ بتا دینا۔آگے نہ بتانے کی امید رکھنا، یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔اور عام طور پر یہ بات زیادہ دیکھی گئی کہ عورتیں ایسی باتیں جو دوسروں کو نہیں بتانا چاہتیں۔وہ کسی کو بتاتی ہیں پھر اس کو کہتی ہیں کہ اچھا میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے نہ بتانا۔وہ کہتی ہے بہت اچھا، پھر وہ آگے کسی کو بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے نہ بتانا۔آگے نہ بتانے کی امید پر یہ راز اوپن سیکرٹ (کھلا ہوا راز) بن جاتا ہے۔ Top of the town بنا ہوا ہوتا ہے۔اور عورتیں اس عادت میں اکثر ملوث دیکھی گئیں۔دل میں بات رکھ نہیں سکتیں۔ذرا سی بات میں اپنا سب کچھ بتا دیں گی۔جو پیٹ میں لیے پھریں گی وہ بھی بتا دیں گی۔لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ راز راز ہوتا ہے۔ المجالس بالامانة ۔''مجالس کے اندر جو باتیں ہوتی ہیں وہ امانت ہوتی ہیں''۔اگر دوسرے بندے نے اس کو پسند نہیں کیا تو یہ باتیں دوسرے کے سامنے نہیں کہنی چاہیں۔مگر وہ باتیں جو شریعت کی

حدود کے اندر ہوں۔ باہر کی بات کبھی سوچے بھی نہیں۔ لہٰذا ایک بندہ دوسرے کو راز بتا دے اور امید رکھے کہ یہ آگے راز نہیں بتائے گا۔ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۹)......نوویں بات فرمایا کرتے تھے کہ دو چار دفعہ گناہ کر کے پھر اسے چھوڑنے کی امید رکھنا یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ اور نوجوان ایسے ہی کرتے ہیں۔ دل کہتا ہے کہ اچھا یہ گناہ ایک دفعہ کر لیتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا۔ تو جب یہ امید بن گئی کہ دو چار دفعہ گناہ کر کے پھر چھوڑ دیں گے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ گناہ جب کر لیا جائے تو عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے دو چار دفعہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ تو یہ نو باتیں بے وقوفی کی علامت ہیں۔

(۱۰)......آپ سوچ سکتے ہیں کہ دسویں بات جس کو ہمارے بزرگوں نے بے وقوفی کی علامت کہا وہ بھلا کیا ہو سکتی ہے۔ ذرا اپنے ذہن میں سوچیے تو سہی مگر بتا دیتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جو خاوند بیوی سے روزانہ جھگڑا کرے اور پھر سکون سے رہنے کی امید رکھے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے۔

روز کے لڑائی جھگڑے سے بچیں

صرف دسویں بات کے لئے نو باتیں آپ کو بتانی پڑ گئیں۔ اللہ کرے کہ دسویں بات خانے میں بیٹھ جائے۔ لہٰذا جو خاوند روز گھر کے اندر بیوی سے لڑتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے۔ پھر وہ امید رکھے کہ میرے گھر کے اندر خوشیوں بھری زندگی ہو گی۔ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیں کہ بیوی کوئی بکری نہیں ہوتی کہ جو جنگل سے آئی اور ہم نے پکڑ کے اس کے گلے میں رسی ڈال لی۔ وہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے، اس کی ماں نے اسے آزاد جنا تھا...... ہم نے خود جا کر اس کو مانگا...... اس کو عزتوں سے گھر لا کر بٹھایا...... اس کی ایک عزت نفس

ہے، اس کے حقوق ہیں۔ لہٰذا اس کے حقوق کو پورا کرنا چاہیے۔ جب کلمہ پڑھا تو پوری شریعت پر عمل کرنا انسان پر لازم ہوگیا۔ اسی طرح جب نکاح میں قبلت کا لفظ کہا تو بیوی کی سب ذمہ داریاں مرد کے سر پر آپڑیں۔ ان کو نبھانا چاہیے۔ مرد بن کر نبھانا چاہیے۔

بنیادی مقصد یہ ہے کہ خاوند گھروں کے اندر محبتوں اور پیار بھری زندگی گزاریں تاکہ گھروں کے اندر الفتیں اور محبتیں ہوں...... بچوں کی تربیت اچھی ہو...... میاں بیوی خوشیوں بھری زندگی گزاریں...... یہ گھر جنت کے گھر کا نمونہ سا بن جائے...... چھوٹا سا گلشن بن جائے...... پھول ہی پھول ہوں۔ جب میاں بیوی پرسکون ہوں گے تبھی تو اولاد کی تربیت کرسکیں گے۔ اور اگر آپس میں جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں تو اولاد کی تربیت کون کرے گا۔

اپنی ضرورت حلال طریقے سے پوری کرے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ کسی مرد کی نظر اتفاقاً کسی غیر عورت پر پڑ گئی جو اسے اچھی لگی تو اس کو چاہیے کہ گھر آ کر اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارے، جو کچھ باہر والی عورت کے پاس ہے وہی کچھ گھر میں بیوی کے پاس ہے۔ لہٰذا اللہ کے حکموں کی نافرمانی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان کی ضرورت کے لئے اللہ نے بیوی بنادی۔ بیوی کے لئے خاوند بنادیا۔ لہٰذا حلال طریقے سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرلے اور حرام کی طرف نہ جائیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ شیطان گناہ کروانے کے لئے چیزوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے دیکھا کہ گھر میں چاند جیسی بیوی انتظار میں بیٹھی ہوتی ہے اور باہر کی بے ہودہ قسم کی شکل والی لڑکی کی طرف خاوند للچائی نظروں کے ساتھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یہ فقط شیطانیت

ہے۔اور کوئی چیز نہیں۔

جب آپ محسوس کریں کہ جائز طریقے کی بجائے حرام کی طرف دل زیادہ مائل ہوتا ہے تو فورا دیکھیں کہ میرے کھانے میں کوئی ملاوٹ تو نہیں، میرے عمل میں کوئی کوتاہی تو نہیں کہ جس وجہ سے میرا دل حرام کی طرف کھنچ رہا ہے۔حلال کھانے کی یہ برکت ہوتی ہے کہ انسان حلال کام کرنے کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے۔لہٰذا اللہ رب العزت سے دعائیں بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ گھروں میں نیکی اور دینداری کی زندگی عطا فرمادے۔

بیویوں کو کچھ ذاتی خرچ دے دینا چاہیے

ایک بات اور ذہن میں رکھئے۔شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ خاوند اپنے اخراجات جیسے مرضی کرے مگر بیوی کے لئے کچھ ذاتی خرچہ متعین کر دینا چاہیے۔دیکھیں کہ اس نے اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو آپ کے حوالے کر دیا، آپ کے لئے وقف کر دیا۔وہ خود تو کچھ کماتی نہیں، اس کی جملہ ضروریات آپ کے ذمے ہیں۔بحیثیت انسان اس کا بھی کہیں خرچ کرنے کو دل کرتا ہے۔اپنی مرضی کی کوئی چیز خریدنے کا، اپنے والدین یا عزیز و اقارب کو کچھ دینے کا یا کچھ صدقہ خیرات کرنے کا۔تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ خاوند کو بیوی کا ہر مہینے کا کچھ ذاتی خرچ متعین کر دینا چاہیے۔وہ ہر مہینے اپنی بیوی کو دے کر بھول جائے اس کا حساب اس سے نہ مانگے، اب عورت کا اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اپنے کپڑے اور جوتوں پر اس کو خرچ کرے اور اگر چاہے تو اپنے بچوں پر اس کو خرچ کرے، یا چاہے تو غرباء پر اس کو خرچ کرے۔اس لئے کہ عورت کا بھی تو دل ہے کہ میں اللہ کے راستے میں اس کو خرچ کروں، ممکن ہے کہ وہ کسی غریب عورت کی امداد کرنا چاہتی ہو، کوئی دکھی

عورت اس کے علم میں ہو وہ اس عورت کو کچھ دینا چاہتی ہو یا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا چاہتی ہو۔تو عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے پیسے جو جیب خرچ کے ہیں ان کو اپنی مرضی سے خرچ کرے۔آج کل چونکہ جیب خرچ متعین نہیں کیا جاتا، لہٰذا گھر کے خرچے کو عورتیں جیب خرچ ہی سمجھ لیتی ہیں، پھر خاوند جھگڑے کرتے ہیں کہ تم نے یہ پیسے کدھر کیے، یہ کدھر کیے، تو بہتر ہے کہ ہم اپنی زندگی کو شریعت وسنت کے مطابق گزاریں۔

شریعت یہ نہیں کہتی کہ خاوند پر اتنا بوجھ ڈال دے کہ اٹھا نہ سکے ہاں جتنا جیب خرچ آسانی سے دے سکتا ہے اتنا خرچ متعین کر دے۔ممکن ہے کہ وہ اپنے جسم کے لئے، کپڑوں کے لئے کچھ چیزیں خریدنا چاہے تو اس کو چھوٹی چھوٹی باتوں میں خاوند کی منتیں تو نہ کرنی پڑیں، اس لئے شریعت نے عورت کی عزت کا خیال رکھا کہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے ہر وقت شوہر کی محتاج نہ رہے، فقیروں کی طرح ہاتھ نہ پھیلاتی رہے۔

بیویوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی سفارش

خاوند حضرات ذرا ایک بات توجہ سے سنیں کہ جب کسی بندے کی کوئی سفارش کرے اور سفارش کرنے والا بھی قریبی ہو تو پھر بندہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ہم نے دیکھا کہ سفارش ماں کر دے تو بچہ مان لیتا ہے، بہن کر دے تو بچہ مان لیتا ہے۔اب سوچیے کہ کسی کا والد اس کی سفارش کر دے کہ بیٹا بات مان لو وہ مان لیتا ہے۔اچھا ذرا اور سوچیے اگر کسی کے پیر و مرشد اس کی سفارش کریں کہ یہ بات ایسے کر لو اور بات بھی اتنی بڑی نہ ہو۔تو بندہ یقیناً بات مان لے گا کہ اب انہوں نے سفارش کر دی۔اب ذرا اور سنئے، اگر کسی کو موقع ملے بالفرض خواب میں نبی

اکرم ﷺ کسی کی سفارش فرمادیں۔ تو یقیناً وہ اس بات کا خیال کرے گا کہ میرے آقا نے فرمادیا تو میں اس پر عمل کرلوں۔ ارے نہیں، اس سے بھی بڑی بات کرنی ہے اور آج آپ کو سمجھانی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں سفارش کی۔ کن کی سفارش کی؟ عورتوں کی سفارش کی۔ اس لئے کہ عورتیں تو خاوند کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہیں۔ پروردگار نے کمزور کی سائیڈ لی۔ کمزور کا خیال رکھا۔ وہ پروردگار کمزوروں کا اتنا خیال کرنے والا ہے۔ پروردگار نے قرآن پاک کی آیت میں فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ . (النساء:۱۹)

[اے خاوندو! تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے انداز سے زندگی گزارو۔]

تمام مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ ان دو لفظوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خاوند کو بیوی کی سفارش کی کہ اے خاوند! تو اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گزار۔ لہٰذا مفسرین نے لکھا کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی سفارش کا لحاظ رکھے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں نہیں ڈالیں گے۔ فرمائیں گے، میرے بندے! میں نے سفارش کی تھی تو نے اس کا لحاظ رکھا، چل میں تیرا حساب نہیں لیتا اور آج تجھے میں جنت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی سفارش کا دنیا میں خیال نہیں رکھے گا اور پھر جب اللہ کے پاس پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا تو نے میری سفارش نہیں مانی تھی۔ اب ذرا میں تیرا حساب کتاب ٹھیک طرح سے لیتا ہوں۔ چنانچہ خاوند پکڑا جکڑا ہوا ہوگا، زنجیریں بندھی ہوئی ہوں گی اور ایک ایک بات کا حساب دینا پڑ جائے گا۔ سوچیے تو سہی پھر انسان کا کیا بنے گا۔ لہٰذا دل چاہتا ہے کہ بیڈروم کے اندر یا انسان گھر میں جہاں داخل ہوتا ہے، سامنے قرآن مجید کے ان دو لفظوں کو موٹا کر کے لکھوا دینا چاہیے اور فریم میں سجوا دینا

چاہیے. وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

وَعَاشِرُوْ هُنَّ . یہ معاشرت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ اچھی معاشرت رکھو۔ اچھی معاشرت کہتے ہیں درگزر کے ساتھ معاملہ کرنا۔ پیار ومحبت کے ساتھ کسی کو اپنے پاس رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سفارش فرمائی۔ بیویوں کی جانب داری فرماتے ہوئے۔ اے خاوندو! وَعَاشِرُوْهُنَّ تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی سفارش کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے اور اپنی بیویوں کے ساتھ الفت ومحبت کی زندگی گزارنی چاہیے۔

بیویوں کیلئے نبی اکرم ﷺ کی سفارش

اللہ تعالیٰ کی سفارش اپنی جگہ، نبی علیہ السلام نے بھی اپنے آخری وقت میں جب دنیا سے پردہ فرمارہے تھے، سفارش فرمائی، وصیت فرمائی۔ سنا ہے وصیت پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لوگوں کے لئے واجب ہوجاتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے وصیت فرمائی۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کی آواز کم ہوگئی تھی تو میں نے اپنے کان آپ ﷺ کے منہ مبارک کے قریب کر دیئے۔ تو میں نے سنا نبی علیہ السلام اس وقت فرمارہے تھے، اپنی امت کو آخری وصیت کررہے تھے۔ فرمایا . التوحید التوحید. توحید پہ جمے رہنا اور دوسری بات فرمائی،

وما ملکت ایمانکم.

اپنی بیوی اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

جیسے کوئی بیان کرنے والا تقریر کرنے کے بعد اپنا آخری مدعا بتادیتا ہے، نچوڑ بتادیتا ہے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے بھی ساری زندگی کی تعلیمات کا نچوڑ اپنے

آخری لمحے میں اپنی امت کو پہنچا دیا اور وہ نچوڑ کیا تھا کہ توحید پر پکے رہنا۔ اور بیوی اور ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ یہ نبی علیہ السلام کی وصیت ہے۔ لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ ذرا ہوش کے کانوں سے سنیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی سفارش فرمائی وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور نبی علیہ السلام نے بھی وصیت فرمائی. وما ملکت ایمانکم . لہٰذا چاہیے کہ نبی علیہ السلام کی وصیت پر بھی عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کی سفارش پر بھی عمل کریں اور گھروں کے اندر ہم نیکی والی زندگی گزاریں۔ پھر دیکھیں اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں۔

حضرت مرشد عالمؒ کا عمل

ہمارے پیرومرشد حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے۔ فرمانے لگے کہ میں وضو کر رہا تھا۔ بیوی پانی ڈال رہی تھی۔ وضو کرنے میں میری مدد کر رہی تھی۔ ایک مرتبہ پانی ڈالنے میں اس سے ذرا سی کوئی کوتاہی ہوئی کہ اس کی توجہ کہیں اور تھی تو میں نے اسے ڈانٹ دیا۔ وہ خاموش ہوگئی، صبر کر لیا۔ آگے سے ایک لفظ غصے میں نہیں بولا۔ میں وضو کر کے جب مسجد میں نماز کے لئے چلا، راستے میں یہ آیت میرے دل میں آئی کہ اللہ تعالیٰ تو سفارش کرتے ہیں . وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ . اور میرا یہ حال ہے کہ بیوی نے پانی ڈالنے میں تھوڑی سی دیر کر دی تو میں نے اس کو جھڑکی دے دی۔ میں نے بیوی کا دل توڑا، وہ تو صابرہ شاکرہ ہے، آگے سے ایک لفظ نہیں بولی مگر میں نے تو جھڑکی دے کر دل توڑا۔ اب میں بیوی کی دل آزاری کر کے رب کی نماز پڑھنے جا رہا ہوں تو وہ میری نمازیں کیسے قبول کرے گا۔ میں کیسے امامت کے مصلے پر کھڑا ہوں گا۔ فرماتے ہیں جماعت ہونے میں وقت قریب تھا۔ میں نے کہا، میں آ کے نماز پڑھاتا ہوں، انتظار کرو۔ پھر واپس گئے اور جا کر

اپنی بیوی سے معافی مانگی کہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ معمولی سی بات پر میں نے ڈانٹ پلا دی۔ بیوی تو پہلے ہی معاف کر چکی تھی۔ اس نے مسکرا کے کہا میں تو اس بات کو بھول ہی گئی تھی، میں نے معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسجد میں آیا تب امامت کے مصلے پر قدم رکھا کہ اب میری عبادت اللہ کے ہاں قبول ہو گی۔ سوچیے ہمارے مشائخ تو گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ ایسی پیار والی محبت والی، درگزر والی زندگی گزارتے تھے۔ آج ہم حافظ بھی ہیں قاری بھی ہیں، صوفی بھی ہیں، دیندار بھی کہلاتے ہیں، مگر گھروں کے اندر ایسی زندگی گزارتے ہیں کہ گھر کو رہنے والوں کے لئے جہنم بنا رکھا ہے۔ پتہ نہیں قیامت کے دن ہماری بخشش کیسے ہو گی۔ پروردگار ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ جو غلطیاں کر چکے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔

مکافاتِ عمل

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آج تک ہم نے جو غلطیاں کی ہیں اور اپنی بیوی کا دل دکھایا ہے، اس کا ازالہ کریں۔ اس کی مکافات یہ ہے کہ اب اس کو پہلے سے زیادہ پیار دیں۔ جتنا حق ہے اس سے زیادہ پیار دیں تا کہ وہ خوش ہو کر دعائیں دے۔ دیکھئے ایک اصول بتا دیتا ہوں کہ جب بیوی کو گھر کے اندر شریعت کی زندگی ملتی ہے تو وہ اپنے خاوند کی اتنی معتقد بن جاتی ہے کہ جیسے کافر لوگ اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ وہ بیوی تو اپنے خاوند کی پوجا کرتی ہے۔ یہ لفظ میں کہنا نہیں چاہتا تھا مگر سمجھانے کیلئے کہا۔ تو بیوی کو جب گھر میں محبت ملتی ہے اور پیار ملتا ہے تو وہ تو پھر خاوند کو اس طرح عزتیں دیتی ہے۔ لہٰذا توجہ فرمائیں کہ نبی علیہ السلام نے جب نبوت کا دعویٰ کیا سب سے پہلے ایمان کون لائی، وہ آپ کی بیوی صاحبہ تھی، جو آپ کے اخلاق سے اتنی متاثر تھی، آپ کے گھر کی زندگی سے اتنی مطمئن تھی کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو سب سے پہلے اس کو بیوی نے تسلیم کیا، اب آپ سوچئے کہ

اگر آپ کی زندگی سنت کے مطابق ہوگی تو گھر میں آپ کی بیوی بھی آپ کی شاگردہ بن کے رہے گی، مریدہ بن کے رہے گی۔ اگر مریدہ بن کے نہیں رہ رہی تو اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں سنتوں والی زندگی میں کوئی کمی ہے۔ تبھی تو بیوی کے دل میں عقیدت اور محبت نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو سنت کے مطابق بنائیں۔ ہماری زندگی سنت کے مطابق بن جائے گی تو ہماری بیوی بیوی بھی ہوگی اور مریدہ بھی بن جائے گی اور اتنی والہانہ محبت اور عقیدت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر خاوند کو سنتوں بھری زندگی عطا فرمادے تاکہ گھر میں بیوی بھی ہو، مریدہ بھی ہو۔ یہ بات تو نور علیٰ نور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ گھر کی زندگی پرسکون بنادیتے ہیں۔ رب کریم ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمالے اور ہمیں آئندہ نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمادے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ○

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْءَ ةُ الصَّالِحَةُ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

عورت کی زندگی کے تین پہلو

اللہ رب العزت نے فطری طور پر عورت میں فرمانبرداری، محبت اور شفقت کا

جذبہ رکھا ہے۔ اور اس کو زندگی میں تین طرح کا انداز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً والد، بھائی اور خاوند کے سامنے فرمانبرداری کا...... والدہ بہن اور دوسری عورتوں کے ساتھ محبت کا...... اور اولاد کے ساتھ شفقت کا...... تو چونکہ اس کی زندگی کے تین رخ ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اس عورت کے اندر یہ تینوں جذبے رکھ دیئے۔ فرمانبردار یہ اتنی ہوتی ہے کہ یہ اپنے والد کی فرمانبرداری کرتی ہے اور جس دن والد کی وفات ہوتی ہے، بھائی کی فرمانبرداری شروع کر دیتی ہے۔ اپنے سے عمر میں چھوٹا بھی ہو تو بھی اس کی بات مانتی ہے۔ اس کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتی ہے۔ شفقت کا جذبہ ایسا کہ دوسرے کا بچہ بھی رو پڑے تو دل کو کچھ ہوتا ہے۔ عورت کسی بچے کا رونا برداشت کر ہی نہیں سکتی۔

اچھی بیوی کی چار صفات

دینِ اسلام کی نظر میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کے اندر چار صفات ہوں۔

پہلی صفت

پہلی صفت تو یہ کہ وہ دین کے معاملے میں خاوند کی مددگار ہو۔ مثلاً خاوند بچوں کی نیک تربیت چاہتا ہے۔ بچوں کو دین پڑھانا چاہتا ہے۔ دین کی کوئی بھی نیت بندے کے اندر ہے تو یہ بیوی اس کی وزیر اور مشیر بن کر کام کرے **Guide lines** (رہنمائی) خاوند کی ہوں گی اور یہ عورت اس کی معاون بن کے کام کرے گی۔

دوسری صفت

دوسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دیکھنے سے دل خوش ہو جائے۔ ذہن میں رکھنا کہ خوبصورت بیوی کو دیکھنے سے آنکھیں

خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت بیوی کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ اس لئے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کی بیویاں رشکِ قمر ہوتی ہیں، چاند جیسی خوبصورت ہوتی ہیں مگر ضد بازی ہوتی ہے۔ ہر وقت ان کے ساتھ جھگڑا فساد کرتی ہیں۔ خاوند ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ نبی علیہ السلام کی بات میں گہرائی دیکھئے۔ حسن دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی دوسری صفت یہ کہ اس کو دیکھنے سے دل خوش ہو۔ جو خدمت زیادہ کرے، جو وفادار زیادہ ہو، جو بات مانے، جس میں نیکی زیادہ ہو۔ اس کے چہرے پر نظر پڑے تو انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔ تو گویا بیوی کے اندر دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ایسی نیکوکار، پرہیزگار اور خدمت گزار ہو کہ خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔

تیسری صفت

تیسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بیوی میں یہ صفت ہونی چاہیے کہ اپنے میاں کی بات مانتی ہو۔ گھر کا نظام چلانے کے لئے رب کریم نے مرد کو امیر بنا دیا۔ آج چھوٹے چھوٹے پراجیکٹ ہوتے ہیں کسی نہ کسی کو انکا انچارج بنا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر کسی کام کا کوئی بھی انچارج نہ ہو تو پھر بھی انچارج بن جاتے ہیں۔ فیکٹریاں بناتے ہیں تو اس میں بھی ایک منیجر ہوتا ہے جو سب کو کوارڈینیٹ (مربوط) کرتا ہے۔ ہر کام پر نظر رکھتا ہے اور کاروبار کو منظم انداز میں چلاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی چھوٹے سے گھرانے میں منیجر بنا دیا، امیر بنا دیا اور یہ ذمہ داری اللہ نے مرد کو عطا کر دی۔

عورت کو امیر نہ بنانے میں دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ امیر بنتی تو باہر کے کاموں کو کیسے سمیٹ پاتی اور دوسرا یہ کہ طبعاً عورت نرم مزاج ہوتی ہے۔ جلدی متاثر ہو جاتی ہے، جذبات میں جلدی آ جاتی ہے، لہٰذا اس کے فیصلے بڑے جلدی

ہوتے ہیں۔ اگر طلاق کا حق کبھی عورت کو دے دیا جائے تو مرد تو زندگی میں تین طلاقیں دیتا ہے، یہ ایک دن میں تین سو طلاقیں دے کر دکھا دے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو امیر بنایا۔ اور فرمایا۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ.

کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا امیر بنا دیا

یعنی وہ ان کے گھر کی زندگی کے قوام کا سبب ہیں۔ ان کے امیر ہیں۔ تو جب پروردگار نے فیصلہ فرما دیا۔ اب جھگڑے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ خوامخواہ بیوی یہ سمجھتی پھرے کہ میری بات مانی جائے، میرا ہاتھ اوپر رہے۔ یہ خوامخواہ زندگی کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ نیک بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے خاوند کو بڑا بنا کے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا بنایا۔ چنانچہ کتنی ایسی نیک بیویاں ہیں جو اپنے خاوند سے تعلیم یافتہ بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ان کو اپنے خاوند سے ذہانت، عقل مندی، بصیرت ہر اعتبار سے فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ مگر ان کو دیکھا کہ ہر بات میں وہ پگڑی اپنے خاوند کے سر پر باندھتی ہیں۔ ہر بات اپنے خاوند کے ذریعے سے کرواتی ہیں۔ لوگوں کی نظر میں اس کو بڑا بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہوں گے اس عورت سے جو کام تو خود سمیٹے اور کریڈٹ اپنے میاں کو دے اس لئے کہ اللہ نے اس کو بڑا بنایا۔ آج کل کی ایک بڑی مصیبت جو شیطان نے ڈالی وہ یہ کہ شادی ہونے کے بعد میاں بیوی یہ طے ہی نہیں کر پاتے کہ آخری فیصلہ کس کا ہو گا۔ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کسی جماعت میں کوئی امیر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد امیر کے ساتھ ہوتی ہے۔ امیر جو بھی فیصلہ کر دے گا اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہوگی۔ تو گھر میں خاوند امیر کی مانند ہے۔

لہٰذا جو فیصلہ خاوند کرے گا برکت اس میں ہوگی۔ ممکن ہے بیوی اپنی تعلیم کی

وجہ سے، اپنی عقلمندی کی وجہ سے، کوئی اور مشورہ لے کر آئے جو ظاہر میں اچھا نظر آتا ہو۔ مگر اس بات کو بیوی نے زبردستی منوا بھی لیا تو اس میں برکت نہیں ہوگی جب تک خاوند کا فیصلہ اس میں شامل نہ ہو۔ اس لئے بیوی کو چاہیے کہ جو کام بھی کرنا چاہتی ہے۔ اپنے خاوند کو پیش کرے اور اس کو اپنے ساتھ ملائے۔ اسے اعتماد میں لے۔ اس کے دل کو خوش کر کے اس سے وہ فیصلہ کروائے تاکہ اس فیصلے کے اندر برکت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَ عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ. وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ. وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (البقرة :٢١٦)

[ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں خیر ہو اور ممکن ہے تم ایک چیز کو پسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں شر ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے]

لہٰذا گھروں میں جو عورتیں باتیں کرتی ہیں، مشورے کرتی ہیں، اپنی ظاہری نظر کی بنیاد پر کرتی ہیں۔ ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے اس مشورے میں اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالیں گے یا نہیں۔ تو نیک بیوی اپنے مشورے میں برکت ڈلوانے کے لئے اپنے میاں کو مناتی ہے اور میاں کو منا لینا اس کے لئے بہت آسان ہوتا ہے۔ اگر ایک بندہ کسی بات پر نہ نہ بھی کہتا رہے تو جب وہ بیوی سے خوش ہوتا ہے تو دو دفعہ ہاں کرتا ہے۔ اس لئے خاوند کی طبیعت کو سمجھنا اور موقع محل کے مطابق بات کرنا اچھی عادت ہے۔ موقع محل کے مطابق کی گئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے۔ چنانچہ نیک بیوی کی تیسری صفت یہ بتائی گئی۔ کہ وہ اپنے خاوند کی بات ماننے والی ہو۔ اس کے اندر مان کے چلنے کا جذبہ ہو اور وہ یہی سمجھے کہ میرے پروردگار کا حکم ہے۔ میں مان کے چلوں گی تو اس میں میرے لئے

برکت ہوگی۔

چوتھی صفت

نیک بیوی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہوگی۔ جیسے مردوں کا جہاد میدان جنگ میں جا کر ہوتا ہے اسی طرح عورت کا جہاد اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کے معاملے میں گھر میں رہ کر ہوتا ہے۔

؎ صداقت ہو تو دل سینوں میں کھنچنے لگتے ہیں
واعظ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے گر مانی نہیں جاتی

اگر خاوند کسی وقت حقیقت کو ماننے سے انکار بھی کرتا ہے تو نیکوکاری اور اخلاق کی برکت آخر خاوند کے دل کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تو نیک بیوی اپنی نیکوکاری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ گو کہ خاوند گھر کا امیر ہے، گھر کا بڑا ہے مگر نیک بیوی اپنی نیکوکاری، اپنی پرہیزگاری اور اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کر رہی ہوتی ہے۔

خوش نصیب کون؟

آج لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا خوش نصیب ہے۔ سچ بات تو یہی ہے کہ...... خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے...... پھر سنئے خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔ جب لڑکی کی شادی ماں باپ نے مشورے کے ساتھ کر دی تو اب خاوند جیسا بھی ہے اب اس کے اوپر خوش ہو جایئے۔ بعض لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ ساری عمر اسی شکوے میں ہی رہتی ہیں کہ ہمارا خاوند اچھا نہیں چنا گیا۔ حالانکہ ابتدا میں جب منگنی ہوئی تو خود بھی خوش تھی، والدین بھی خوش تھے اور سارے خوش تھے۔ اب اگر کوئی کمی بیشی رہ

گئی تو یہ تو مقدر کی بات ہے۔تو خوش وہ ہوتی ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔بس اس کو خوشی سے قبول کرلیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں کیسے آتی ہیں۔

حسنِ صورت یا حسنِ سیرت

آپ اپنی نیکوکاری کے ذریعے سے اپنے گھر کا ماحول اچھا بنا سکتی ہیں۔دنیا تلوار کا مقابلہ کرسکتی ہے لیکن کردار کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔آپ اپنے کردار کی عظمت کی وجہ سے اپنے میاں کا دل جیت لیں۔اسی لئے کسی نے کہا کہ اگر تم حسن میں دوسروں سے زیادہ نہیں تو کم از کم حسن سیرت میں ہی دوسروں سے زیادہ خوب سیرت بن کے دکھا دو۔یہ تو بندے کے بس میں ہوتا ہے کہ اچھی عادات اپنائے اور اچھے اخلاق اپنائے۔حتیٰ کہ حسن خلق میں دوسروں سے بڑھ جائے

سیرت اگر بری ہو تو صورت کو کیا کریں
آنکھوں میں کیا جچے گا جو دل سے اتر گیا

تو اگر یہ عورت اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے،اپنی زبان کی تیزی کی وجہ سے اور اپنی نالائقیوں کی وجہ سے خاوند کے دل سے اتر گئی تو آنکھوں میں کیا جچے گی۔اس لئے حسنِ صورت کی بہ نسبت حسنِ سیرت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے......حسنِ صورت چند روزہ،حسنِ سیرت مستقل......اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں،اس سے خوش ہوتا ہے دل......اس لئے بیوی کو چاہیے کہ اپنے اندر سیرت والا اخلاق اور حسن پیدا کرے تاکہ وہ گھر کے اندر پرسکون فضا کو قائم کرسکے۔

عورت کا راہ سلوک

ایک نکتے کی بات عرض کرتا چلوں۔ہمارے مشائخ نے کتابوں میں لکھا ہے

کہ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ راہ سلوک کی تمام منزلیں طے کر سکتی ہے۔ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو وہ راہ سلوک جس کو مرد بڑے بڑے مجاہدے کے بعد طے کرتے ہیں وہ سب منزلیں طے کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ عاجز تو یوں کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کی اطاعت سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے جتنا کہ مرشد کی اطاعت سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ خاوند ہر وقت گھر میں ہوتا ہے۔ خاوند کی کڑوی کسیلی سن لینے سے اس کے نفس کے اوپر زیادہ اثر پڑتا ہے اور ''میں'' مرتی ہے۔ انسان اپنے نفس کو آسانی سے مٹا سکتا ہے۔ تو جیسے مردوں کے لئے کہا گیا کہ وہ کسی اللہ والے کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دیں اسی طرح عورتوں کو کہا گیا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیں۔

مگر آج کی عورتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ بس میاں کا دل مٹھی میں ہو اور جیسے چاہیں اسے نچائیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ مرد قدسی نعمتوں کے زیادہ قدردان ہوتے ہیں جب کہ عورتیں حسی نعمتوں کی زیادہ قدردان ہوتی ہیں۔ قدسی نعمت سے مراد معرفت الٰہی۔ مرد لوگ معرفت الٰہی کے زیادہ قدردان ہوتے ہیں اور حسی نعمتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان وغیرہ ہیں، ان کی قدردان عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ اس لئے مردوں کو من حیث الجماعت معرفت الٰہی کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کو من حیث الجماعت روٹی، کپڑا، مکان کی نعمتوں کا انتظار زیادہ ہوتا ہے۔

بیویوں کیلئے بیس رہنما اصول

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنانے کیلئے نیک بیوی کو اپنے شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ خاوند کو تو دس باتیں بتائیں تھی مگر بیوی کو بیس بتاتے ہیں تاکہ بیوی کو کام ذرا آسان مل جائے اور سبق یاد رکھنا

آسان ہو۔

(۱) خاوند کا اعتماد حاصل کریں

خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میاں بیوی کو باہم ایک دوسرے پر اعتماد ہو۔ اعتماد کا فقدان بسا اوقات دونوں کی زندگیوں میں بہت سی تلخیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لئے بیوی کو چاہیے کہ وہ کبھی کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے۔ چاہے وہ مال سے متعلق ہو یا چاہے وہ اخلاق سے متعلق ہو۔ اس لئے کہ وہی سہاگن جسے پیا چاہے۔ سارا جہاں عورت کا سجن بن جائے۔ عورت کو کیا فائدہ اگر خاوند اس کا اپنا نہ بنا۔ اس کی زندگی تو خاوند کے ساتھ وابستہ ہے۔ خاوند کی جگہ اور تو کوئی نہیں لے سکتا۔ اس لئے سارا جہاں ایک طرف اور اپنا خاوند ایک طرف۔ کوئی کام ایسا نہ کریں جس کی وجہ سے آپ خاوند کی نظروں سے گر جائیں۔ گر کر انسان دوبارہ وہ مقام نہیں پا سکتا جو پہلے ہوا کرتا ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے میاں کے مزاج کو پہچانے تاکہ گھر کے ماحول کو اچھا رکھ سکے۔ اپنے میاں کے سامنے سچ کی زندگی گزارے۔

بات چھپانے سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں

عام طور پر رنجش کہاں سے پیدا ہوتی ہے کہ جب میاں بیوی آپس میں کچھ باتیں چھپانا چاہتے ہیں۔ جیسے عام مشہور ہے کہ خاوند اپنی تنخواہ ٹھیک نہیں بتاتا اور بیوی اپنی عمر ٹھیک نہیں بتاتی۔ بالکل اسی طرح کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جب دال میں کچھ کالا ہوتا ہے یا دل میں کہیں آپس میں فاصلہ ہوتا ہے تو پھر ایک دوسرے سے باتیں چھپانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بنیاد بنتی ہے لڑائی اور جھگڑے کی۔ ایسا

نہیں کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے ساتھ Sincere (مخلص) ہو کر رہنے والی زندگی گزاریں۔ خاوند بیوی کے ساتھ مخلص ہو اور بیوی خاوند کے ساتھ مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو پرمسرت بنا دیں گے۔ پھر ایک دوسرے پر اعتماد ہو گا اور اچھی زندگی گزر جائے گی۔ بات بتانے سے گریز کرنے سے غلط فہمی پڑ جاتی ہے۔ اور بات کو چھپا کر آدمی کب تک چھپائے گا، دوسرا ٹوہ میں لگا رہے تو بات کا پتہ تو چل ہی جاتا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کے ساتھ دل کو صاف رکھنا چاہیے اور دلوں کو کھول دینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو آدھی بات بتائی آدھی رکھ لی۔

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کسی عورت نے آواز دھم سی سنی۔ اس نے دور سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ خاوند نے جواب دیا، کرتہ پاجامہ گر گیا ہے۔ اس نے کہا، کرتہ پاجامہ گرنے کی تو اتنی آواز نہیں ہوتی۔ کہنے لگا، ہاں میں بھی کرتے پاجامے کے اندر تھا۔ تو اس طرح آدھی بات بتانی اور جب دوسرے نے تھوڑی ٹوہ لگانی ہے، تب اگلی بات بتانی ہے تو پھر اس سے غلط فہمیاں بڑھ جاتی ہیں۔ پہلے ہی پوری بات بتا دینی چاہیے۔ بات کو بدل کر کرنا یا بات کو چھپا لینا، یہ حقیقت میں جھوٹ ہوتا ہے۔ خاوند کے سامنے جب عورت نے خود ہی جھوٹ بولنے کی عادت ڈال لی تو پھر اس کی بے برکتی پوری زندگی میں پڑے گی۔ تکلیف اٹھا لینا ذلت کے اٹھا لینے سے بہتر ہے۔ یاد رکھیں انسان جتنی محنت اپنی خامی کو چھپانے کے لئے کرتا ہے، اس سے آدھی محنت کے ساتھ وہ خامی دور ہو سکتی ہے۔

آپ کبھی کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے میاں کے دل میں آپ کے بارے میں کوئی شک پیدا ہو۔ مثلاً خاوند کو یہ شک ہو کہ یہ جھوٹ بولتی ہے، خاوند کو شک ہو کہ یہ پیسے چھپا لیتی ہے، خاوند کو یہ شک ہو کہ جن لوگوں سے تعلق کو میں ناپسند کرتا ہوں یہ ان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کا کوئی بھی شک خاوند کے دل میں پیدا

مت ہونے دیجئے۔ اس لئے کہ جس دل میں شک جگہ بنالے اس دل سے محبت رخصت ہو جاتی ہے۔

(۲) خاوند کو محبت سے تسخیر کریں

ہر عورت یہ چاہتی ہے کہ خاوند کے دل میں میری محبت ہو، میری قدر ہو، میری عزت ہو۔ میری بات کو بھی اہمیت دی جائے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ خاوند کے سامنے ایسا اخلاق اور ایسا کردار پیش کریں اس کو ایسی محبت اور خلوص دیں کہ وہ خود ہی آپ کی خوبیوں کا معترف ہو جائے۔ جب آپ خدمت کے ذریعے اس کی زندگی میں آسانیاں اور راحت پیدا کریں گی۔ اس کا ہم دم و ہم ساز بن جائیں گی تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آپ کو نظر انداز کرے۔ چاہیے تو یہ کہ اسے آپ کے بغیر اپنی زندگی ادھوری نظر آئے۔

لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ بہت سی بیویاں خاوندوں کے ساتھ مخلص نہیں ہوتیں۔ وہ فقط اپنی منوانا چاہتی ہیں چاہے جائز ہو یا ناجائز ہو۔ ان کی کوشش اور چاہت یہ ہوتی ہے کہ خاوند ہماری مٹھی میں ایسا آئے کہ جب چاہیں اس کو نچائیں، یہ بس ہماری ڈکٹیشن پر چلے۔ اس کے لئے دعائیں بھی کرتی ہیں عبادتیں بھی کرتی ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا کہ عورتوں کے لمبے لمبے نفل اللہ کی رضا کے لئے تو تھوڑے ہوتے ہیں یا اولاد مانگنے کے لئے ہوتے ہیں یا خاوند کو قابو کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ جیسے بعض مردوں کو جن کو تسخیر کرنے کے عمل سے فرصت نہیں ہوتی اسی طرح بعض عورتوں کو خاوند تسخیر کرنے کے عمل سے فرصت نہیں ہوتی۔ ان بیچاریوں کے لئے خاوند بھی جن کی مانند ہی ہوتا ہے، پتا نہیں کب نازل ہو اور اس کا کیا موڈ

ہو۔اس لئے یہ پڑھائیاں کرتی ہیں۔ان کو آپ کہہ دیں کہ تم نے دن میں ایک ہزار تسبیحات پڑھنی ہیں تو یہ بیچاریاں کھانا پینا بھی چھوڑ دیں گی اتنی تسبیحات پڑھیں گی کہ خاوند میرے ہاتھ میں آجائے۔

شریعت نے جو حقوق بیوی کے متعین کئے وہ خاوند کو پورے کرنے چاہئیں۔بیوی کو ایسا عمل کرنے کی کوئی اجازت نہیں کہ جو وہ خاوند کو اتنے قابو میں لے آئے کہ اگر خلاف شرع بات بھی کہہ دیں تو خاوند اس پر آمین کہہ دے۔یہ مسئلے کی بات ذرا اچھی طرح سمجھ لیں کہ کوئی ایسا عمل کرنا وظیفہ کرنا کہ ہمارا خاوند ایسا ہو جائے کہ ہم کہیں دن ہے تو وہ کہے دن ہے ہم کہیں رات ہے تو وہ کہے رات ہے۔ایسا وظیفہ کرنے کی اجازت نہیں۔شرعی حدود کے اندر عورت کے جو حقوق ہیں،ہاں وہ حقوق اسے ملنے چاہیں وہ اس کا حق ہے۔مگر آج تو خاوند گھر میں حق بھی پورے کر رہا ہوتا ہے۔مگر پھر بھی عورت یہی چاہتی ہے کہ اس کو غلام بے نام کی طرح ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔حکومت ہماری چلے اور خاوند کو تو جہاں ہم نے استعمال کرنا ہو لوگوں کو دکھا دیں کہ خاوند ہے اور باقی ہمارا اپنا ایک حکم ہو جو گھر کے اندر چل رہا ہو۔اسی لئے بات بات پر جھگڑے کرتی ہیں۔یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ

[مرد عورتوں کے نگہبان و سرپرست ہیں جیسے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے] (النساء:۳۴)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے گھر میں مرد کو جو حیثیت دی ہے،جو فضیلت دی ہے آپ اس پر دل سے راضی ہو جائیں اور شوہر کی دل وجاں سے خدمت کرتی رہیں۔اس سے

شوہر کے دل میں بھی آپ کی محبت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی آپ کو مقام ملے گا۔

(۳) لگائی بجھائی اور سنی سنائی باتوں سے پرہیز کریں

بسا اوقات عورت کو کھانے کو مل جاتا ہے، گھر کے اندر آسودگی ہوتی ہے تو پھر اسے سیاستیں سوجھتی ہیں۔ لگائی بجھائی کرنا جوڑ توڑ کرنا۔ اگر گھر میں اس کو سکھ ملے کھانے پینے کو خوب ملے کام کوئی نہ ہو تو پھر وہ ہر وقت الٹی سیدھی سوچیں سوچتی رہتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں نا کہ

An empty mind is dewel workshop

خالی ذہن شیطان کی ورکشاپ ہوتا ہے۔

تو پھر عورت کا دماغ شیطان کی ورکشاپ بن جاتا ہے۔ یہ کبھی اپنے میاں کو اس کی بہن سے متنفر کرتی ہے۔ کبھی اس کی ماں سے متنفر کرتی ہے کبھی اس کے بھائی سے متنفر کرتی ہے۔ یہ جوڑ توڑ کی ملکہ بن جاتی ہے۔ ہر وقت ایسی ایسی باتیں سوچتی ہے۔ اور کئی باتیں جو خاوند کو بیان کرتی ہے وہ باتیں کسی حد تک ٹھیک ہوتی ہیں مگر ان میں اپنا انداز اپنا لیتی ہے۔ فقرہ نقل ایسے کیا کہ کہنے والے کا مقصد کچھ اور تھا مگر نقل کرتے ہوئے مقصد کچھ اور بنا دیا۔ اس کو کہتے ہیں **کلمة الحق یرید بها الباطل** بات تو سچی کہنا مگر اس کا مقصد برا نکالنا۔ عام طور پر چونکہ گھر کی کارگزاری بیوی ہی خاوند کو سناتی ہے۔ لہٰذا دیکھا یہ گیا کہ اگر اس کے اندر انصاف نہیں شریعت کی پاسداری نہیں تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو ایسا رنگ دے کر پیش کرے گی کہ خاوند کو رشتہ داروں سے دور کرتی چلی جائے گی۔

سنی سنائی بات کرنا شرمندگی کا سبب بنتا ہے

سنی سنائی بات آگے کرنے کی عادت اپنے اندر ہرگز نہ ڈالیں۔ کئی عورتیں ادھوری باتیں سن کے اپنے خاوند کو پہنچادیتی ہیں اور بعد میں شرمندہ ہوتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ ذرا سی بات سن کر اس کو آگے پھیلانا شروع کر دینا۔ ایسی بات جلدی آگے نہیں کرنی چاہیے بلکہ جس طرح ایک ریسیور ہوتا ہے کہ وہ ہر اسٹیشن کو رسیو نہیں کرتا، خاص اسٹیشن کی فریکونسی کو رسیو کرتا ہے۔ بس آپ بھی اپنے کانوں کے ٹرانسمیٹر کو ایسا سیٹ کریں کہ جو بھی عورت کوئی بات کر رہی ہے بس کانوں تک تو سب آجائے دل میں ہر بات کو نہ جانے دیا جائے۔ دل میں وہ بات جائے جو ٹھیک ہو اور شریعت وسنت کے مطابق ہو۔ سنی سنائی باتیں جلدی سے ادھر کر دینا ادھر کر دینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔ پھر کی ہوئی بات کی وضاحتیں دینی پڑتی ہیں کہ جی میں نے ایسے تو نہیں کہا تھا، ایسے کہا تھا۔ پھر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اس لئے اکثر وبیشتر عورتوں کو اپنی باتیں چھپانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور کئی تو ایسی ہوتی ہیں کہ بات بات پر جھوٹ بولتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بندہ جھوٹ بولتے بولتے ایسی کیفیت میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ جھوٹوں کے دفتر میں اس کا نام لکھ دیا جائے۔

بعض عورتیں ہر ایک کے سامنے دل کھول دیتی ہیں۔ حتیٰ کہ مثال کے طور پر اگر یہ سفر کر رہی ہیں اور لاؤنج میں فلائٹ کے انتظار میں بیٹھی ہیں اور اس کے ساتھ والی کرسی پر کوئی عورت آکر بیٹھ گئی۔ اب جیسے ہی تعارف ہوگا تو دومنٹ کے اندر اپنے خاوند کی بھی حقیقت بتا دیں گی، اپنی ساس کی بھی حقیقت بتا دیں گی حتیٰ کہ اپنے پیٹ میں اگر کچھ ہے تو اس کے بارے میں بھی بتا دیں گی۔ یہ کتنی بے

وقوفی کی بات ہے کہ ذراسی بات میں انسان اتنا جلدی اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے کھول دے۔ یہ چیز اچھی نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کے نقصانات ہوتے ہیں۔ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتیں اس بات کو اچھی طرح نوٹ کریں کہ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کا دل کھولنے کے لئے پوچھ لیتی ہیں کہ آپ کی ساس کیسی ہیں؟ آپ کا میاں کیسا ہے؟ اور ماشاء اللہ انہوں نے میاں کی زندگی کی ایسی گردان یاد کی ہوتی ہے کہ اسی وقت ''صرف صغیر'' سنانی شروع کر دیتی ہیں۔

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ **Hasty Decision** (نفرت انگیز فیصلے) سے بچنے کی کوشش کریں۔ ذراسی بات سن کے کسی کے بارے میں یہ سوچ لینا کہ فلاں ایسا ہے فلاں ایسی ہے، یہ غلط بات ہے۔ کئی مرتبہ بچے آپ کے سامنے آئیں گے۔ ایک کہے گا فلاں نے یہ کیا، فیصلہ نہ کریں جب تک دوسرے کی نہ سن لیں۔ لقمان علیہ السلام نے بچے کو کہا کہ بیٹا کہ اگر تجھے کوئی آ کر کہے کہ فلاں نے میری آنکھ نکال دی، پھوڑ دی۔ تو تم فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ تم دوسرے کی نہ سن لینا۔ ہو سکتا ہے اس نے دوسرے کی دو آنکھیں نکالی ہوئی ہوں۔ اس لئے ذراسی بات سن کے انتقامی قدم اٹھا لینا کسی چیز کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔

منفی سوچ سے بچیں مثبت سوچ اپنائیں

ایک بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھالیں کہ خاوند کے گھر میں کبھی کسی کے متعلق منفی سوچ کو اپنے دل میں نہ آنے دیں۔ ہمیشہ دوسروں کے متعلق مثبت سوچیں اور مثبت رویہ اپنائیں۔ اس لئے کہ جس طرح آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ کی

عزت وقدر ہو اسی طرح ہر بندے کی ایک عزت نفس ہوتی ہے۔ اس کو ملحوظ رکھنا چاہیے بلکہ اگر کسی میں کوئی کمی کوتاہی دیکھیں بھی تو یہ سوچتے ہوئے کہ میرے اندر اس سے بھی زیادہ خامیاں ہیں یا یہ غلطی مجھ سے بھی تو ہوسکتی ہے، اس کو نظرانداز کر دیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بتنگڑ بنالینا یہ اچھا نہیں ہے۔

ہر وقت دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھنا اور اچھائیوں کو نظرانداز کرتے رہنا یہ تو ایک بری عادت ہے جس سے ہمیں بچنے کی ضرورت ہے۔ آپ ذرا غور کیجئے کہ ایک ہوتی ہے شہد کی مکھی اس کی سوچ پاک ہوتی ہے۔ اس کی سوچ کے اندر خوشبو ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ باغ کی تلاش میں رہتی ہے۔ پھولوں پر بیٹھتی ہے پھلوں پر بیٹھتی ہے پھولوں کا رس چوستی ہے معطر فضاؤں سے وقت گزارنے کے بعد جب یہ واپس آتی ہے تو شہد بناتی ہے جو اس قدر میٹھا ہوتا ہے۔ ایک ہوتی ہے گندی مکھی۔ یہ مکھی بھی گندی اس کی سوچ بھی گندی یہ ہر وقت گندگی کی تلاش میں ہوتی ہے۔ پورا صاف ستھرا گھر ہوگا لیکن جہاں گند پڑا ہوگا یہ وہیں جا کر بیٹھے گی۔ انسان کے خوبصورت جسم میں اگر کہیں تھوڑا سا بھی زخم ہوگا پیپ ہوگی تو یہ مکھی وہیں بدبودار پیپ پینے کے لئے پہنچ جائے گی۔ تو یہ گندی مکھی کہلاتی ہے۔

اسی طرح کچھ انسان شہد کی مکھی کی مانند ہوتے ہیں ان کی سوچ پاک ہوتی ہیں۔ وہ ہر وقت دوسروں کی اچھائیوں پہ نظر رکھتے ہیں۔ ان کی برائیوں کو درگزر کر دیتے ہیں۔ ان کی صفات کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرتے ہیں۔ اور کچھ گندی مکھی کی طرح جس بندے پر بھی نظر ڈالتے ہیں اسی کے عیب چنتے ہیں، جس بندے کو دیکھتے ہیں اسی میں ان کو خامیاں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ ان کو دنیا میں کوئی اچھا نظر ہی نہیں آتا۔ اگر گھر کے اندر بیوی کی سوچ شہد کی مکھی کی طرح ہے تو یہ دوسروں کی اچھائیوں کو نظر میں رکھے گی اور گھر کے ماحول کو پرسکون

بنادے گی۔ اور اگر اس کی سوچ گندی مکھی کی طرح ہے تو کبھی اپنی ساس کے اندر برائیاں ڈھونڈ رہی ہوگی، کبھی نند میں برائیاں ڈھونڈ رہی ہوگی، کبھی کسی اور میں اور کبھی خود خاوند میں برائیاں ڈھونڈ رہی ہوگی۔ لہٰذا گھر میں فتنہ پھیلا دے گی۔ لہٰذا ہمیشہ مثبت سوچ کو اپنائیں اور منفی سوچ سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۴) بچوں کی تربیت کا خیال رکھیں

اولاد کی اچھی تربیت کرنا بھی عورت کی ذمہ داری ہے کہ بچے ماں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہیں، اس لئے جب ماں بچپن میں ہی ان بچوں کی تربیت کرے گی تو یہ بڑے ہوکر نیک بنیں گے۔ بچے کی مثال پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہوتی ہے، اس کو آپ جس سانچے میں ڈالیں گے اسی کی شکل اختیار کرلے گی۔ تو اگر ماں بچپن سے اسے نیکی سکھائے گی تو بچے بھی نیک بن جائیں گے اور اگر بچپن میں محبت کی وجہ سے ان کی تربیت نہ کی تو پھر یہ بڑے ہوکر کسی کی بھی بات نہیں سنیں گے۔ یاد رکھئے کہ ''بچپن کی کوتاہیاں پچپن میں بھی انسان سے زائل نہیں ہوتیں'' یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتیں تو بچوں کے معاملے بالکل ہی لاپرواہ ہوتی ہیں۔ جس کے اثرات بچوں کی شخصیت پر پڑتے ہیں۔ اسلئے بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔

بچوں کے بارے میں اپنے خاوندؑ سے مشورہ کرتی رہیں۔ جو چیز نوٹ کریں، رات کو اپنے خاوند کو پوری رپورٹ دیا کریں تاکہ خاوند یہ نہ کہے کہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ پھر خاوند کے مشورے سے جس طرح بچوں کی تربیت کرنی ہو آپس میں مل کر بچوں کی تربیت کریں۔ جب دونوں کا مشورہ شامل ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر ان

کے بچوں کی تربیت بھی اچھی فرمائیں گے اور ان کو مصیبتوں سے محفوظ بھی فرمائیں گے۔

(۵) خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں

خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ الدین النصیحه۔ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ خاوند کے ماں باپ، بہنیں جو بھی لوگ ہیں، ان کے ساتھ آپ شرعی اعتبار سے پیار کا تعلق رکھیں۔ تا کہ اس وجہ سے درمیان میں کوئی جھگڑے نہ پیدا ہوسکیں۔ اس کو اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ پھر دیکھنا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی برکتیں آئیں گی۔ خاوند کے قرابت داروں سے اگر آپ جھگڑے چھیڑیں گی تو سمجھ لیں کہ میں خود اپنے خاوند سے جھگڑے چھیڑ رہی ہوں۔ جو کچھ بھی ہو ماں ماں ہوتی ہے، بہن بہن ہوتی ہے، بھائی بھائی ہوتا ہے۔ خاوند آپ کو حق پہ سمجھتے ہوئے وقتی طور پر آپ کی بات مان بھی لے گا پھر بھی وہ اس چیز کو دل سے برا سمجھے گا کہ اس نے میرے قریب والوں کی برائی کیوں کی۔ تو ایک اصول بنالیں کہ خاوند کے قرابت داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ خاوند کے قریبی ہیں۔ جب خاوند ان کو قریب سمجھتا ہے تو آپ بھی ان کو قریب سمجھیں۔ یہ چیز اجر کا باعث بن جائے گی۔ کسی کی خاطر کسی کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے بیٹی کی خاطر داماد کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ جس کو بیٹی دیں اس کو پھر میاں کہنا پڑتا ہے۔ تو داماد کا لحاظ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ کس لئے؟ بیٹی کی وجہ سے۔ اور داماد کا لفظ ایسا ہے کہ اس کو سیدھا پڑھو تو بھی داماد اور اس کو الٹا پڑھو تو بھی داماد۔ یعنی اس کو دائیں سے پڑھنا شروع کریں تب بھی وہ داماد بنتا ہے۔ اور اگر بائیں سے پڑھنا شروع کریں تب بھی یہ لفظ داماد بنتا

ہے۔ داماد الٹا ہو یا سیدھا ہو وہ داماد ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک لفظ نادان ہے اس کو بھی سیدھا پڑھیں تو بھی نادان اور الٹا پڑھیں تو بھی نادان۔ تو داماد اور نادان ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان بیٹی کی وجہ سے کتنی غلطیاں اس کی برداشت کر جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ جیسے نبی علیہ السلام نے امت کو فرمایا **لا تعلکم علیه اجرا** ۔ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ **الا المودة فی القربیٰ** ۔ میں اتنا چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں کے ساتھ تم محبت کرو۔ تو جب نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تو یہی حکم خاوند کے لئے بھی ہے اور بیوی کو بھی چاہیے کہ وہ اس سنت پر عمل کرے اور اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے۔

(٦) رشتہ داروں کے ہاں صلہ رحمی کی نیت سے جائیں

چھٹی بات یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ہاں جانا پڑتا ہے، کبھی تقریبات میں جانا پڑتا ہے، تو صلہ رحمی کی نیت سے جائیں۔ صلہ رحمی کہتے ہیں رشتے داریوں کو جوڑنا۔ رشتے ناطوں کو جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ رشتے داریاں جوڑیں اور محبت و پیار کے ساتھ رہیں۔ جب بھی آپ تقریبات میں جائیں تو صلہ رحمی کی نیت سے جائیں۔ یہ نیت نہ ہو کہ ہم نہیں جائیں گی تو وہ بھی نہیں آئیں گے۔ اپنی طرف سے آپ صلہ رحمی کی نیت سے جائیں تاکہ آپ کا جانا بھی عبادت بن جائے۔

پردے کا لحاظ رکھیں

لیکن جب جائیں کسی کے ہاں جائیں تو مخلوط محفلوں سے بچیں۔ جہاں آپ کو

پتہ چلے کہ پردے کا کوئی خیال نہیں ایسی محفلوں میں جانے سے آپ پرہیز کریں۔ جائیں بھی تو آپ پردے میں رہیں، خود بخود رشتہ داروں کو محسوس ہو جائے گا کہ اس عورت کے لئے ہمیں پردے کا انتظام کرنا ہے۔ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ بعض نیک بیبیاں اپنی بہنوں کی شادی میں چلی گئیں اور ان کی شادی میں پردے کا اہتمام نہیں تھا۔ وہ ایک ہفتہ اس گھر کے اندر برقعے کی کیفیت میں رہیں۔ نیک بچیاں شرعی حقوق بھی پورے کرتی ہیں مگر اللہ کے حکم کو بھی مدنظر رکھتی ہیں۔ اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتیں۔

ایک اچھا دستور جس کو عاجز نے بھی اپنی زندگی میں اپنایا۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں خوشی کی تقریب ہو تو تقریب کے دن جانے کی بجائے آپ ایک دن پہلے چلی جائیں اور اپنی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دے دیں اور ان سے کچھ وقت بیٹھ کر باتیں کر لیں اور ان سے کہیں کہ پردے کی مجبوری کی وجہ سے تقریب میں شرکت میرے لئے مشکل ہے اس لئے میں ایک دن پہلے آ گئی کہ میں آپ کو مبارک باد دے دوں۔ اسی طرح اگر کسی کے ہاں غمی کی کوئی بات ہے تو غمی والے دن جانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس دن عام طور پر گھروں میں بے پردگی ہوتی ہے۔ لوگ پردے کے مسائل کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ لہٰذا غمی کی کیفیت میں آپ دوسرے دن جانے کی عادت بنالیں اور ان کو جا کر پرسا دیں اور بتائیں کہ میں کل نہ آئی اس لئے کہ میرے لئے پردے کا معاملہ تھا۔ تو اس دن آپ پرسے کے چند الفاظ کہہ کے آ جائیں۔ آپ کی رشتہ داریاں بھی قائم رہیں گی اور آپ کا پردہ بھی قائم رہے گا۔ یعنی آپ نے بندوں کو بھی راضی کیا اور بندوں کے پروردگار کو بھی راضی کر لیا۔

(۷) خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دے

ساتواں پوائنٹ یہ ہے کہ خاوند کو پریشانی کے وقت میں تسلی دیا کرے۔ یہ صحابیات کی سنت ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام پہلی وحی کے بعد زملونی زملونی کہتے ہوئے گھر تشریف لائے تھے تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو تسلی دی تھی۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ خشیت علیٰ نفسی مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کلا ہرگز نہیں۔ انک لتصل الرحم آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ وتحمل الکل اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ تکسب المعدوم اور آپ تو جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینے والے ہیں۔ وتکری الضیف ۔مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ جب آپ میں اتنے اچھے اخلاق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ اہلیہ کی ان باتوں سے اللہ کے محبوب کو تسلی مل گئی تھی۔ خاوند کبھی کاروبار سے یا کسی اور بات سے پریشان ہو تو عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر میں آئے تو تسلی کے بول بولے۔ یہ نہ ہو کہ اس کی پریشانی کو اور بڑھانے کے لئے پہلے سے تیار ہو۔

ایک کروڑ پتی شخص کی حوصلہ مند بیوی

ہمارے ایک واقف تھے۔ ان کا مشرقی پاکستان میں کام تھا۔ یہ ملک کی تقسیم سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے گیس اسٹیشن تھے۔ اتنے امیر آدمی تھے کہ اس دور میں جب کہ ڈالر کا ریٹ تین یا چار روپے ہوتا تھا، ان کا ایک ملازم ان کے دو لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا اور کچھ مہینے کے بعد آ کر رونے لگا اور منت کرنے لگا کہ میں غلطی کر بیٹھا۔ انہوں نے دو لاکھ بھی معاف کر دیئے اور اس کو نوکری پر بحال بھی

کر دیا۔ اتنے امیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب ملک تقسیم ہوا تو وہ اس حالت میں کراچی میں اترے کہ ان کی بیوی کے سر پر فقط دوپٹہ تھا اور کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔ ان کے ایک بھائی کراچی میں تھے، ان کے گھر آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس میری تو یہ حالت تھی کہ پتہ نہیں میں پہاڑ کی چوٹی پر سے آکر کہیں گر پڑا ہوں۔ لیکن میری بیوی سمجھ دار تھی، نیکوکار تھی، اس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بعض دفعہ ڈیپریشن میں جانے لگتا، میری بیوی مجھے تسلی دیتی کہ گھبرانے کی کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں بھی رزق دیں گے۔ کبھی کہہ دیتی کہ جو پروردگار وہاں رزق دیتا تھا اسی پروردگار نے یہاں بھی رزق دینا ہے۔ حتیٰ کہ ہم کبھی دستر خوان پر اپنے بھائی کے گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ خود بخود یہ بات شروع کر دیتی کہ جی اتنا بڑا حادثہ ہوا اور میں تو بڑی گھبرا گئی ہوں مگر میرے میاں نے تو اس چیز کو ہاتھوں کی میل بنا کے ہی ختم کر دیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ جب بیوی لوگوں کے سامنے ایسی باتیں کرتی کہ میرے میاں نے تو ان ملین ڈالر کو ہاتھوں کی میل بنا کر اتار دیا ہے تو میں سوچتا کہ بھئی بیوی کو گھبرانا چاہیے تھا، وہ کمزور دل ہوتی ہے، جب وہ ہمت کی باتیں کر رہی ہے تو میں کیوں گھبراؤں۔ چنانچہ میں اپنے آپ کو تسلی دیتا۔ فائدہ یہ ہوا کہ بیوی کی حوصلہ افزا اور تسلی آمیز باتوں سے میں نے چند دنوں کے اندر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر میں نے بیوی کے مشورے سے بھائی سے قرض لے کے ایک ٹرک خریدا اور ٹرک کو چلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق تو پہنچانا ہی تھا۔ ٹھیک پانچ سال کے بعد میں سینکڑوں ٹرکوں کی کمپنی کا مالک بن گیا۔ وہ خود یہ واقعہ سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کا یہ احسان کبھی نہیں اتار سکتا کہ اس نے اس پریشانی کے وقت میں میرے دل کو کتنی تسلی دی۔ یہ نیک بیویاں اپنے خاوندوں کو پریشانیوں کے وقت میں تسلیاں دیتی ہیں اور جن کو

دین کی تعلیم نہیں ہوتی وہ پریشان بندے کی پریشانی میں اور اضافہ کرتی ہیں۔

(۸) شوہر کو صدقہ خیرات کی ترغیب دیتی رہیں

اپنے میاں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے کہتی رہا کریں۔ اس لئے کہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ صدقے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اب بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ویسے ہی کہہ دیتے تو کافی تھا۔ لیکن اللہ کے صادق وامین محبوب نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال کے اندر کمی نہیں آتی۔ اس لئے اپنے خاوند کو اس صدقہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً کہتی رہیں۔ کبھی وہ پریشان حال ہو تو مشورہ دیں کہ کچھ صدقہ اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں۔ صدقے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہے سارا کچھ دے کے فارغ ہو جاؤ۔ بلکہ آپ نے اگر ایک پیسہ بھی خرچ کیا تو اللہ کے ہاں وہ بھی صدقے میں شمار کر لیا جائے گا۔

It is not the things which count its the thought

اللہ تعالیٰ چیز کو نہیں دیکھتے، وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ نیت کتنی اچھی تھی۔

خود بھی اللہ کے راستے میں خاوند کی اجازت سے دینے کی عادت ڈالیں۔ اپنے بچوں کے ہاتھوں سے بھی دلوایا کریں۔ کوئی غریب عورت آجائے، پیسے دینا چاہتی ہیں تو اپنی بیٹی کے ہاتھ پہ رکھ کر کہا کریں کہ بیٹی جاؤ دے کے آؤ تا کہ بچی کو سبق مل جائے کہ میں نے بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔ یقین کریں کہ جتنا ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس کے بالمقابل اللہ کے راستے میں ہم بہت کم خرچ

کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ (المعارج: ۲۵)

[اور وہ جن کے مالوں میں حصہ مقرر ہے سائلوں اور مسکینوں کیلئے]

مگر ہم تو اتنا کچھ ہوتا ہے مگر نہیں دیتے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو ان کی اپنی ضرورتوں سے زیادہ رزق اس لئے دے دیتا ہے کہ وہ نیک غریب بیواؤں یتیموں پر خرچ کریں۔ یہ ان کا رزق ہوتا ہے جو اللہ ان کو پہنچا دیتا ہے کہ تم ڈاکیے کی طرح تقسیم کر دینا اس کو پوسٹ آفس بنا دیتے ہیں۔ اب اگر یہ بندہ غریبوں پہ خرچ کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرورت سے زیادہ رزق دیتے رہیں گے۔ اگر یہ خرچ کرنا بند کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دینا بھی بند کر دیں گے اور اس ڈاک کے لئے اللہ تعالیٰ کسی اور کو چن لیں گے۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے کاروبار بلین اور ٹریلین میں ہوتے ہیں۔ پھر ایسی بات ہوتی ہے کہ کوئی معاشی بحران آتا ہے اور ان کا سارا کچھ ڈوب جاتا ہے اور پھر پھوٹی کوڑی کو ترستے ہیں۔ کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں لاکھوں لوگوں سے لینے تھے، آج لاکھوں دینے ہیں۔ وجہ کیا ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ ان کا اپنا نہیں تھا، اللہ نے ان کو دیا تھا تاکہ یہ امین بن کر بندوں تک پہنچا دیں۔ جب انہوں نے اس فرض میں کوتاہی کی تو اللہ نے ان کو دینا بند کر دیا۔ ان کو وہ کچھ دیا جو فقط ان کا اپنا حصہ تھا۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کسی کو ضرورت سے زیادہ دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے ہر وقت خوب کوشش کرے۔ دل میں اس کے سخاوت ہونی چاہیے۔

سخاوت کی قدر

یہ دل کی سخاوت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حاتم طائی

کی بیٹی گرفتار ہو کر آئی تو اللہ کے محبوب کو بتایا گیا۔ اس کا والد بڑا سخی تھا۔ اس بات کو سن کر اللہ کے نبی نے اس بچی کو آزاد کر دیا۔ وہ کہنے لگی، میں اکیلی کیسے جاؤں۔ چنانچہ آپ نے دو صحابہ کو اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس کو بحفاظت واپس گھر پہنچائیں۔ وہ کہنے لگی کہ مجھے اکیلی جاتے شرم آتی ہے۔ میں آزاد ہو گئی جب کہ میرے قبیلے کے سارے لوگ یہاں قید ہیں۔ نبی علیہ السلام نے اس بچی کی بات پر قبیلے کے سارے لوگوں کو معاف فرما دیا۔ سخاوت اللہ تعالیٰ کو اور اللہ کے محبوب کو اتنی پسند ہے۔

(۹) کھانے کو ذکر و فکر کے ساتھ پکائیں

نویں بات یہ کہ گھر میں عورتیں جو کھانا بناتی ہیں وہ لوگوں کے جسموں میں جاتا ہے اور یہی ان کے جسموں کی غذا بنتا ہے۔ اس کھانے کے گھر کے لوگوں پر اثرات ہوتے ہیں۔ اگر کھانے میں طہارت کا خیال نہ رکھیں اور پکاتے ہوئے غفلت کے ساتھ پکائیں تو یہ کھانا ان کے جسم میں جا کر نور پیدا کرنے کی بجائے ظلمت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا عورتوں کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ کھانے کو ذکر و فکر کی کیفیت میں بنائیں تاکہ مردوں کے دلوں پر نیکی کے اثرات ہوں اور گناہوں کی ظلمت چھٹ جائے۔ چنانچہ نیک بیویاں کھانا بناتے ہوئے اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرتی رہتی ہیں۔ کراچی کے ایک صاحب کے ہاں دعوت ہوئی۔ کہنے لگے، حضرت! آپ کا کھانا بناتے ہوئے میری اہلیہ نے گیارہ مرتبہ سورۃ یٰسین شریف پڑھی۔ صحابیات کا بھی یہی طریقہ تھا۔ چنانچہ ایک صحابیہ تنور پر روٹی لگوانے گئیں، جب روٹیاں لگ گئیں تو روٹی کی ٹوکری اٹھا کر سر پر رکھی اور کہنے لگی، لے بہن! میں چلتی ہوں، میری روٹیاں بھی پک گئیں اور میرے تین پارے بھی مکمل ہو گئے۔ تو

صحابیات کی بھی یہی عادت تھی اور نیک بیویوں کی بھی یہی عادت ہوتی ہے کہ کھانے کے وقت فقط ہاتھ نہیں چلاتیں بلکہ زبان اور دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے اللہ کو یاد بھی کرتی ہیں۔ اس سے کھانے کے اندر نور آ جاتا ہے۔ آپ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ بچوں کو آپ باوضو کھانا کھلائیں اور ذکر کے ساتھ کھانا کھلائیں۔ آپ کے بچوں میں فرمانبرداری کا جذبہ بڑھ جائے گا۔ خاوند کو آپ ذکر کے ساتھ باوضو اچھا کھانا کھلائیں تو خاوند کے دل میں آپ کی محبت میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔ بندے کے اوپر کھانے کا بہت اثر ہوتا ہے۔

مشکوک خوراک کے بچے کی تعلیم پر اثرات

میں نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ امریکہ کے ہمارے ایک مدرسے میں ایک بچہ دو سال کے اندر فقط آخری پارہ پڑھ سکا۔ آگے چلتا ہی نہیں تھا، ہم بڑے تنگ آ گئے کہ اتنا وقت لگ رہا ہے۔ حالانکہ وہ بچہ سکول میں فرسٹ آتا تھا۔ صدارتی ایوارڈ کے لئے اس کا نام آگے بھیج دیا گیا تھا۔ تو دل میں ایک دن بات آئی کہ پتہ نہیں اس کو کیا مصیبت ہے کہ قرآن مجید کے فیض سے محروم ہے۔ ہم نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا کہ بتاؤ کہ تم کیا کھاتے ہو۔ اس بچے نے آٹھ دس امریکن ریسٹورنٹس کے نام لے دیئے۔ میں میکڈانلڈ سے یہ کھاتا ہوں اور تھینکس گاڈ، اٹس فرائیڈے سے یہ، اور پیزا ہٹ سے یہ کھاتا ہوں۔ ہمیں بات سمجھ آ گئی کہ یہ باہر کی حرام چیزیں کھانے کا اثر ہے کہ اللہ نے قرآن پاک سے محروم کر رکھا ہے۔ وہ بچہ بیچارہ آگے پڑھتا تو پیچھے سے بھول جاتا، پیچھے سے پڑھتا تو آگے سے بھول جاتا۔ استاد بھی تنگ آ گئے۔ ہم نے اس کے والدین کو بلا کر کہا کہ اگر تو اس کو باہر کے کھانے کھلانے ہیں تو اپنے ساتھ لے جائیے اور پڑھائیے بھی خود۔ ہمارے پاس پڑھانا ہے تو وعدہ کیجئے کہ اس کو باہر کا کھانا نہیں دینا۔ اس

کی والدہ مسلمان ہے نیک ہے، والد کی حلال روزی ہوتی ہے، اس کو گھر کا کھانا کیوں نہیں کھلاتے۔ انہوں نے وعدہ کرلیا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اگلے ایک سال میں اسی بچے نے پورے قرآن مجید کو پورا ناظرہ مکمل کرلیا۔ تو کھانے کے انسان کے اوپر اتنے اثرات ہوتے ہیں۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو چیزیں جو تصوف کی جان ہیں۔ رزق حلال اور صدق مقال۔ کھائے تو حلال رزق کھائے اور اگر بولے تو سچ بولے۔ جس بندے میں یہ دو باتیں آگئیں، اس کو گویا دو پر لگ گئے۔ ان دو پروں کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔ اس لئے بچوں کو جو کھانا کھلائیں وہ ایسا نہ ہو کہ اس پر مشکوک اثرات ہوں۔ عورتوں کو برتنوں کو دھونے دھلوانے میں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں ہوتا۔ کئی مرتبہ سستی کر جاتی ہیں۔ کھانا بناتی ہیں تو ساتھ گانے لگے ہوتے ہیں۔ کھانے بنا رہی ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا سن رہی ہوتی ہیں۔ اب سوچئے اس کھانے میں برکت کی بجائے ظلمت آئے گی تو پھر اس کا اثر آپ کو خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ میاں بے دین بنا تو مصیبت آپ کی، اولاد بے دین بنی تو مصیبت آپ کی۔ تو جب دونوں طرف سے مصیبت آپ ہی کے سر آنی ہے تو کیوں نہ آپ ان کو کھانا ہی وہ کھلائیں جس کی وجہ سے ان کے دل میں نیکی کا شوق آجائے۔

ایک نکتہ اور ذہن میں رکھیں کہ جب بھی آپ کھانا بنانے لگیں تو کھانے میں مہمان کی نیت بھی ضرور کرلیا کریں کہ میں گھر والوں کا بھی کھانا بنا رہی ہوں اور میں ایک آدھ مہمان کے لئے یا دو مہمانوں کے لئے بھی نیت کر رہی ہوں۔ اگر مہمان آجائے تو میرا کھانا اتنا ہو کہ میں مہمان کو بھی پیش کرسکوں۔ بھلے کوئی مہمان نہ آئے۔ روزانہ کھانے میں مہمان کی نیت کرنے سے اللہ تعالیٰ اتنے مہمانوں کو

کھانا کھلانے کا اجر آپ کے نامہ اعمال میں لکھوا دیتا ہے۔

(۱۰) کام کو وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈالئے

دسویں اہم بات یہ ہے کہ ہر کام کو اپنے وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈال لیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیے کہ یہ بھی کل کر لوں گی، یہ بھی کل کر لوں گی۔ کل کل کرتے اتنے کام جمع ہو جاتے ہیں کہ پھر انسان ان میں سے کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کو دیکھئے وہ اپنا کام خود سمیٹتی تھیں۔ حتیٰ کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان کے ہاتھوں کے اندر گٹے پڑ گئے تھے۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا کام خود کرتی تھیں۔ سیدۃ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے کام خود کرتی تھیں۔ جس طرح مرد مصلے پر بیٹھ کر عبادت کرے تو آپ سمجھتی ہیں کہ اس کو اجر مل رہا ہے، اس سے زیادہ آپ کو اجر اس وقت ملتا ہے جب آپ گھر کے کام کاج کو سمیٹ رہی ہوتی ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد میں نوافل میں مصروف رہتا۔ انہوں نے پوچھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میرا بڑا بھائی ہے، اس نے میرے کاروبار کو سنبھال لیا ہے اور میری روزی کا ذمہ لے لیا ہے، مجھے عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، تیرا بھائی بڑا عقلمند ہے کہ تیری ساری عبادت کا اجر تیرے بھائی کو بھی ملے گا اور تیرا بھائی تجھ سے افضل کام میں لگا ہوا ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مصلے پہ ہی فقط عبادت نہیں ہوتی بلکہ عورت جو گھر کے کام کاج کر رہی ہوتی ہے سب کچھ اس کا عبادت میں لکھا جاتا ہے۔

آج مصیبت یہ ہے کہ گھر میں کام کو عورتیں عبادت سمجھ کر نہیں مصیبت سمجھ کر

کرتی ہیں۔ چنانچہ ان کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے کوئی کام کرنے والی مل جائے کہ میں صرف بتاؤں اور وہ آگے کام کرے۔ اب بتا کے کام کروالیا تو جو جسم نے کام کرنے کی مشقت اٹھانی تھیں اور اس پر آپ کے نامہ اعمال میں اجر لکھا جانا تھا وہ اجر تو نہیں لکھا جائے گا۔ آپ کے درجے پھر کیسے اللہ کے ہاں بڑھیں گے۔ اس لئے گھر کے کام میں پسینہ بہانا، مشقت اٹھانا ایسا ہی ہے کہ جیسے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز کی عبادت کا اجر پانا۔ اس لئے عورت گھر کے کاموں کو خوشی سے قبول کرے اور اپنے دل میں یہ سوچے کہ ان کاموں کی وجہ سے میرا رب مجھ سے راضی ہوگا۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک عورت وہ ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں مصروف ہو اور اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف ہوں۔ جب نبی علیہ السلام یہ فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو گھر کے کام کاج خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کام سمٹیں گے اور اجر ملے گا اور دوسری بات کہ اپنی صحت بھی ٹھیک رہے گی۔ چونکہ آج گھر کے کام کاج کرنے کی عادت نہیں اس لئے لڑکپن کی عمر ہوتی ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کوئی کہتی ہے میرے سر میں درد ہے، ذرا سا بس کوئی بات سوچتی ہوں تو سر میں درد ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتی ہے، مجھے **Lowback Pain** (کمر درد) شروع ہو گئی ہے۔ کسی کو آنکھوں میں اندھیرا محسوس ہوتا ہے۔ یہ ساری مصیبتیں ہاتھ سے کام نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک چکی تھی اور وہ چکی کے اوپر گندم خود پیستی تھیں جس سے روٹی بنائی جاتی تھی۔ سوچنے کی بات ہے اگر ام المؤمنین اپنے ہاتھوں سے چکی خود پیستی تھیں تو پھر آج کی عورت اپنے گھر کا کام خود کیوں نہیں کرتی۔ جب گھر کا کام نہیں کریں گے تو پھر کہیں گے جی اب ہمیں

سوئمنگ کلب میں جانے کی ضرورت ہے، چربی چڑھ رہی ہے۔ پھر ہمیں ٹریڈمل لا کردیں تاکہ ہم اس پر چلا کریں۔ کیا ضرورت ہے ان کی، گھر کے کام کاج میں ایک تو اجر ملے گا دوسرا خاوند کا دل جیت لوگی اور پھر تیسرا یہ کہ خود بخود آپ کے جسم کی شوگر توانائی میں بدل جائے گی اور آپ کی صحت بھی درست رہے گی۔ تو گھر کے کام کاج کو اپنی عزت سمجھیں اور اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ اور اس کو سمجھیں کہ میں مصلے پہ بیٹھ کر جو عبادت کروں گی اس سے زیادہ گھر کے کام کاج کرنے سے مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا۔

(۱۱) گھر کو صاف ستھرا رکھئے

گیارہویں بات یہ کہ اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھئے۔ کچھ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ طبیعت میں سستی ہوتی ہے، ہر وقت پھیلاؤ ڈال دیتی ہیں۔ گھر کے اندر پھیلاؤ کا ہونا، چیزوں کا بے ترتیب پڑا ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَال .

(اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے)

تو جب نبی علیہ السلام نے گواہی دے دی کہ اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی بکھری پڑی چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آتیں۔ لہٰذا عورت اس نیت سے اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھے کہ میرے گھر کی چیزیں ترتیب سے پڑی ہوں گی اور گھر صاف ستھرا ہوگا تو میرے مالک کو یہ گھر اچھا لگے گا۔ میری محنت قبول ہو جائے گی۔ جب آپ گھر میں بیٹھی جھاڑو یا وائپر چلا رہی ہوں تو یوں سمجھئے کہ گھر ہی صاف نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے

گھر کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ تو گھر کا جھاڑو دینا یوں سمجھئے کہ میں بیٹھی اپنے دل کی ظلمت پر جھاڑو دے رہی ہوں۔

گھر کو صاف ستھرا رکھئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ.

کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاکیزہ رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس لئے ہر چیز کا صاف ستھرا ہونا، پاکیزہ ہونا اور گھر کی ہر چیز کا سیٹ ہونا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے۔

چیزوں کو ترتیب سے رکھنے کا اجر

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ عورت جب گھر میں پڑی ہوئی کسی بے ترتیب چیز کو اٹھا کر ترتیب سے رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اب دیکھئے ہر عورت گھر میں برتن درست کرتی ہے تو اسے کتنی نیکیاں مل جاتی ہیں اور کتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کپڑے سمیٹتی ہے، چیزوں کو سمیٹتی ہے گھر میں روزانہ اپنے گھر کی چیزوں کو سیٹ کر دیتی ہے۔ جتنی جتنی چیزوں کو اس نے اپنی اپنی جگہ پر رکھا ہر ہر چیز کو رکھنے کے بدلے ایک گناہ معاف ہوا اور ایک نیکی اللہ نے عطا فرما دی۔ اس طرح دیکھئے کہ ایک عورت گھر میں کام کاج کے دوران کتنا ثواب حاصل کر سکتی ہے۔ اگر اس نیت سے گھر کو صاف رکھیں گی کہ لوگ آئیں گے اور تعریف کریں گے تو یہ آپ کی ساری محنت صفر ہو گئی۔ اس لئے کہ مخلوق نے کہہ بھی دیا کہ بڑا اچھا گھر ہے تو آپ کو کیا مل گیا۔ اگر اتنی محنت کر کے پسینہ بہا کے فقط لوگوں کی زبان سے ہی آپ نے سننا ہے کہ بھئی بڑا اچھا گھر ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فقد قیل یہ کہا جا چکا۔ تو یہ

نیت مت کریں۔ نیت یہ کریں کہ میں گھر کو سیٹ کروں گی کیونکہ میں گھر والی ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت بھی ہیں اور خوبصورتی کو پسند بھی فرماتے ہیں، لہٰذا میں اپنے گھر کو سیٹ کر کے رکھوں گی۔ سیٹ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس میں آپ کرسٹل سجائیں گی اور اس میں آپ سینکڑوں ڈالر کی چیزیں لا کے رکھیں گی۔ یہ سیٹ کرنا نہیں بلکہ جتنے وسائل ہوں جیسے بھی ہوں مگر چیز کے اندر صفائی ہو اور سلیقہ مندی ہو۔ صفائی کے لئے کوئی ڈالروں کی ضرورت نہیں بلکہ انسان نے اپنے کپڑے تو دھونے ہی ہوتے ہیں تو ذرا صاف ستھرے کپڑے رکھنے کی عادت رکھ لے۔ اسی طرح چیزوں کو تو سمیٹنا ہی ہوتا ہے تو سلیقہ مندی سے چیزوں کو رکھ لے۔ تو صفائی اور سلیقہ کا ہونا یہ گھر کے خوبصورت ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ایسا چپس کا بنا ہوا ہو، ایسے پتھر ہوں کہ باہر کے ملک سے آئے ہوئے ہوں تب جا کے گھر خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۱۲) فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالیں

فون پر بات مختصر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا تعلق بندے کی عادت کے ساتھ ہے۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ بس فون کے اوپر بے مقصد گفتگو شروع کر دیتی ہیں...... اچھا آپ کیا پکا رہی ہیں؟...... ہاں میں بھی آج یہ پکا رہی ہوں ......اب یہ کمنٹری چل رہی ہوتی ہے۔ اب اس قسم کی گفتگو میں آدھا گھنٹہ گزار دیا۔ اور یہ سمجھ ہی نہیں ہوتی کہ زندگی کا قیمتی وقت آپ نے خواہ مخواہ کی بے کار باتوں میں گزار دیا۔ بس To the point (مطلب کی) بات کرنے کی عادت

ڈالیں۔اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ایک تو وقت بچتا ہے اور دوسرا کئی اور مصیبتوں سے غیبتوں کے سننے سے انسان بچ جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو اپنے گھر کی دال پکانے کی باتیں سنائے گی وہ ممکن ہے کہ اپنی ساس کی کوئی غیبت کی بات بھی سنا جائے اور آپ کو پتہ ہی نہ چلے۔ اسلئے فون پر مختصر سی بات کرنے کی عادت ڈالیں۔اور اگر دوسری طرف کوئی غیر محرم مرد ہے تو اپنے لہجے کے اندر سختی رکھیں کہ اگر اس نے دو فقرے بولنے ہیں تو دو کی جگہ ایک فقرہ ہی بول کر فون بند کر دے۔ اس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (الاحزاب:۳۲) یعنی تمہیں غیر محرم سے گفتگو کرنی پڑ جائے تو اپنے لہجے میں لوچ مت پیدا کرو۔نرمی نہ پیدا کرو۔آج کل تو یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد غیر محرم ہے تو ایسی میٹھی بن کے بات کریں گی کہ جیسے سارے جہاں کی مٹھاس اس میں سمٹ آئی ہو۔شریعت میں اس کو حرام کہا گیا۔

غیر محرم مرد سے بات ذرا جچے تلے لہجے میں کرے۔ایک اصول سن لیں۔ ہمیشہ بات سے بات بڑھتی ہے۔یہ فقرہ یاد رکھ لیں کام آئے گا۔جوان لڑکیاں اس فقرے کو اپنے دل پر لکھ لیں ...... ''بات سے بات بڑھتی ہے۔'' مقصد آپ سمجھ گئیں ہیں۔ پہلے انسان بات کرتا ہے اور بات کرنے کے بعد ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے۔اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام آئے مگر ان میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔ دنیا میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے کہا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (الاعراف:۱۴۳) اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔تو مفسرین نے لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے فقط حضرت موسی علیہ السلام نے یہ دعا کیوں مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔تو مفسرین نے لکھا کہ اس

لئے کہ وہ کلیم اللہ تھے ۔ اللہ سے گفتگو کرتے تھے ۔ جب کوئی گفتگو کرتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ متکلم سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔تو یہاں سے معلوم ہوا کہ فون پر جب آپ بات سے بات بڑھائیں گی تو پھر اگلا قدم گناہ کی طرف جائے گا۔اس لئے پہلے قدم پر ہی اپنے آپ کو روک لیجئے۔جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھے وہ بڑے گناہ کا سبب بنتا ہے۔اس لئے اگر کوئی بچی یہ سمجھتی ہے کہ میں تو کزن سے صرف فون پر بات کرتی ہوں تو یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھتا ہے وہ گناہ بڑے گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱۳) اہم باتیں نوٹ کرنے کیلئے ایک نوٹ بک بنائیں

تیرھویں بات یہ ہے کہ گھر کے اندر آپ اپنی نوٹ بک خود بنائیں اور اہم باتوں کو اس کو میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔عورتوں میں یہ چیز بہت کم ہے۔کچھ نیک بیویاں اس کی پابندی کرتی ہوں گی وگرنہ نوٹ بک نہیں بنائی جاتی۔کئی اہم باتیں خاوند کو کہنی ہوتی ہیں لیکن موقع پر یاد نہیں آتیں۔اور کئی اہم کام کرنے ہوتے ہیں جو خاوند بتا کے جاتا ہے وہ بھول جاتی ہیں۔چنانچہ گھر کی کئی مصیبتیں اس وجہ سے شروع ہوتی ہیں۔تو فقط اپنی یادداشت پر بھروسہ نہ کریں۔اس لئے کہ جب گھر میں عورت کی اولاد ہونی شروع ہو تو عام طور پر اس کی یادداشت اتنی اچھی نہیں رہتی۔کئی مرتبہ یہ جلدی بھول جاتی ہے۔جب گھر کے اندر ڈائری ہوگی تو اس ڈائری میں خاوند نے جو کام کہے وہ بھی لکھ لے۔کسی اور نے کوئی کام کہا تو وہ بھی لکھ لے۔کسی کو کام کیلئے کہنا ہے تو وہ بھی لکھ لیا کرے۔تو روز کا ایک صفحہ متعین کر لیں اور اس کے اوپر آپ نے جو باتیں کرنی ہیں وہ لکھ لیں۔جو کہنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔اور پھر شام کو دیکھ لیں کہ میں نے یہ سب کام سمیٹے یا نہیں؟ یہ نوٹ بک کا بنانا

جب آپ شروع کریں گی تو آپ دیکھیں گی کہ آپ کی زندگی میں ایک ڈسپلن آ جائے گا۔ آپ کی زندگی خود بخود اچھی ترتیب والی زندگی بن جائے گی۔ اور پھر آپ وقت کا بھی خیال رکھیں گی۔ جب آپ کو پتہ ہوگا کہ آج میں نے اتنے کام سمیٹنے ہیں، پھر کسی کے فون آنے پر آپ اس سے دال پکانے کی باتیں نہیں پوچھیں گی۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔

آج ارجنٹ (فوری نوعیت کے) کاموں کی وجہ سے عورتیں **Important** (اہم) کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتیں۔ یہ بات سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے بدانتظامی کی وجہ سے اور زندگی میں ترتیب نہ ہونے کی وجہ سے آج عورتیں ارجنٹ کاموں میں اتنا الجھ جاتی ہیں کہ اہم کاموں کے لئے ان بے چاریوں کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہر وقت **Fire-fighting** کرتی پھر رہی ہوتی ہیں۔ تھوڑا وقت رہ جائے تو کہتی ہیں اچھا یہ کام بھی سمیٹنا ہے، اچھا یہ کام بھی سمیٹنا ہے۔ کل تو فلاں تقریب ہے۔ ہر وقت **Fire-fighting** کرنے کی ضرورت نہیں۔ پلاننگ کے ساتھ زندگی گزاریے۔ کسی نے کہا،

Well plane half done

جب آدمی کسی کام کا اچھا پلان (منصوبہ بندی) کر لیتا ہے تو یوں سمجھو کہ آدھا کام ہو جاتا ہے۔ تو یہ نوٹ بک کا بنانا اور اپنے وقت کا خیال رکھنا اور اپنے کاموں کو اس میں لکھ لینا آپ کے لئے فائدے کا سبب بنے گا اور آپ کہیں گی کہ پیر صاحب نے ہمیں بہت اچھی فائدے کی بات بتائی ہے۔ اکثر خاوندوں کے ساتھ جو نوک جھوک ہوتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ بیوی نے خاوند کو کام کہا۔ خود بھی بھول گئی، خاوند بھی بھول گیا۔ کئی دن کے بعد یاد آیا تو الجھ پڑے۔ اگر یہ نوٹ بک میں لکھا ہوتا تو آپ روزانہ اس کو یاد دلا سکتی تھیں، وقت سے پہلے یاد دلا سکتی تھیں۔

یا خاوند نے کوئی بات کہی تو بیوی کرنا بھول گئی۔ اس پر خاوند کے ساتھ نوک جھوک شروع ہو گئی۔ تو اس لئے نوٹ بک کا بنانا آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے لئے بڑے فائدے کا سبب بن سکتا ہے۔

(۱۴) کچھ ضرورت کی چیزوں کو سنبھال کر رکھیں

گھر کے اندر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی ہنگامی طور پر اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ان کو گھر میں مناسب جگہ پر ہر وقت تیار حالت میں رکھیں تا کہ پریشانی سے بچ جائیں۔

مثال کے طور پر ہر عورت کو اپنے گھر کے اندر ایک چھوٹا سا فرسٹ ایڈ بکس (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنانا چاہیے۔ عورتیں عموماً اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ لہٰذا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ان کو ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے۔ ذرا سا کسی بچے کو زخم آ گیا تو کہتی ہیں، اچھا چلو جی ڈاکٹر کے پاس۔ اب ڈاکٹر کے پاس تو بچے نے جانا ہے ماں اس کے ساتھ ویسے ہی جا رہی ہے۔ جب ایک عورت ایک غیر محرم ڈاکٹر کے پاس جائے گی تو اس سے بات بھی کرنی پڑے گی۔ کئی مرتبہ چہرہ بھی کھول بیٹھے گی اور کئی مرتبہ پھر بات سے بات بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے شیطان کے دروازے کو بند کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ کی جو دوائیں ہوتی ہیں یا چیزیں ہوتی ہیں وہ گھر کے اندر رکھ لی جائیں۔ سر درد کی گولی اور بخار وغیرہ کی دوائی کو سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ تو ہر گھر کے اندر عورت اپنا فرسٹ ایڈ بکس بنا لے۔ فرض کریں بچے کو کوئی چوٹ لگ سکتی ہے یا آپ کا ہاتھ جل سکتا ہے تو اگر گھر میں کریم رکھی ہوگی جو زخم پر لگانے کے لئے یا جلنے کی کیفیت میں لگانے کے لئے ہے تو جب زخم پر فوراً وہ چیز لگ جائے گی تو پھر اس کا نشان جسم پر نہیں رہے گا۔

ہوتا کیا ہے کہ فرض کرو بچہ جلا یا خدانخواستہ عورت کا ہاتھ جل گیا۔ اب ڈاکٹر کے پاس خاوند لے کر جائے گا اور خاوند کام سے شام کو آئے گا۔ اب جب چار پانچ گھنٹے زخم کو اسی طرح گزر گئے۔ تو ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے پہلے اتنا نقصان ہو چکا ہوتا ہے کہ زخموں کے نشان رہ جاتے ہیں۔ تو گھر کے اندر فرسٹ ایڈ کا کچھ انتظام ہونا چاہیے۔ یہ عورت کے لئے دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی فائدے کا سبب ہے۔ عورتوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ مرد ڈاکٹروں کے پاس حتیٰ الوسع جانے سے پرہیز کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ غیر محرم کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔

اسی طرح چابیوں کی جگہ متعین کر لیجئے۔ اکثر جب کہیں جانے کا وقت ہوتا ہے تو چابیاں نہیں ملتیں۔ چابیاں ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں اور جب چابیاں نہیں ملتیں تو خاوند ان کی چابی گھماتا ہے کہ تم نے کہاں رکھ دی۔ پھر جھگڑا بنتا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ مجھے ڈانٹ پڑ گئی۔ اس لئے انہیں سنبھال کر متعین جگہ پر رکھیں۔

اسی طرح چھری بھی ایسی چیز ہے جس کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسے بھی مخصوص جگہ پر رکھا کریں۔ پھل اور سبزی کاٹنے کے لئے الگ الگ چھری کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک چھری ہو اور اسی سے پیاز کاٹا ہو اور تھوڑی دیر کے بعد اسی چھری سے سیب کاٹا ہو تو پیاز کا ذائقہ سیب میں شامل ہو جائے گا اور وہ بدمزہ ہو جائے گا۔ بلکہ وہ کم بدمزہ ہوگا اور گھر کا ماحول زیادہ بدمزہ ہوگا۔

جیولری بکس عورتوں کے پاس ہوتا ہے۔ اس کو بھی سنبھال کر رکھئے۔ اس قسم کی اہم چیزوں کے رکھنے کا ایک ضابطہ بنا دیجئے۔ تاکہ آپ جس وقت چاہیں اسی وقت وہ چیز مہیا ہو سکے۔ آپ کی زندگی کے کئی سارے جھگڑے ان چیزوں کی وجہ

سے سے وابستہ ہوتے ہیں ۔ اگر آپ غور کریں گی تو ان چیزوں کا خیال رکھنے کی وجہ سے جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شیطان کو ان چیزوں کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

(۱۵) خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرے

جب بھی خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے اس کو ہمیشہ دعا کے ذریعے الوداع کہے۔ فی امان اللہ کہے۔ دعا دے۔ جیسے ہماری بڑی عورتیں پہلے وقتوں میں اپنے میاں کو کہتی تھیں۔ یہ کتنی پیاری بات ہے کہ میری امان اللہ کے حوالے۔ جب آپ نے اپنی امانت اللہ کے حوالے کر دی تو اللہ تعالیٰ محافظ ہے وہ آپ کی امانت کی حفاظت کرے گا۔ آج کتنی عورتیں ہیں جو خاوند کو گھر سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ کہتی ہیں؟ بہت کم۔ چونکہ نہیں کہتی اسلئے ان کے خاوندوں کی حفاظت بھی نہیں ہوتی۔ پھر روتی ہیں کہ خاوند باہر جاتے ہیں تو ان کو باہر زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ بھئی آپ نے تو اپنی امانت اللہ کے حوالے ہی نہیں کی، اب آپ اللہ سے کیا توقع رکھتی ہیں، کیوں وہ ان کی حفاظت کرے۔ تو نیک بیویاں ہمیشہ خاوند اور بچوں کو گھر سے رخصت ہوتے ہوئے ان کو دعا دیتی ہیں۔ اونچی آواز سے کہنے کی عادت ڈالیں بلکہ دروازے تک ساتھ آیا کریں اور پھر کہا کریں۔ فی امان اللہ۔ فی حفظ اللہ۔ فی جوار اللہ۔ کچھ نہ کچھ ایسے لفظ کہا کریں۔ یا ویسے ہی کہہ دیا کریں کہ میری امانت اللہ کے حوالے۔ تو جب آپ اپنی امانت اللہ کے حوالے کر چکیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی Let down نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ اور یقین تو ہماری زندگی کی بنیاد ہے۔

تو ایک عادت یہ ہو کہ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو دروازے تک جا کر اس کو الوداع کہیں دعا کے ذریعے اور جب خاوند گھر میں آئے جتنی بھی مصروف ہوں ایک منٹ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکرا کر اپنے خاوند کا استقبال کریں۔ جب بیوی مسکرا کر خاوند کا استقبال کرے گی ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ تو ظاہر ہے کہ خاوند کی نظر مسکراتے چہرے پر پڑے گی تو اس کے دل میں بھی محبت اٹھے گی۔ آج اس چیز پر عمل کم ہے اس لئے زندگی میں پریشانیاں زیادہ ہیں۔

(۱۶) خاوند کے آنے سے پہلے اپنے کو صاف ستھرا کرلے

سولہواں پوائنٹ یہ ہے کہ جب خاوند کے آنے کا وقت ہو تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب باہر جب نکلنا ہو تو دلہن کی طرح سج دھج کے باہر جائیں گی اور خاوند نے جب آنا ہو تو پھر ایسی میلی کچیلی رہیں گی کہ بندے کی دیکھ کر ہی طبیعت خراب ہو جائے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ جتنی بھی نیک عورتیں گزری ہیں ان سب کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ روزانہ اپنے خاوند کے آنے کے وقت پر اپنے آپ کو بنا سنوار لیتی تھیں اور یہ بنانا سنوارنا ان کے لئے عبادت کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس کا پتہ نہیں کیوں خیال نہیں کرتیں حالانکہ کتابوں میں بھی یہ بات بہت لکھیں گئی ہے۔

ایک نیک بیوی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ہر رات اپنے آپ کو سنوارتی سجاتی اور اپنے میاں سے پوچھتی تھی کہ آپ کو میری خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر وہ کہتے ہاں تو میاں کے ساتھ وقت گزارتی اور اگر وہ کہتے نہیں مجھے نیند آرہی ہے سونا ہے تو وہ مصلے پہ کھڑی ہوتی اور ساری رات اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھ

کر گزار دیتی تھیں۔ تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کے لئے گھر میں بن سنور کر رہے۔ بننے سنورنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ روزانہ دلہن کے کپڑے پہنے۔ بس کپڑے ہوں، صاف ستھرے ہوں اور انسان نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہو، چہرہ دھویا ہوا ہو، صاف ستھرا ہو، خوشبو استعمال کی ہوئی ہو۔ اسی کو بننا سنورنا کہتے ہیں۔ تو یہ بننا سنورنا عورت کے گھر کے فرائض میں شامل ہے۔ اس میں سستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ آپ باہر جائیں تو سادہ کپڑوں میں جائیں۔ باہر زرق برق لباس پہننے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ سادہ کپڑوں میں باہر جائیں گی تو فتنوں سے بچ جائیں گی۔ یادرکھیں لباس کی سادگی عورت کے حسن کی حفاظت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لئے دستور بنائیں کہ جب باہر جائیں تو کپڑے صاف ستھرے ہوں مگر سادہ ہوں۔ اور گھر میں ہوں تو پھر کپڑے اپنے خاوند کے لئے جو بھی پہن سکتی ہیں مگر اپنے آپ کو بنا سنوار کے تیار رکھیں۔

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک لشکر سے واپس آ رہے تھے۔ مدینہ کے باہر ہی آپ نے قیام فرمایا۔ حالانکہ گھر بہت قریب تھے اور گھر جا بھی سکتے تھے مگر نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم رک جاؤ اور اپنے گھروں میں اطلاع بھجوا دو تاکہ بیویاں اپنے آپ کو خاوندوں کے لئے تیار کر لیں۔ تو نبی ﷺ کی سنت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ نبی علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ جب عورتوں کو پتہ ہو کہ میاں کے آنے کا وقت ہے تو اس وقت میلے منہ پر میک اپ کرنے کی بجائے ذرا صاف ستھری ہو کر رہیں تاکہ نبی علیہ السلام کی سنت کے اوپر ان کو عمل نصیب ہو سکے۔ جب خود ہی صاف ستھری نہیں رہیں گی تو کیسے توقع کرتی ہیں کہ خاوند کے دل میں ہماری روز نئی محبت ہونی چاہیے۔ جب خاوند توجہ نہیں کرتے تو پھر روتی پھرتی ہیں کہ

جی ساری دنیا کے ہوئے میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے

جب آپ نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی تو اب اپنے آپ کو ذرا صاف ستھرا بھی رکھئے تا کہ میاں کا طبعاً بھی آپ کی طرف محبت کا جذبہ زیادہ ہو جائے۔

(۱۷) خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرے

ایک ضروری بات یہ ہے کہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں اپنی تکلیف کی پروانہ کرے۔ نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر عورت کسی سواری پر سوار ہے اور اس کے خاوند نے اس کو کہا کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے تو وہ سواری سے نیچے اترے اور خاوند کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر سواری پر سوار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام نے بیویوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں ٹال مٹول نہ کریں اور اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھیں۔ چھوٹی موٹی تکلیف کا خیال نہ کریں۔ بلکہ یہ اجر کا کام ہے اور عورت کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور غسل کرتی ہے تو غسل کے پانی کے ہر ہر قطرے کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ تو سوچیے کہ عورت کے کتنے گناہ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعے سے معاف فرما دیئے۔ نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ عورتیں صحت مند ہونے کے باوجود اپنے خاوندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ٹال مٹول سے کام لیں گی۔ آج یہ شکائت اکثر ملتی ہے اور واقعی یہ قرب قیامت کی علامت ہے کہ عورتیں صحت مند بھی ہوتی ہیں، وقت بھی

ہوتا ہے، مگر خواہ مخواہ ٹال مٹول اس لئے کرتی ہیں کہ خاوند کو اپنی اہمیت جتلا سکیں۔ حالانکہ دوسری طرف مرد گناہ کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ جس کو حلال کھانے کو نہیں ملے گا تو صاف ظاہر ہے کہ حرام کی طرف للچائی نظروں سے دیکھے گا۔ اس لئے نیک بیویاں اپنے خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں چھوٹی موٹی تکلیف کی پروانہیں کرتیں۔ ہاں خاوندوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی عورت کی ضرورت کا خیال رکھیں اور اس کو زیادہ تکلیف میں نہ ڈالیں۔ بلکہ یہ چیز تو پیار و محبت سے تعلق رکھتی ہے اور آپس میں افہام و تفہیم کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔

شوہر عورت کیلئے جنت کا دروازہ ہے

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے شوہر جنت کا دروازہ ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو عورت اس حالت میں مری کہ اس نے فرائض کو پورا کیا یعنی فرض نمازیں پڑھیں، پردے کا خیال رکھا، فرضوں کو پورا کیا، اور اپنے خاوند کو خوش رکھا، اس کے مرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیں گے۔ محدثین نے فرمایا کہ خاوند عورت کے لئے جنت کا دروازہ ہے۔ خاوند کا خوش ہونا دروازے کا کھل جانا ہے اور خاوند کا ناراض ہونا دروازے کا بند ہو جانا ہے۔ اس لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

جب یہ حدیث پڑھتے ہیں اور دوسری طرف ہم کبھی یہ سنتے ہیں کہ ایک عورت عالمہ ہے، حافظہ ہے، قاریہ ہے اور پھر اپنے خاوند سے الجھتی ہے تو سچی بات ہے کہ کئی مرتبہ تو کانپ اٹھتے ہیں کہ اس عورت نے پھر دین کو کیا سمجھا۔ نبی علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ اگر اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔ اب

اس میں یہ تو نہیں کہا کہ نیک خاوند کو سجدہ کریں اور اگر خاوند نیک نہ ہو تو سجدہ نہ کریں۔ نہیں خاوند کو سجدہ کرے۔ لہٰذا خاوند نیک ہو یا بد، عورت کو چاہیے کہ اس کی خادمہ بن کے رہے۔ اللہ نے اس کو خادمہ بنایا، اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنے خاوند کی خدمت کو اپنا اعزاز سمجھئے، اپنی عزت سمجھئے اور خاوند کو خوش رکھئے۔ خاوند کو خوش رکھنا عورت کے لئے بہت آسان ہوتا ہے۔ مخلص عورت کا خاوند اس سے ویسے ہی خوش ہوتا ہے۔ جو عورت خاوند کی بات مان لیتی ہے خاوند اس کی بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ اس لئے خاوند کو خوش رکھنا جنت کے دروازے کو کھولنا ہے اور خاوند کو ناراض کرنا جنت کے دروازے کو بند کرنا ہے۔

ہم نے اپنے علماء سے کتابوں میں یہ بات پڑھی۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر کسی وجہ کے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی بیوی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ توجہ فرمائیے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر کسی وجہ کے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی شریعت کا حکم ہے کہ بیوی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ اور آج تو کہتی ہیں کہ نہیں اگر یہ بات اس نے میری نہ مانی تو میں نے اس سے بولنا ہی نہیں۔ اور گھر کے اندر پھر جھگڑا فساد ہوتا ہے۔ ضد تو آپ پوری کرلیں گی مگر اللہ کی رضا تو آپ کو حاصل نہیں نہ ہو گی۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھئے۔

(۱۸) گھر کے اندر ایک جگہ مصلّے کیلئے مخصوص کر دیں

گھر کے اندر مصلّے کی جگہ بنائیں اور اسی کو اپنے لئے مسجد سمجھیں۔ بڑا گھر ہے

تو ایک کمرے کو ہی مسجد بنالیں۔ یا اگر کمرے کے اندر تخت پوش رکھ کر مصلہ بچھا سکتی ہیں تو اس کو بنائیں۔ وہاں پر تسبیح بھی ہو، گٹھلیاں بھی ہوں اور قرآن مجید بھی قریب ہو اور حجاب بھی تاکہ جس نے نماز پڑھنی ہو وہ آسانی کے ساتھ صحیح پردے کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔

اس جگہ پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں حتیٰ کہ طبیعت مانوس ہو جائے۔اپنے فارغ وقت میں کرسیوں پر سکرین کے تماشے دیکھنے کی بجائے مصلے پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں۔صحابیات کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے میاں کام کاج کے لئے چلے جاتے تھے تو وہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کے چاشت کے نفل پڑھتی تھیں۔ چاشت صلوٰۃ الضحیٰ کو کہتے ہیں یعنی جب سورج اتنا بلند ہو کہ باہر کوئی جانور چلے تو اس کے پاؤں جلنا شروع ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاشت کی نماز میں روزی کی برکت کو رکھا ہے۔اب دیکھئے کہ میاں تو کام کے لئے چلا گیا، آپ اگر چاشت کی نماز پڑھیں گی اور دعا مانگیں گی کہ اے میرے مالک! میرا میاں کام کاج کے لئے گھر سے چلا گیا، میں آپ کی بندی دامن پھیلا کر مانگتی ہوں کہ میرے میاں کے کام کو قبول کر لیجئے اور اس کے بدلے ہمیں رزق حلال عطا فرمایئے۔خاوند کام کرے گا اور بیوی چاشت کے وقت دعا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حلال طیب اور پاکیزہ روزی عطا فرمائیں گے۔ صحابیات کا یہ خلق کتنی عورتوں میں ہے؟ ذرا سوچیں تو سہی کتنی عورتیں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھ کر اپنے میاں کے رزق میں برکت کی دعا مانگتی ہیں۔ جب عمل نہیں کرتی ہیں تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھروں میں بے برکتی ہوتی ہے۔اول تو روزی نہیں ہوتی یا اگر روزی ہوتی ہے تو گھر کے اندر الٹا فساد کا باعث بن جاتی ہے۔

(۱۹) اپنے دل کا غم فقط اللہ کا آگے بیان کریں

شکوے شکایتیں لوگوں کے سامنے یا میاں کے سامنے کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے کہنے کی عادت ڈالیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب عبادت کرنے کا موقع ملے تو لمبی دعا مانگنے کی عادت ڈالیں۔ دل کا جو غم اور بھڑاس ہے وہ فون پر سہیلیوں کو بتانے کی بجائے یا میاں کو بتانے کی بجائے اپنے رب کے سامنے کھولیں۔ جب آپ اپنے دل کے غم اور دکھ اپنے رب کو بتانا شروع کریں گی تو آپ کا پروردگار آپ کے دل کے غموں کو دور فرما دے گا۔ اس سے آپ کو دعا کی لذت بھی نصیب ہو جائے گی، آپ کے دل کو تسلی بھی مل جائے گی اور پھر آپ کو قضا کے اوپر صبر بھی نصیب ہوگا اور آپ کے دل میں یہ بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جس حال میں رکھے میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

نہ تو ہجر اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے اس حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہیں۔

(۲۰) اگر خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہ کرے

بیسویں چیز شریعت کی پیروی ہے۔ **لا طاعة المخلوق فی معصية الخالق** ۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی پیروی نہیں۔ حتیٰ کہ اگر خاوند بھی کوئی ایسا کام کہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں داخل ہو تو ہرگز بات نہ مانیں۔ مثلاً اگر خاوند کہے کہ پردہ اتار دو تو پردہ ہرگز نہیں اتارنا، ہاں خاوند کو کیسے سمجھانا ہے، اس کے لئے آپ اللہ والوں سے مشورہ کریں، علماء سے رجوع کریں۔ مگر کوئی کام

خلاف شریعت نہیں کرنا، چاہے ماں باپ ہوں، چاہے کوئی ہو **لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق۔**

کئی مرتبہ عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جی بس اس نے مجھے دھوکہ دے دیا اور میں نے کہا چلو میں تو یہ نہ کروں وہ نہ کروں۔ نہیں...... خلاف شریعت کام میں کسی کی کوئی پروانہیں۔ خلاف شریعت کام میں کسی کا دل ٹوٹنے کی کوئی پروانہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو خود راضی فرمادیں گے۔ ہاں جو کوئی پریشانی ہے کہ ایک طرف خاوند ہے، ایک طرف ساس ہے۔ ایک طرف اللہ کا حکم ہے تو اس سلسلے میں مفتی حضرات سے مشائخ سے رجوع کیجئے۔ وہ آپ کو میانہ روی اور اعتدال کا اچھا راستہ بتادیں گے۔ جس سے آپ کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملنا آسان ہوجائے گا۔

اپنے میاں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک کرانے کی کوشش کیجئے۔ اپنے بچوں کو، اپنے میاں کو، اپنے گھروں کے لوگوں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت کے ساتھ جہاں آپ کا دل ٹکتا ہو، جہاں آپ کی طبیعت لگتی ہو، جہاں دل کے اندر محبت ہو عقیدت ہو، اپنے گھر کے مردوں کو کسی نہ کسی شیخ کے ساتھ منسلک رکھئے۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ شیخ کی نسبت سے آپ کا میاں ایک تو نیکی پر رہے گا، گناہوں سے بچے گا اور دوسرا یہ کہ اگر وہ آپ کے حقوق پورے نہیں کر رہا تو کم از کم دنیا میں کوئی تو ایسا ہوگا جو آپ کے میاں کو حقوق پورے کرنے کی نصیحت کر سکے گا۔ ہم نے دیکھا کہ یہ بات کئی مرتبہ اجڑتے گھروں کے آباد ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا دین کے لئے آپ خود بھی ہر وقت کمر بستہ رہیے۔ اپنے بچوں کو اور اپنے میاں کو دین کے ساتھ منسلک رکھیے۔ بالخصوص کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک رکھنے سے آپ شریعت کی حفاظت میں آجائیں گی اور آپ کی زندگی

کی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ یہ چند باتیں ہم نے آپ کو اس لئے سمجھائیں تاکہ آپ کی زندگی خوشگوار بن جائے لیکن یہی ساری شریعت نہیں ہے بلکہ چند موٹی موٹی باتیں ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں آپ اللہ والوں سے سنیں گی۔ ان سب کو اپنا لینا چاہیئے۔ پروردگار آپ کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمادے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شوہر کا دل
جیتنے کے طریقے
از افادات
پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام
محبوب العلماء والصلحاء
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کا دل جیتنے کے طریقے

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

وَ قَالَ تعالیٰ فِی مقامٍ اخر

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

عورت...... مرد کیلئے ایک حسین تحفہ

اللہ رب العزت نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ جنت کی نعمتوں میں رہ رہے تھے مگر پھر بھی ان کی طبیعت کے اندر ایک اضطراب تھا۔ ایک بے چینی سی تھی۔ اس اضطراب اور بے چینی کو دور کرنے کے لئے اللہ رب العزت

نے اماں حوا کو پیدا فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا کہ ہم نے ان کو اس لئے پیدا کیا کہ آدم علیہ السلام اس سے سکون پائیں۔ تو گویا عورت اللہ رب العزت کی طرف سے مرد کی زندگی میں سکون پیدا کرنے کا ایک حسین تحفہ ہے۔ عورت اگر نیک ہو تو یہ جنگل میں منگل بنا سکتی ہے۔ ویران جگہ کو گلستان بنا سکتی ہے۔ اگر اس پر شرافت اور نیکی غالب ہو تو یہ گلاب کا پھول ہے، چمپا کی کلی ہے۔ نیلوفر کی پتی ہے۔

نبی علیہ السلام نے نیک خاتون کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمِرْءَةُ الصَّالِحَةُ (المسلم).

[دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع وہ نیک بیوی ہے]

تو دنیا میں سب سے بڑا انعام مرد کے لئے نیک بیوی کا ہونا ہے۔

بہترین مرد کون؟

اسی طرح مردوں میں اپنی بیوی کے لئے زیادہ بہتر وہ ہے جو ان کا خیال رکھتا ہے، حسن سلوک کا معاملہ کرتا ہے، ان کو محبت و پیار دیتا ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور ان کی زندگی کے اندر خوشیاں لے کر آتا ہے۔ اس نیک مرد کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

خیارکم خیارکم لنساء.

کہ مردوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔ گویا بیوی کے لئے جو انسان بہتر ہوگا وہ بہترین خاوند ہوگا۔ جو ماں کے لئے بہتر ہوگا وہ بہترین بیٹا ہوگا۔ جو اپنی بہن کیلئے بہتر ہوگا وہ بہترین بھائی ہوگا۔ تو ہر مرد کو چاہیے کہ وہ بہترین بیٹا بنے، بہترین بھائی بنے، بہترین خاوند بنے اور بہترین باپ بنے۔ اور یہ نعمت کیسے نصیب ہوسکتی ہے۔ جب انسان کے اندر اچھے اخلاق

ہوں، عادات اچھی ہوں، رہن سہن کے طریقے جانتا ہو۔ دوسرے کا دل جیت لے اور دوسروں کے غموں کو دور کر کے ان کے دلوں کو خوشیوں سے بھر دے،

نکاح کے بغیر زندگی ادھوری ہے

اسی لئے ایک آدمی جس کا نکاح نہیں ہوا، حدیث پاک میں اس کو مسکین فرمایا گیا اور جس عورت کا نکاح نہیں ہوا اس کو مسکینہ کہا گیا۔ تو اس سے اہمیت معلوم ہوتی ہے ازدواجی زندگی کی کہ وہ مکمل ہی نکاح کے بعد ہوتی ہے۔ مرد کی زندگی بھی ادھوری ہے جب تک بیوی ساتھ نہ ہو اور عورت کی زندگی بھی ادھوری ہے جب تک کہ مرد ساتھ نہ ہو۔ اور دین اسلام نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ بلکہ کافروں نے بھی یہاں تک کہہ دیا کہ

No life without wife

کہ بیوی کے بغیر تو کوئی زندگی ہی نہیں۔

مؤمنوں اور کافروں کی بیویوں میں فرق

مگر ایک فرق ہے۔ کافروں کی بیویوں میں اور مؤمنوں کی بیویوں میں۔ کافر لوگ یہ کہتے ہیں۔ اکثر ان کے ماحول معاشرے میں یہ بات سنی گئی کہ تین **W** (ڈبلیو) ایسے ہیں کہ جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک **W** سے **Wheather** (موسم)۔ وہ کہتے ہیں کہ موسم کا کچھ پتا نہیں ہوتا۔ ابھی سورج نکلا ابھی بارش ہوگئی۔ ابھی گرمی تھی ابھی ٹھنڈ ہوگئی۔ اور واقعی فرنگیوں کے ملکوں میں موسم ہے ہی اسی قسم کا۔ تو ایک تو موسم کی پیشین گوئی کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دوسرا **W** ڈبلیو سے **Work**۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی آپ کے پاس کام کوئی

نہیں۔ اور ابھی آپ کے پاس کام کی بھرمار ہو جائے۔

اور تیسرا W سے Wife وہ کہتے ہیں کہ اس کا بھی کوئی بھروسہ نہیں۔ آج تمہارے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہو گی تو یہ تو کافروں کی بیویوں میں بات ہے۔

مگر مؤمنہ عورت اور بیوی...... وہ تو اعتماد والی ہوتی ہے۔ وہ تو اللہ کی بندی ہوتی ہے۔ وہ تو اللہ کے نام پر ایک عہد کر چکی ہوتی ہے۔ **وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا**۔ بہت پکا عہد کر چکی ہوتی ہیں۔ وہ مرتے دم تک اپنے عہد کو نبھاتی ہیں۔ اور اپنے شوہر کی دہلیز کو کبھی بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں۔

نکاح ایک پختہ عہد کا نام ہے

یہ جو نکاح ہے۔ یہ گویا کسی مرد کی زندگی کا ساتھی بننے کیلئے ایک پکا عہد ہے۔ کہ اب آج کے بعد ہماری خوشیاں بھی ایک ہوں گی اور ہمارے غم بھی ایک ہوں گے۔ ہم ایک گاڑی کے دو پہیوں کی طرح پوری زندگی گزاریں گے۔ اسی لئے نکاح کرتے وقت اگر مرد کی نیت ہو کہ میں نے تھوڑے سے دن اس کو رکھ کے فارغ کر دینا ہے۔ تو شریعت کا مسئلہ ہے کہ نکاح ہوتا ہی نہیں۔ تو گویا نکاح کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے میاں بیوی بن کر زندگی گزارنی ہے اور ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو ہم نے اپنے سر پر لینا ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی کہے کہ نکاح تو میں کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس عورت کا میری میراث میں حصہ نہیں ہو گا تو یہ شرط نہیں مانی جائے گی۔ اس لئے کہ جب وہ بیوی بنی تو اب اس کو اس کی ہر چیز میں سے حصہ ملے گا۔ یہ نہیں ہے کہ ایک بیوی کو تو گھر میں بسایا اور دوسری بیوی کے ساتھ مزے اڑائے۔ تو شریعت نے اس کا راستہ ہی بند کر دیا کہ جب تم نکاح کرتے ہو تو صحیح معنوں میں اس کو اپنے پاس بسانے کی نیت سے نکاح کرو۔ اسی لئے اس کو شریک

حیات کہتے ہیں۔حیات کا مطلب ہے زندگی، تو یہ زندگی کی ساتھی ہے۔شادی کوئی فصلی بٹیروں والا کام نہیں ہوتا۔کوئی Seasonal (موسمی) چیز نہیں ہوتی۔شریک حیات زندگی کی ساتھی ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی غمخوار

آپ اگر نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو دیکھیں کہ جب وحی اتری تو ابتداء وحی میں نبی علیہ السلام نے جا کر اپنے دل کا غم کس کے سامنے کھولا؟ اپنی بیوی کے سامنے۔ بیوی نے کمبل اوڑھایا، بیوی نے لٹایا، بیوی نے تسلی کی باتیں کیں، بیوی ہی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی۔تو دیکھئے زندگی کے اتنے بڑے بوجھ کے موقع پر بیوی ساتھ نظر آتی ہے۔اور نبی علیہ السلام کی وفات کس حالت میں ہوئی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا سر مبارک تھا۔کیا ابو بکر و عمر نہیں ہو سکتے تھے۔صحابہ کرام اس جگہ خدمت کے لئے نہیں ہو سکتے تھے۔ یقیناً ہو سکتے تھے۔مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ دیکھو تمہاری زندگی میں بیوی کی وہ حیثیت ہے کہ اگر تم دنیا کو چھوڑ کر بھی جانا چاہو تو بیوی کی گود سب سے زیادہ بہتر جگہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی آخری تعلیم

اب نبی علیہ السلام نے جب آخری لمحات میں جو باتیں کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر وہ باتیں سنیں۔آواز دھیمی تھی۔ نبی علیہ السلام فرما رہے تھے التوحید التوحید توحید کا خیال رکھنا۔ وما ملکت ایمانکم۔اور جو تمہارے ماتحت ہیں تمہاری بیویاں ہیں اور دوسرے لوگ ہیں۔ تم ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔گویا نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کا

لب لباب یہ تھا کہ بندہ اللہ کی توحید پر پکار رہے اور دوسرا جو ماتحت ہے جیسے بیوی سب سے بڑی اس معاملے میں ہے۔تو اس کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

بیوی کی پریشانی انسان کو بوڑھا کر دیتی ہے

رحمٰن کے بندے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ (الفرقان:۷۴)

(اے اللہ ہمیں ایسی بیویاں دے اور ایسی اولادیں دے جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں)

کہ جن کو دیکھیں تو دل باغ باغ ہو جائے، طبیعت میں فرحت پیدا ہو جائے، ترنگ آجائے، ایسی بیوی ہو اور ایسے بچے ہوں۔اور جو بیوی انسان کے ساتھ موافقت نہ کرنے والی ہو، دین کے معاملے میں قدم ساتھ نہ بڑھانے والی ہو، یا دوسرے معاملات میں مرد کچھ کہے عورت کچھ کہے تو اس جیسا مظلوم انسان دنیا میں کوئی نہیں ہے۔اس لئے حدیث پاک میں دعا کی گئی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ اِمْرَئَةٍ تُشَيِّبُنِیْ قَبْلَ الْمُشِيْبِ

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ایسی عورت سے جو بڑھاپے سے پہلے بندے کو بوڑھا کر دے)

نافرمان اور ناموافق بیوی بندے کو بوڑھا کرنے میں گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے۔اس لئے ایک نوجوان کی بیوی اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتی تھی۔ تو اس نے بیوی کو کہا کہ اچھا میں مر جاؤں تو تم شادی جلدی کر لینا۔اس نے کہا، کیوں؟ کہنے لگا، اس لئے کہ جس سے شادی کرو گی اس کو پتہ چل جائے گا کہ مجھے جوانی میں موت کیوں آئی۔اس لئے کہ اگر انسان کے گھر کے اندر خوشیاں نہ ہوں تو اس کی زندگی زندگی نہیں رہتی، اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔

کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضرت۔ ماذ النکاح یہ نکاح کیا چیز ہے؟۔آپ نے فرمایا۔ لزوم مهر کہ نکاح سے مہر لازم ہو جاتا ہے۔اس نے کہا ثم ماذا پھر کیا؟۔فرمایا سرور شهر ایک مہینے کی لطف ولذت ہوتی ہے۔اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا هموم دهر زمانے کے غم ہوتے ہیں۔اس نے کہا حضرت پھر اس کے بعد کیا۔فرمایا کسور ظهر پھر کمر دوہری ہو جاتی ہے۔اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا دخول قبر بندہ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔

میاں بیوی کو باہم باعث سکون بننا چاہیئے

اس لئے میاں بیوی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ بیویوں میں سے سب سے بہتر بیوی وہ ہے جو خاوند کے ساتھ اچھی ہو، فرمانبردار ہو اور نیک ہو۔ یہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک تحفہ ہے اور خاوندوں میں سے بہترین خاوند حدیث پاک میں فرمایا۔ خیارکم لنساء۔ وہ جو عورتوں کے لئے بہتر ہو۔ ان کے ساتھ الفت ومحبت کا سلوک رکھے۔اچھی معاشرت رکھے۔آپ اس سے اندازہ لگا سکتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مردوں کو سفارش کی ہے۔وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی معاشرت رکھو۔ حیرت کی بات ہے کہ پروردگار عالم اپنے کلام میں عورتوں کی سفارش فرمارہے ہیں۔اس لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ جو آدمی اس آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کریں گے کہ میرے بندے! تو نے میری سفارش کو قبول کر لیا تھا، آج میں تمہارے عملوں کو قبول کر لیتا ہوں۔ چنانچہ میاں بیوی دونوں کی ذمہ داری ہے کہ اچھی ازدواجی زندگی گزاریں۔

اچھی ازدواجی زندگی کی پہچان کیا؟ لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا کہ تم اس سے سکون

پاؤ۔ تو جب بیوی کی زندگی میں سکون نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ خرابی موجود ہے۔ جب خاوند کی زندگی میں سکون نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں خرابی موجود ہے۔ اگر میاں اور بیوی دونوں کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو پرسکون زندگی دیں گے۔ رزق کا کم ہونا...... ہاتھ کا تنگ ہونا۔ یہ چیزیں انسان کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، زندگی کا حصہ ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دونوں کی زندگی میں سکون ہے یا نہیں۔ تو میاں بیوی دونوں کو پرسکون زندگی گزارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

ایک سمجھدار خاوند کی اپنی بیوی کو نصیحت

چنانچہ ایک خاوند تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو پہلی ملاقات میں یہ نصیحت کی۔ کہ چار باتوں کا خیال رکھنا۔

پہلی بات یہ ہے کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو بیوی کے طور پر پسند کیا۔ اگر آپ مجھے اچھی نہ لگتیں تو میں نکاح کے ذریعے آپ کو گھر ہی نہ لاتا۔ آپ کو بیوی بنا کر گھر لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ تاہم میں انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں اگر کسی وقت میں غلطی کر بیٹھوں۔ تو تم اس سے چشم پوشی کر لینا۔ چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دینا۔ غلطی تو انسان سے ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ غلطی کو معاف کرنے کا دروازہ بند نہیں کرتے تو انسان کیوں کرے۔

اور دوسری بات یہ کہی کہ دیکھنا کہ مجھے ڈھول کی طرح نہ بجانا۔ بیوی نے کہا کیا مطلب؟ اس نے کہا جب بالفرض اگر میں غصے میں ہوں تو میرے سامنے اس وقت جواب نہ دینا۔ مرد غصے میں جب کچھ کہہ رہا ہو اور آگے سے عورت کی بھی زبان چل رہی ہو تو یہ چیز بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اگر مرد غصے میں ہو تو عورت

پیچھے ہٹ جائے اور بالفرض عورت غصے میں ہے تو مرد پیچھے ہٹ جائے۔ دونوں طرف سے ایک وقت غصے میں آجانا یہ یوں سمجھئے کہ رسی کو دونوں طرف سے کھینچنے والی بات ہے۔ ایک طرف سے رسی کو کھینچیں اور دوسری طرف سے ڈھیلا چھوڑ دیں تو وہ نہیں ٹوٹتی۔ اگر دونوں طرف سے کھینچیں تو پھر کھچ پڑنے سے وہ رسی ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ اسی طرح میاں بیوی جب ایک وقت میں دونوں غصے میں آجائیں گے تو ریاضی کے اعتبار سے وہ غصے کا Square (مربع) ہو جائے گا۔ اس کا نتیجہ خطرناک ہوتا ہے۔

تیسری نصیحت اس نے کی کہ دیکھنا مجھ سے راز و نیاز کی ہر بات کرنا مگر لوگوں کے شکوے اور شکایتیں نہ کرنا۔ چونکہ اکثر اوقات میاں بیوی آپس میں تو بہت اچھا وقت گزار لیتے ہیں۔ مگر نند کی باتیں اور ساس کی باتیں اور فلاں کی باتیں۔ یہ زندگی کے اندر زہر گھول دیتی ہیں۔ تو اس نے کہا کہ تم کسی کے شکوے شکایتیں میرے ساتھ زیادہ نہ کرنا۔

اور چوتھی بات اس نے یہ کہی کہ دیکھنا دل ایک ہے یا تو اس میں محبت ہو سکتی ہے یا اس میں نفرت ہو سکتی ہے۔ ایک وقت میں دو چیزیں دل میں نہیں سما سکتیں۔ تو اس کی وجہ سے اس آدمی کی زندگی بہت اچھی گزری۔ کیونکہ اس کی بیوی نے ان اصولوں کا خیال رکھا۔

ایک مرد اپنی بیوی سے کیا چاہتا ہے؟

ہر انسان کی فطرت اور سوچ جدا ہوتی ہے۔ تاہم دیکھا یہ گیا ہے کہ نوجوان مرد ہو اس کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ میری بیوی خوبصورت ہو...... خوب سیرت ہو ...... خوش مزاج ہو...... صبر و تحمل والی ہو...... مزاج شناس ہو...... اور پاکدامنی کی زندگی گزارنے والی ہو۔ مرد عورت کی ہر غلطی کو معاف کر سکتا ہے۔ لیکن اس کی

پاکدامنی سے متعلق غلطی کو معاف نہیں کرتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود بھی اسی گناہ میں ملوث ہوگا مگر چاہے گا میری غلطی معاف ہو جائے۔ لیکن جب بیوی سے یہ گناہ سرزد ہو جائے تو کسی قیمت پر اس کو رکھنے کو تیار نہیں ہوتا۔ تو مرد کی نظر میں عورت کی ہر غلطی معاف ہونے کے قابل ہے لیکن اگر اس کا کردار بگڑ گیا تو پھر وہ مرد کی نظر میں رکھنے کے قابل نہیں ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ماں باپ خود جیسے بھی ہوں مگر دل میں یہ تمنا ہوتی ہے کہ میری اولاد نیک بنے۔ بے نمازی لوگوں کو دیکھا جن کا مسجد سے واسطہ بھی نہیں ہوتا اولاد کے بارے میں وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میری اولاد نیک ہو، نمازی ہو۔ اسی طرح مرد کی فطرت اللہ نے ایسی بنا دی کہ یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی پاکدامنی کی زندگی گزارنے والی ہو۔ اگر مرد کی عمر ذرا بڑی ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ عورت عقل سمجھ میں مجھے افضل سمجھے۔ بھلے اس کی بیوی زیادہ سمجھ دار ہو مگر مرد کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ میرے فیصلے کو مانا جائے، میری رائے لی جائے، جو میں کہہ رہا ہوں بس اس کو سنا جائے۔ تو پھر نیک بیویاں عقل مند بیویاں اس مرد کا ذہن ایسا بناتی ہیں کہ وہ وہی بات پسند کرتا ہے کہ جو اچھی ہوتی ہے۔

دوسرا وہ یہ چاہتا ہے کہ مجھے بیوی کا چہرہ ہمیشہ ہنستا مسکراتا نظر آئے۔ عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھیں کہ مرد جب باہر اپنے کام کاج میں ہوتا ہے تو اس کو بہت سارے تفکرات ہوتے ہیں۔ لین دین کے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاقات کے۔ جب وہ تھکا ماندہ پریشانیوں کو حل کرتا ہوا گھر واپس آتا ہے اور وہاں بھی اس کو باسی چہرہ نظر آتا ہے تو پھر اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ یا عورت اگر سامنے سے میلا منہ لے کر بیٹھی ہو تو مرد کی پھر اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ یا بیوی ہر وقت ہی رونا دھونا لگائے رکھے۔ یہ پریشانیوں سے سکون پانے کے لئے گھر میں آیا اور بیوی نے آگے سے بڑی پریشانیاں اکٹھی کی ہوئی ہوں تو یہ اس کی پریشانی کو اور زیادہ بڑھا

دیتی ہے۔تو یہ ذہن میں رکھنا کہ مرد کی یہ فطرت ہے، وہ چاہتا ہے کہ میں گھر آؤں تو مجھے ایسا ہنستا مسکراتا چہرہ ملے کہ میرے باہر کے غم ختم ہو جائیں اور مجھے سکون مل جائے۔ یہ بھی چاہتا ہے کہ عورت خدمت گزار ہو، رحم دل ہو اور درگزر کرنے والی ہو۔

جب مرد کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے یعنی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ بیوی میرے اوپر اعتماد رکھے...... بدگمانی نہ آئے ...... بد اعتمادی نہ پیدا کرے اور بیوی میرے سامنے جھوٹ نہ بولے۔ چونکہ جب عمریں زیادہ ہو جاتی ہیں تو لگتا ہے کہ بعض عورتیں زیادہ ہی سمجھدار ہو جاتی ہیں۔ وہ پھر پر کا پرندہ بنا کر دکھاتی ہیں۔تو اگر کوئی بیوی اپنے خاوند کے ساتھ ایسا کرے کہ جھوٹ بولے۔تو مرد اس چیز کو بڑھاپے کی عمر میں بہت برا سمجھتا ہے۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ میری غیبت نہ ہو۔ لہٰذا بڑی عمر کی عورتیں ذرا توجہ سے سنیں کہ وہ اس بڑھاپے کی عمر میں اپنے خاوند کی غیبتیں نہ کریں۔ نہ ماں باپ کے سامنے، نہ عورتوں میں بیٹھ کر اور نہ کسی اور کے سامنے۔ بلکہ اس بوڑھے کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ میری عزت کو بڑھایا جائے۔ اس کے اندر جو اچھی خوبیاں ہیں عورت کو چاہیے کہ وہ اچھی خوبیاں لوگوں کے سامنے کہے تاکہ لوگوں کے دل میں اس کی عزت بڑھ جائے۔ اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ بیوی مشکل میں میرا ساتھ دے۔ لہٰذا خاوند کے اوپر کوئی بھی پریشانی یا مشکل ہو تو بیوی اس میں اس کا ساتھ دے۔

شوہر کا دل جیتنے کے طریقے

ہمارے مشائخ نے ازدواجی زندگی کی باتوں کو بڑی تفصیل سے کھولا۔ اور اس پر پہلے کئی بیانات بھی ہو چکے۔ مگر اس رمضان المبارک میں ایک بیان

ازدواجی زندگی کے بارے میں ہونا ضروری تھا۔ تاکہ پڑھا ہوا سبق دوہرایا جائے۔ اور بھولی باتیں یاد آ جائیں اور کوئی نئی بات ہو تو آدمی کو عمل کا موقع مل جائے۔ لہٰذا چند باتیں ایسی بتائی جاتی ہیں کہ جن باتوں کو کرنے سے عورت اپنے خاوند کے دل میں اپنا مقام زیادہ بڑھا سکتی ہے۔ مرد کے دل میں عورت کی محبت بڑھے گی، عورت کا وقار پیدا ہوگا، عورت کا مقام پیدا ہوگا اور مرد اپنی بیوی سے والہانہ پیار کرے گا۔ اس کی وجہ سے عورت کی زندگی میں بہاریں آئیں گی۔ وہی سہاگن جسے پیا چاہے۔ سہاگ والی تو وہی ہوتی ہے کہ جس کو اس کا خاوند پسند کرتا ہو۔ وہی بھاگ والی وہی سہاگ والی۔

بیوی خاوند سے عزت کے صیغے میں بات کرے

اس میں سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ خاوند کے ساتھ بات ہمیشہ نرم لہجہ میں کی جائے اور عزت کے صیغے میں کی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گھر کا قوام بنایا عورتوں کے قوام۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ. (النسآء: ۳۴)

(مرد عورتوں کے سرپرست ونگہبان ہیں)

اور فرمایا:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرۃ: ۲۲۸)

(اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ حاصل ہے)

اب جب اللہ تعالیٰ نے ترتیب ایسی بنا دی تو اللہ کی بندیاں اس بات پر راضی ہوں خوش ہوں کہ اللہ نے ہمارے میاں کو ہمارا سردار بنایا، ہمارا بڑا بنایا۔ یہ بھی اس کو بڑا ہی بنا کر رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی ترتیب پر راضی رہے گی تو اس کا اپنا دنیا کا بھی فائدہ آخرت کا بھی فائدہ۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ عورت اگر پڑھی ہوئی زیادہ

ہے یا سمجھ دار زیادہ ہے یا عقل مند زیادہ ہے تو یہ پھر خاوند کے ساتھ حاکمانہ لہجے میں بات کرنے لگ جاتی ہے۔ جیسے آرڈرز پاس ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسے اس کے ساتھ ڈیل کرنا شروع کر دیتی ہے اور یہ چیز پھر خاوند کے دل میں نفرت پیدا کر دیتی ہے۔ عورت حسن میں زیادہ ہے، تعلیم میں زیادہ ہے، عقل میں زیادہ ہے، مال میں زیادہ ہے مگر درجہ پروردگار نے خاوند ہی کا رکھا۔ اس کو چاہیے کہ اپنے خاوند سے نرم لہجے میں گفتگو کرے عزت کے لہجے میں گفتگو کرے۔ ''تو'' کی بجائے ''آپ'' کے لہجے میں گفتگو کرے۔ جب یہ عزت کے ساتھ اس کا نام لے گی تو یہ چیز خاوند کے دل میں محبت کو بڑھا دے گی۔

چنانچہ صحابیات کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کی بات نقل کرنے لگتی تھیں۔ تو کہتی تھیں۔ حدثنی سیدی میرے سردار نے یوں کہا۔ اب اندازہ لگائیے اگر صحابیات اپنے خاوندوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کر سکتی ہیں۔ حدثنی سیدی میرے سردار نے مجھ سے یہ بات کہی۔ تو پھر آج کی عورت کو کم از کم ''آپ'' کے لفظ کے ساتھ تو گفتگو کرنی چاہیے۔

عورت اپنے اندر صبر وتحمل پیدا کرے

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کے اندر صبر وتحمل بہت ہونا چاہیے۔ اس لئے عورت کو گھر والی کہا جاتا ہے کہ گھر کی بنیاد ہوتی ہی عورت کے اوپر ہے۔ ہمارے بڑوں نے کہا کہ عورت اگر گھر آباد کرنا چاہے تو گھر آباد رہتا ہے اور برباد کرنا چاہے تو برباد ہو جاتا ہے۔ مرد اگر کلہاڑا لے کر بھی اپنے گھر کی بنیادیں گرانا چاہے تو نہیں گرا پاتا۔ عورت اگر سوئی لے کر بھی بنیادیں گرانا چاہے تو مرد سے پہلے گھر کی بنیادیں گرا دیتی ہے۔ تو اس لئے اس کے اندر صبر وتحمل ہونا چاہیے۔ اگر کبھی کوئی بات خلاف طبیعت ہو بھی جائے تو یوں سوچے کہ صبر کرنے والے سے اللہ تعالیٰ

محبت کرتے ہیں۔ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ اللہ کے لئے صبر کرلو۔ تو میں اس بات پر صبر کرتی ہوں۔ اللہ سے اجر کی امیدوار ہوں۔ تھوڑی دیر یہ صبر کرے گی تو وہی خاوند جس نے کوئی ناگوار بات کردی تھی وہ اتنی محبت کے موڈ میں آئے گا کہ عورت سمجھے گی کہ اس سے زیادہ محبت کرنے والا دنیا میں کوئی ہو نہیں سکتا۔ آخر انسان ہے اور اس کے اندر بھی احساسات اور جذبات ہیں۔ کسی وقت اگر غصے میں آ گیا تو کیا ہوا۔ اکٹھا رہنے سے اگر بے جان برتن بج سکتے ہیں تو پھر جاندار انسانوں کا بجنا تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ ممکن ہے ایک خوشی کے موڈ میں ہو اور دوسرا اس وقت کسی اور موڈ میں ہو۔ ایک نے بات کسی انداز سے کہی اور دوسرے نے اس کو کسی اور انداز سے سمجھا۔ تو غلط فہمیوں کا ہو جانا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ ایسے معاملے میں اگر صبر و تحمل ہو تو زندگی اچھی گزرتی ہے۔ اور اگر صبر تحمل نہ ہو اور انسان فوری ردعمل ظاہر کرے تو اس جیسا برا انسان کوئی نہیں ہوتا۔ بس ذرا سی بات ہوئی غصے کی آگ فوراً بھڑک اٹھی۔ دوسرے کی بات سمجھنے کی بجائے بس اپنی زبان سے کچھ بولنا شروع کر دیا۔

غلطی کو مان لینے میں عظمت ہے اور خاموشی میں عافیت ہے

غلطی کو مان لینا عظمت ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے کہ خاوند کہہ رہا ہے کہ تمہاری غلطی ہے تو اتنا ہی کہہ دیں کہ ہاں میری غلطی ہے۔ اس سے کیا ہو جائے گا۔ غلطی کو تسلیم کر لینے میں عزت ہوتی ہے۔ یہ ہتک نہیں ہوا کرتی۔ خاوند ہی ہے نا، خاوند کے سامنے ہی آپ کہہ رہی ہیں کہ جی غلطی ہوگئی، تو کیا ہوا۔ یا اگر خاوند نے کوئی بات کردی تو آپ اس کے جواب میں فوراً بولنے کی عادت نہ ڈالیں۔ ترکی بہ ترکی جواب دینا گھروں کے اجڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یاد رکھنا کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہے۔ یہ بات ذرا دل پر لکھ لیں۔ عورتیں اس بات کو ذرا تسلی سے

سنیں کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہوتا ہے۔ کئی مقامات پر خاوند کی بات سن کے چپ رہنا، اس سے خاوند کو اس کا جواب مل جاتا ہے۔ بعض مرتبہ الفاظ کی بجائے خاموشی میں زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔ جب خاموشی اور اعتراف کی بجائے دفاع شروع ہو جائے تو یہ سمجھئے کہ جنگ کا بگل بج گیا۔

ایک میاں بیوی میں اکثر جھگڑا ہوتا تھا اور ہوتا بھی اسی طرح کہ خاوند جب گھر آتا تو وہ آتے ہی کہتا یہ کیوں ہوا اور وہ کیوں ہوا۔ اور بیوی آگے سے جواب دینے لگ جاتی اور اسی وقت سے جھگڑا شروع ہو جاتا۔ چنانچہ بیوی کسی اللہ والے کے پاس گئی کہ جی گھر میں جھگڑا بہت ہوتا ہے، کوئی تعویذ دے دیں۔ انہوں نے پانی دم کر کے دے دیا اور کہا کہ جب تمہارا میاں گھر میں داخل ہو اس پانی کو پانچ دس منٹ تک منہ میں رکھنا، ان شاء اللہ جھگڑا نہیں ہوگا۔ اب وہ جب بھی آتا بیوی پانی کا گھونٹ بھر کے منہ میں رکھ لیتی اور خاوند کا پانچ دس منٹ میں غصہ اتر جاتا۔ پھر خاوند پیار کے موڈ میں آجاتا اور میاں بیوی کی اچھی زندگی گزرتی۔ چنانچہ دم شدہ پانی نے گھر کے جھگڑوں کو ختم کر دیا۔

کفایت شعاری اختیار کرے

عورت کو چاہیے کہ شوہر کے مال کا ڈر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اگر خاوند اس کے اوپر سوڈالر خرچ کر سکتا ہے تو وہ دو سو کا بوجھ مت ڈالے۔ اگر پانچ سو خرچ کر سکتا ہے تو وہ سات سو کا بوجھ نہ ڈالے۔ عموماً خاوندوں کو یہی شکایت رہتی ہے کہ ہم سوچ سمجھ کے جتنا بیوی کو بتا دیتے ہیں کہ اتنا تم خرچ کر لینا وہ اس سے زیادہ ہی کر لیتی ہے۔ اور یہ چیز وقت کے ساتھ ساتھ پھر خاوند کے دل میں بوجھ پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ بلکہ اس کے پیسے کو بچانے کی فکر کرے۔ بچت کی کوشش کرے جیسے اپنی چیز کی کوئی فکر کرتا ہے۔ جب عورت کے دل میں خاوند کے

مال کا ڈر آئے گا تو خاوند کو اس کے اوپر اعتماد بڑھ جائے گا۔ اس لئے اس کی حیثیت سے بڑی فرمائش کرنی ہی نہیں چاہیے۔ بلکہ عورت کی تو فرمائش خاوند ہی ہونا چاہیے کہ خاوند سفر پہ جارہا ہے پوچھے گا میں آپ کے لئے کیا لاؤں۔ تو آگے سے کہے، جی میرے لئے تو آپ کا آجانا سب سے بڑا تحفہ ہے...... مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ بس آپ ہیں تو میری زندگی کی خوشیاں ہیں۔

عورت کو چاہیے کہ ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے

عورت کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دے۔ کوئی گھر کا فیصلہ ہو، خاوند کی رائے ہو۔ کوئی معاملہ ہو، اختلاف رائے ہو، کوئی بندہ کچھ کہہ رہا ہو اور خاوند کچھ کہہ رہا ہو تو یہ سیدھا سیدھا اپنے خاوند کا ساتھ دے۔ عمر بن عبد العزیزؒ جب امیر المومنین بنے تو انہوں نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا کہ تمہارے والد بھی بادشاہ تھے، تمہارے بھائی بھی بادشاہ تھے اور اب میں تمہارا خاوند ہوں، میں بھی وقت کا خلیفہ بنا ہوں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے لوگوں نے بیت المال سے ضرورت سے زیادہ پیسہ لے کر اپنے رشتے داروں کو دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سب پیسہ بیت المال میں واپس کر دیا جائے۔ اس کی ابتدا میں اپنے گھر سے کرتا ہوں۔ تمہارے پاس یہ جو ہیرے موتی کی جیولری ہے یہ سب تمہیں بیت المال میں واپس کرنی پڑے گی۔ اب دو چیزوں کو چن لو اگر تو تم ان چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتیں تو مجھے چھوڑ دو اور اگر مجھے نہیں چھوڑ سکتیں تو ان سب چیزوں کو قربان کرو۔ فاطمہ مسکرائی اور کہنے لگی، امیر المومنین! میں اس سے کئی گنا چیزیں آپ کی خاطر قربان کر سکتی ہوں۔ تو یہ ہوتی ہیں نیک بیویاں جو اپنے خاوند کے دلوں پر حکومت کرتی ہیں اپنی محبت کی وجہ سے۔ دیکھیں مرد عورت پر حکومت کرتا ہے شرعی درجہ کی وجہ سے۔ مرد عورت پر حکومت کرتا ہے شریعت کے حکم کی وجہ سے اور عورت مرد کے دل

پر حکومت کرتی ہے اپنی محبت کی وجہ سے، اپنی سلیقہ مندی کی وجہ سے۔ اسی لئے شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو کہا۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ جس طرح انسان کا لباس اس کو گرمی سردی سے بچاتا ہے اسی طرح عورت اپنے خاوند کو پریشانیوں آفتوں مصیبتوں سے بچاتی ہے۔ اسی طرح خاوند اپنی بیوی کو پریشانیوں سے آفتوں سے مصیبتوں سے بچاتا ہے۔ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ لباس سے زیادہ قریب اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تو شریعت نے بتا دیا کہ اے خاوند اب تیرے لئے تیری ذات کے سب سے زیادہ قریب تیری بیوی ہے۔ اور بیوی کو بتایا کہ تیری ذات کے لئے سب سے زیادہ قریب تیرا خاوند ہے۔ اسی لئے جو عورت اپنے خاوند کی باندی بنے گی اس کی خدمت کی وجہ سے اس کا خاوند اس کا غلام بنے گا۔

جب نیک بنیں گے تب ایک بنیں گے

ایک اصول ذہن میں رکھ لیں کہ میاں بیوی کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ہم ایک بن جائیں۔ جسم ایک ہو جائیں، ہم ایک دوسرے پر قربان ہوں، ہم ایک دوسرے سے پیار محبت کی زندگی گزاریں، ہمارے دل ایک ہو جائیں۔ تو یہ بات اپنے دلوں میں لکھ لیجئے۔ جب نیک بنو گے تب ایک بنو گے۔ جب تک طبیعتوں میں نیکی نہیں آئے گی دل ایک نہیں بن سکتے ...... نیک بنو گے تو ایک بنو گے۔ اس لئے میاں کو چاہیے کہ وہ بھی نیک بنے۔ اس کے دل میں خوف خدا ہو اور بیوی کے دل میں بھی خوف خدا ہو۔ اس لئے سورۃ النساء کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو ہر چند آیتوں کے بعد۔ اِتَّقِ اللّٰهَ۔ اِتَّقِ اللّٰهَ۔ اِتَّقِ اللّٰهَ۔ کا لفظ ملے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے۔ کہ جب تک میاں بیوی کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوگا یہ اس وقت

تک ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت کی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ بعض بزرگ فرماتے تھے کہ جو عورت ایک اللہ کی بندی نہیں بنتی اس کو پھر ہزاروں کی باندی بننا پڑتا ہے۔ اب یہ دفتروں میں کام کرنے والی عورتوں کو دیکھیں، بے چاری سیل گرل بنتی ہیں۔ کیسے کیسے گاہکوں کی منت سماجت کرتی ہیں مختلف انداز سے۔ تو جو ایک کی بندی نہیں بنے گی وہ پھر ہزاروں کی باندی بنے گی۔

عورتوں میں بات کا بتنگڑ بنانے کی عادت

ہماری عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صفات رکھی ہیں۔ یہ صفات فرنگی عورتوں میں نہیں ہوتیں، کافر عورتوں میں نہیں ہوتیں۔ ان کے اندر فطری طور پر شرم وحیا ہوتی ہے...... ماننے کا جذبہ ہوتا ہے...... وفاداری ہوتی ہے...... نیکوکاری ہوتی ہے...... بچوں کے ساتھ بے پناہ محبت ہوتی ہے...... قربانی کا جذبہ ہوتا ہے...... اتنی خوبیاں ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ مگر دو باتیں زندگی کو زہر آلود بنا دیتی ہیں۔ اور یہ دو غلطیاں اکثر عورتوں میں ہوتی ہیں۔ ایک تو اس کے اندر بات کا بتنگڑ بنانے کا غلبہ ہوتا ہے۔ کوئی بات ذرا سی ناپسند آ گئی تو بس اس بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ ساس نے کوئی بات کر دی تو اب اس کا تماشا بنا دیا۔ نند نے کوئی بات کر دی تو صبر کرنے کی بجائے ڈرامہ بنا دیا۔ یہ جو بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہیں نا یہ بہت بری عادت ہے۔ اور دوسری بات کہ اگر کوئی غلطی ہو جائے اور اس کو سال دو سال گزر بھی گئے۔ لیکن جب کبھی کوئی بات ہو گی تو گڑا مردہ پھر اکھاڑے گی۔ وہ بات یاد رکھے گی بھولتی نہیں۔ نند کے طعنے دیں گی...... ماں کے طعنے دیں گی...... خاوند کو طعنے دیں گی۔ یہ گڑے مردے اکھاڑنا بہت بری عادت ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری مسلمان عورتوں میں اگر بات کا بتنگڑ بنانے والی عادت اور گڑے مردے اکھاڑنے والی عادت نہ ہو، بدزبانی والی عادت نہ ہو تو میرے حساب

سے تو ہماری عورتیں آج بھی جنت کی حوروں سے زیادہ افضل ہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں ناں کہ یہ اپنی اولاد پر قربان ہوتی ہیں۔ تو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ خاوندان کے ساتھ برا سلوک بھی کرتے ہیں پھر بھی خاوند پر نظریں جمائے رکھتی ہیں اور ادھر ادھر دیکھتی بھی نہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جب میں دیکھتا ہوں کہ اتنی پریشانیوں کے باوجود پھر مصلے پر بیٹھ کر اپنے رب سے دعائیں مانگتی ہیں۔ اللہ! میرے خاوند کو نیک بنا دیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ الحمد للہ مسلمان عورتوں میں تو اتنی خوبیاں ہیں بتا نہیں سکتے۔

تاہم جب ان پر غفلت اور شیطانیت سوار ہوتی ہے تو پھر ان میں بدگمانی بھی آتی ہے...... بدزبانی بھی آتی ہے...... ہٹ دھرمی بھی آتی ہے۔

ہمارے تجربے میں ایک یہ بات آئی۔ کہ بعض لڑکیاں پڑھ لکھ جاتی ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کے شوہروں کو ان سے زیادہ سکون ملے اور زیادہ خوشیاں ملیں، ان میں اپنے خاوند سے بحث مباحثہ کی عادت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اب دیکھنے کو عالمہ فاضلہ اور اپنے خاوند کے ناک میں دم کر دیتی ہیں۔ یہ دیندان تو بنی لیکن دیندار نہ بنی۔ تو بہ فرمایئے یہ لڑکی عالمہ فاضلہ بن کر دیندان تو بن گئی جس نے دین کو سمجھ لیا مگر دیندار نہ بن سکی۔ اپنے اوپر دین کو اپنا نہ سکی۔ تو دیندان بیویوں کی ضرورت نہیں ہوتی دیندار بیویوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

خاوند کی ناشکری نہ کرے

یہ بھی دیکھا گیا کہ زندگی بڑی اچھی گزرتی ہے۔ ذرا سی کوئی بات ہو بس ناشکری کی باتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ہاں جو کچھ آپ کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کے لئے کرتے ہیں، ہمارے لئے لیا کرتے ہیں، میں نے آپ کے گھر میں آ کے دیکھا ہی کیا ہے، بس میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ اس قسم کے فقرے جو عورت بولتی

ہے، حدیث پاک میں آتا ہے اس ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ میں نے ایک کتاب ایک عجیب بات پڑھی۔ مرد شرک کرے تو اس شرک کے اوپر اس کو کہا گیا کہ تمہارے کیے ہوئے عمل ضائع کر دیئے جائیں گے لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (زمر: ۶۵)۔ مرد اگر نبی علیہ السلام کی بے ادبی کرے تو اس کو کہا گیا اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (الحجرات: ۲)۔ تمہارے عملوں کو ضائع کر دیں گے۔ لیکن عورت کو ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تم اپنے خاوند کی ناشکری کرو گی تو ہم تمہارے بھی کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے۔ اس لئے ایک عالم کہا کرتے تھے۔ کہ عورت سے جب پوچھو کہ تمہیں خاوند کیسا لباس بنا کر دیتا ہے۔ کہے گی چار چیتھڑے۔ بھئی کبھی اس نے کوئی جوتی بھی اچھی لے کر دی۔ او جی چار لیتھڑے۔ بھئی گھر میں کوئی برتن بھی تمہیں لے کر دیئے ہیں۔ ہاں جی بس چار ٹھیکرے۔ بھئی تمہیں کھانا پینا کیسا دیتا ہے۔ او بھئی کیا کریں بس چار چھیچھڑے۔ تو بیوی کے دل میں خاوند کی قدر آتی ہی نہیں۔ بات بات پر تنقید کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ان کے دل میں میاں کا کوئی کام جچتا ہی نہیں ہے۔ جس وجہ سے ان کی زندگی پرسکون نہیں ہوتی۔

واقعہ مشہور ہے کہ ایک بڑے اللہ والے بزرگ تھے۔ ان کی بیوی ناشکری تھی۔ لوگ تو ان کے بڑے معتقد تھے لیکن بیوی ان کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتی اور بدزبانی کرتی رہتی۔ ایک دن انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ کوئی ایسا عمل مجھ کروایئے کہ بیوی کے دل میری قدر بیٹھ جائے۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہوا میں اڑنے کی کرامت عطا کر دی۔ چنانچہ وہ ہوا میں اڑتے ہوئے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے۔ بعد میں گھر آئے تو بیوی نے کہا کہ تو بھی بڑا بزرگ بنا پھرتا ہے، بزرگوں کو تو آج میں نے دیکھا کہ ہوا میں اڑتے جا رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اللہ کی بندی وہ میں ہی تو تھا۔ وہ جھٹ کہنے لگی اچھا میں بھی کہوں

کہ یہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے۔

تو اس بے چاری کو ناشکری کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر الله۔ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اپنے رب کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ لہٰذا بیوی کو اپنے دل خاوند کی شکر گزاری کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔

خاوند کے سامنے ہر وقت ترو تازہ رہے

ان کے اندر ایک عادت یہ دیکھی گئی کہ گھر کے اندر میلی کچیلی بن کر رہیں گی اور باہر جائیں گی تو بن سنور کر نکلیں گی۔ گھر میں دیکھیں تو بھنگن نظر آئیں گی اور باہر دیکھو تو حور کی بچی نظر آئیں گی۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ دنیا نے آپ کو محبتیں نہیں دینی خاوند نے محبت دینی ہے۔ اس لئے عورت کی ذمہ داریوں میں سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ مرد کی عمر جوانی کی ہو یا بڑھاپے کی ہو عورت ہمیشہ گھر کے اندر صاف ستھری رہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت دلہن ہی بن کر رہے۔ مگر صاف ستھرا رہنا تو ایک اچھی عادت ہے۔ میلا کچیلا بندہ تو کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا۔ تو صاف ستھری بن کر رہے اور خوش اخلاق خوش مزاج بن کر رہے۔

مرد کی پٹڑی کیوں بدل جاتی ہے؟

اب یہی وہ نکتہ ہے جہاں پہ آ کر مرد کی پٹڑی بدل جاتی ہے کہ مرد چونکہ خود پریشان ہوتا ہے اپنے کام اور کاروبار کی وجہ سے اور گھر میں جب آتا ہے تو اس کو بیوی باسی اور میلے منہ کے ساتھ بیٹھی نظر آتی ہے۔ اب اس کا دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔ وہی مرد جب دفتر میں جاتا ہے تو اس کو کام کرنے والی لڑکی نہائی دھوئی اچھے کپڑے پہنی مسکراتی نظر آتی ہے۔ اب اس کا رنگ گورا ہے یا کالا ہے۔ وہ جیسی

کیسی ہے اب اس کے خاوند کو وہ اچھی لگنے لگ جاتی ہے۔ اور اگر گھر میں بیوی جھگڑے والی ہے اور وہ پریشان حال ہو کر گھر سے نکلا اور دفتر میں کسی ایسی بدکردار لڑکی نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھ لیا۔ اور پوچھ لیا سر آج آپ بڑے پریشان نظر آتے ہیں۔ تو بس سمجھ لو کہ مرد کی پٹڑی بدل گئی۔ اس بدکردار لڑکی کا ایک فقرہ دوسری عورت کی ساری زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ہمیشہ عورت کے حق پر عورت ہی ڈاکہ ڈالتی ہے۔ مگر اس ڈاکے میں عورت کا اپنا بھی قصور ہے۔ اس کو چاہیے تھا کہ گھر میں خاوند کو سکون دیتی، خوشیاں دیتی، صاف نظر آتی، اس کے اندر دل کشی ہوتی۔ جب اس نے خود ہی اس چیز کو نظر انداز کر دیا تو گویا اس نے خاوند کو موقع دیا کہ یہ دوسری لڑکی کی طرف متوجہ ہو جائے۔ ایسی عورتیں جو میلی کچیلی رہتی ہیں وہ بے چاری شادی شدہ بیوہ ہوتی ہیں۔ خاوند ان کی طرف دھیان ہی نہیں کرتے۔

جو سمجھ دار عورت ہوتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ میری ذمہ داریوں میں سے جیسے یہ ہے کہ میں نماز ادا کروں، میرا مالک حقیقی خوش ہوگا ایسے ہی میرے فرائض میں سے ایک فرض ہے کہ میں صاف ستھری رہوں کہ میرا خاوند مجھ سے خوش ہو۔ اب دیکھو بندہ صاف ستھرا بھی رہے اچھا بھی رہے اور اوپر سے خاوند بھی خوش ہو اس کو کہتے ہیں۔ نورٌ علیٰ نور۔ تو اگر آپ کے صاف ستھرا رہنے سے مرد آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اور آپ کو کیا چاہیے۔ اس لئے جو عورت صاف ستھری رہتی ہے، خوش مزاج رہتی ہے اور کھلے چہرے کے ساتھ خاوند کا استقبال کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے خاوند کی آنکھ کی پتلی بن جاتی ہے۔ کچھ عقل بھی استعمال کرنی چاہیے۔

شوہر کی بے رخی کا علاج خود بیوی نے کرنا ہے

اس عاجز کے تجربے میں یہ بات آئی کہ جو بیویاں رونے روتی پھرتی ہیں کہ

خاوند توجہ نہیں دیتا، ذمہ دار نہیں، بچوں کا خیال نہیں کرتا، ہمارا خیال نہیں کرتا، اس میں زیادہ قصور تو خاوند کا ہی ہوتا ہے مگر کچھ نہ کچھ قصور عورت کا اپنا بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ عورت سوچتی نہیں کہ میں کن طریقوں سے اپنے خاوند کو اپنے قریب کر سکتی ہوں۔ عقلمندی سے کام نہیں لیتی۔ یہ کہتے ہیں کہ بس خاوند کا فرض ہے کہ میری طرف توجہ کرے۔ بھئی واقعی خاوند کا فرض ہے کہ آپ کی طرف توجہ کرے۔ اگر بد قسمتی سے ایسا نہیں تو علاج بھی تو آپ ہی نے کرنا ہے۔ اب علاج آپ کے ہمسائے کی عورت تو نہیں کرے گی۔ یا علاج کوئی دوسری رشتے دار عورت تو نہیں کرے گی۔ یا علاج کوئی دفتر کی لڑکی تو نہیں کرے گی۔ اگر کوئی بیماری ہے پرابلم ہے تو علاج بھی آپ ہی نے کرنا ہے۔ یہ پٹیاں بھی آپ ہی نے رکھنی ہیں۔ تب زخم مندمل ہوگا۔ ان جدائیوں کو قرب میں آپ نے ہی بدلنا ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو یہ جو دماغ دیا ہے اس کو استعمال کیجئے اور ذرا سوچئے کہ میں کن کن طریقوں سے اپنے میاں کو اپنے قریب کر سکتی ہیں۔ پریشان بیٹھی ہوں گی سوچتی ہوں گی۔ خاوند نے یہ لفظ کہہ دیا۔ فلاں نے یہ اور فلاں نے یہ کہہ دیا۔ بجائے ان باتوں کو سوچ کے افسردہ اور رنجیدہ ہونے کے۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ کونسا طریقہ ہے کہ جس سے میں اپنے خاوند کا دل جیت سکوں۔

مثال کے طور پر اگر کسی بیوی کو اپنے خاوند پر شک ہے کہ خاوند باہر کہیں غلط قسم کا تعلق بنا چکا ہے تو اب اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ محبت سے اپنے خاوند کو اتنا قریب کر لے کہ وہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اور ایک طریقہ یہ ہے کہ خاوند سے جھگڑا شروع کر دے۔ اکثر بیویاں سمجھ داری سے کام لینے کی بجائے الٹا جھگڑا کر کے اپنے کیس کو خراب کر لیتی ہیں۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ اگر پتہ چل جائے کہ کشتی کے نیچے سوراخ ہے تو یہ طے کرنے کی بجائے

کہ یہ سوراخ کیسے ہوا، پہلی بات یہ کہ اس سوراخ کو بند کرو۔ اگر آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ خاوند کے کریکٹر (کردار) کی کشتی میں سوراخ ہو چکا ہے تو یہ جھگڑا کرنے کی بجائے کہ یہ سوراخ کیسے ہوا، کیوں ہوا، کس نے کیا، پہلے اس سوراخ کو بند کرو تاکہ کشتی ڈوب نہ جائے۔ اور وہ سوراخ اسی طرح بند ہوتا ہے کہ جب بیوی پہلے سے زیادہ محبت دے تاکہ خاوند کا دل باہر کی بجائے گھر میں اٹک جائے۔ جس خطرے کا بروقت احساس ہو جائے سمجھ لو کہ وہ خطرہ ٹل گیا۔

برموقع اور برمحل بات شوہر کے دل کو متاثر کرتی ہے

عقل مند بیویاں ہمیشہ اپنے خاوندوں کے دلوں کو جیتتی ہیں۔ بات اتنے اچھے انداز سے، برموقع اور برمحل کرتی ہیں کہ خاوند کے دل میں اتر جاتی ہیں۔ اس لئے ایک شاعر نے عربی کے شعر میں کہا جس کا ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے۔

"سلمٰی کی باتیں ٹوٹے ہوئے ہار کے موتیوں کی طرح ہوتی ہیں"

تو اس کا مطلب یہ ہے اس کو اپنی محبوبہ کی باتیں ایسی لگتی ہیں جیسے ٹوٹے ہوئے ہار کے جو موتی ہیں جو جھڑ رہے ہیں۔ لہٰذا بیوی کی خوبصورت انداز میں کی ہوئی بات مرد کو متاثر کرتی ہے۔

ہارون الرشید ایک مرتبہ کھانا کھا کر فارغ ہوا۔ اس کا خیال بنا کہ کھانا کھایا ہے ذرا باہر نکلتے ہیں۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ چلو چاندنی رات ہے ذرا باہر چل کر چہل قدمی کر لیتے ہیں۔ بیوی کہنے لگی کہ امیر المومنین! آپ دو سوکنیں جمع کر کے کیوں خوش ہوں گے۔ کہنے لگا، کیا مطلب؟ کہنے لگی ایک طرف میرا چہرہ ہوگا ایک طرف چاند ہوگا۔ دو سوکنوں کو آپ کیسے جمع کریں گے۔ تو بات سن کے ہارون الرشید خوش ہو گیا۔ اس طرح بیوی ایسی عقل مندی کی باتیں کر سکتی ہے کہ جس سے خاوند کے دل میں اس کی اور زیادہ محبت پیدا ہو جائے۔

ایک مرتبہ ہارون الرشید نے بیوی کو بتایا کہ دیکھو سورج گرہن لگ گیا۔ وہ...... دیکھو۔ دیکھ کر کہنے لگی کہ حقیقت یہ ہے کہ جب سورج نے میرا حسن دیکھا تو آگ بگولہ تھا اور آگ بگولہ ہو کر اس نے پردہ کرلیا اس لئے آج اس کو گہن نظر آرہا ہے۔ اب ہیں تو یہ الفاظ ہی مگر الفاظ ہی تو دوسرے کے دل کو خوش کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ زیب النساء مخفی جو بڑی شاعرہ بھی تھی اور وقت کی شہزادی بھی تھی۔ ایک مرتبہ باغ کے اندر چہل قدمی کر رہی تھی تو اس کا منگیتر عاقل خان وہ بھی کہیں سے اس طرف کو آنکلا۔ اس نے کیا کیا کہ چند پھول توڑے اور ان کا گلدستہ بنا کر اس نے زیب النساء کو تحفہ پیش کیا۔ اب یہ شاعرہ تھی تو جب اس نے یہ گلدستہ لیا تو شعر کہنے لگی۔

بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی
دل بلبل شکستہ زہر ما گلدستہ آوردی

[بتاؤ عاشق صادق! تم نے مجھے جو گلدستہ پیش کیا تو تم نے میرا دل تو خوش کیا۔ لیکن بلبل کے دل کو تو تم نے توڑ دیا]

کہ پھول توڑنے سے بلبل کا دل افسردہ ہوتا ہے۔ تو کیسا اس نے اچھوتا انداز اپنا کر بات کہی کہ اے عاشق! تو نے مجھے گلدستہ پیش کیا میرا دل خوش کرنے کیلئے مگر تو نے بلبل کا دل تو توڑ دیا۔ تو عاقل خان آگے سے کہنے لگا۔

برائے زینت دستک نہ ایں گلدستہ آوردم
بخوبی با تومی زد گل پیشک بستہ آوردم

[کہ اے نازنین! میں نے آپ کے ہاتھوں کی زیب و زینت کے لئے گلدستہ پیش نہیں کیا بلکہ آپ کی موجودگی میں یہ پھول اپنے حسن و جمال کا دعویٰ کر رہے تھے۔ لہٰذا میں نے ان قیدیوں کو جکڑ کر آپ کی خدمت میں

پیش کر دیا]

اب دیکھو ہے تو بات ہی لیکن اس بات سے اس کا دل کتنا خوش ہوا ہو گا۔ تو عورت کو چاہیے کہ کچھ عقل سمجھ سے کام لے۔ پروردگار نے اسی لئے تو عقل دی ہوتی ہے۔ عقل سے فارغ ہو کر سوچنا کہ خاوند خود ہی مانے یا خاوند کو کوئی مجھ سے منا دے۔ یہ کیا بات ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت علی ﷺ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ حضرت علیؓ نے مذاقاً یہ شعر پڑھا

اِنَّ النِّسَآءِ شَیَاطِیْنٌ خُلِقْنَ لَنَا
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ

[بے شک عورتیں گویا شیطان کی طرح ہیں جو ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ ہم شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں]

حضرت فاطمہؓ جب یہ شعر سنا تو انہوں نے بھی آگے سے یہ خوش کن جواب شعر کی صورت میں دیا۔

اِنَّ النِّسَآءِ رَیَاحِیْنٌ خُلِقْنَ لَکُمْ
وَ کُلُّکُمْ یَشْمِیْ شَیْدَ الرِّیَاحِیْنِ

[بے شک عورتیں تو مہکتے ہوئے پھول کی طرح ہیں جو تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اور تم میں سے ہر ایک پھولوں کی خوشبو سونگھنے کا متمنی ہوتا ہے]

تو دیکھیں کہ حضرت علی ﷺ نے کس طرح ان سے خوش طبعی فرمائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کتنا خوبصورت جواب دیا۔

اس لئے بات کرنے کا انداز بھی کوئی ہونا چاہیے۔ اے حسین عورت! اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے حسن عطا کیا ہے تو بد کلامی سے اپنے چہرے کو نہ بگاڑا کر۔ اور اے بد

صورت عورت! اگر اللہ نے تجھے حسن سے محروم کیا ہے تو بد کلامی کے ذریعے اپنے اندر دوسرا عیب نہ پیدا کر۔

الوداع اور استقبال کے لمحات

ایک چیز جو بہت اہم ہے۔ مگر کچھ عورتیں کرتیں ہیں، کچھ نہیں کرتیں۔ وہ ہے خاوند کا استقبال کرنا اور خاوند کو الوداع کہنا۔ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو نیک بیوی ہمیشہ دروازے تک جائے اور نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ اس کو رخصت کرے۔ آخری لمحے کی اس کی مسکراہٹ اس کے خاوند کو پورا دن یاد رہے گی۔ اور اسی طرح کام میں کتنی ہی کیوں نہ مصروف ہو۔ جب خاوند گھر میں آئے تو کاموں سے چند لمحوں کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکراتے چہرے سے اپنے خاوند کا استقبال کرے اور اسے سلام کرے۔ یہ خاوند کی باہر کی پریشانیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ استقبال اور الوداع یوں سمجھئے کہ عورت کی ازدواجی زندگی پر تو واجب کی مانند ہے۔

عرب عورتوں سے ایک مرتبہ سوال پوچھا گیا کہ تم اپنے خاوند کو الوداع کرتے ہوئے کیا کہتی ہو۔ تو مختلف عورتوں نے اپنے مختلف الفاظ بیان کئے۔

ایک کہنے لگی۔ کہ فِي اِمَانِ اللّٰهِ . فِيْ جوَارِ اللّٰهِ میں یوں کہتی ہوں۔

دوسری نے کہا کہ میں تو کہتی ہوں۔

يَا رَبِّ اَعِدْهُ لِيْ سَرِيْعًا وَّ سَلِيْمًا

اے اللہ! ان کو جلدی سلامتی کے ساتھ واپس لوٹا دینا۔

ایک نے کہا، میں تو یوں کہتی ہوں:

يَارَبِّ احْفَظْهُ لِيْ اِنَّهٗ زَوْجٌ مِثَالِيْ وَاَبٌ لَا يَعُوْدُ اِطْفَالِيْ

اے اللہ ان کی حفاظت کرنا۔ یہ میرے مثالی خاوند ہیں۔ اور میرے بچوں

کے ایسے باپ ہیں کہ ان کا کوئی نعم البدل نہیں۔

ایک نے کہا کہ میں تو اپنے خاوند کو الوداع ہوتے ہوئے کہتی ہوں:

هَلْ سَيَعُوْدُ لِيْ ثَانِيَة.

ایسا مکھڑا دوبارہ دیکھنے کی مجھے کب سعادت ملے گی۔

ایک نے کہا کہ میں تو کہتی ہوں:

اِتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا وَلَا تُطْعِمْنَا اِلَّا حَلَالاً۔

آپ اللہ سے ڈریے گا اور ہمیں وہی لا کر دیجئے گا جو حلال ہو۔

تو کیا ہماری عورتیں بھی اس قسم کا کوئی **Message** (پیغام) اپنے خاوند کو دیتی ہیں۔ ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ خاوند تیار ہو کر کب چلا گیا اور کب گھر میں آ گیا۔ یاد رکھنا جب اپنوں سے کوئی قصور ہوتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ اپنا بھی قصور ہوتا ہے۔ اگر خاوند آپ کی طرف توجہ نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ قصور تو آپ کا بھی ہے۔ مانا کہ خاوند کا قصور زیادہ ہے مگر تھوڑا سہی ہے تو آپ کا بھی۔

شوہر کو گھائل کرنے کیلئے بیوی کے چند ہتھیار

شوہر کے دل میں محبت کے جذبات پیدا کرنے میں بعض چیزیں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ یوں سمجھیں کہ شوہر کو محبت سے گھائل کرنے کیلئے خاص ہتھیار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو عطا کیے ہیں۔ اب یہ ہر عورت کی اپنی اپنی صلاحیت ہے کہ وہ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا فن جانتی ہے یا نہیں۔ شوہر کے دل کا تالا اگر بند بھی ہے تو یہ ایسی چابیاں ہیں جن سے وہ بآسانی کھل سکتا ہے۔ توجہ سے سنئے۔

آنکھوں کا ہتھیار

سب سے پہلے انسان کی آنکھیں۔ یہ وہ کنجیاں ہیں کہ جن کے ذریعے سے

عورت اپنے خاوند کے دل کے بند تالے کو آپ کھول سکتی ہے۔ مسکراتی آنکھیں ہمیشہ دوسرے کا دل جیتتی ہیں۔ ہمیشہ دوسرے کو محبت کا پیغام دیتی ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے میاں کو نرم نگاہوں سے دیکھا کریں۔ مقصد آپ سمجھ گئیں۔ ہمیشہ اپنے میاں کو نرم نگاہوں سے دیکھا کریں کہ جب آپ دیکھیں تو خاوند سمجھے کہ یہ کہہ رہی ہے میں تو آپ پر قربان۔ جب آپ ایسی محبت بھری نگاہوں سے خاوند کو دیکھیں گی۔ کہ آپ کی نگاہیں ہی بول کر کہہ رہی ہوں کہ میں قربان تو پھر خاوند کے دل میں آپ کی محبت ضرور پیدا ہوگی۔

باتوں کا ہتھیار

اسی طرح موقع محل کے مناسب پیار کی بات کہہ دینا۔ یہ خاوند کے دل کے خوابیدہ تاروں کو چھیڑ دیتا ہے اور خاوند کے دل کے تالوں کو کھول دیتا ہے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ فرنگی عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ محبت والفت کے جذبات کہنے میں حد سے زیادہ کھلی ہوتی ہیں۔ جب کہ ہماری مسلمان عورتیں یہ حد سے زیادہ اس میں کنجوس ہوتی ہیں۔ یہ دو Extremes (انتہائیں) ہیں۔ ادھر ایسی کہ ایسی ایسی باتیں کریں گی کہ سن کے دوسرا بندہ شرم سے آنکھیں نیچی کرلے۔ اتنی کھلی ڈلی باتیں اور ہماری بچیاں یہ اتنی Reserve ہو جاتی ہیں کہ اپنے میاں سے ہی بات نہیں کر پاتیں۔ اور یہ بہت بری غلطی ہے۔ ان کے Feelings (محسوسات) ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو Express (بیان) نہیں کر پاتیں۔ یاد رکھنا جو بیوی Expressive (بولنے والی) نہیں ہوگی۔ اس کی زندگی خوشیوں بھری نہیں ہوگی۔ سارے جہان کے لئے آپ گونگی بن جائیں مگر اپنے میاں کو تو اپنے احساسات اور جذبات پہنچائیں۔ مثال کے طور پر اگر کبھی دیکھا کہ خاوند پریشان نظر آتا ہے۔ تو کہہ دیا ''کیوں چپکے چپکے میرے سرکار نظر آتے ہیں''۔ تو

اس چپکے چپکے کی کیفیت میں آپ اگر خوش ہو کر دیکھیں، مسکراتی نگاہوں سے تو آپ کا یہ ایک فقرہ آپ کی خاوند کی بدلی ہوئی کیفیت کو ختم کر کے رکھ دے گا۔

اسی طرح کبھی یہ کہیں کہ ''میں آپ کو جب تک دیکھ نہ لوں مجھے سکون نہیں آتا'' ایک چھوٹا سا یہ فقرہ ہے۔ کہ میں جب آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے سکون نہیں آتا۔ لیکن یہ خاوند کے دل میں آپ کی محبت کے جذبات پیدا کر دیگا۔ یا خاوند سفر سے واپس آیا۔ تو اس کو آپ اپنے محبت کے لمحات میں کہہ سکتی ہیں کہ دن تو کام کاج میں گزر ہی جاتا تھا۔ مگر رات تو گزرتی ہی نہیں تھی۔ کسی کی روتے کٹے کسی کی سوتے کٹے۔ میری تو نہ روتے کٹتی تھی نہ سوتے کٹتی تھی آپ بہت یاد آتے تھے۔ اب آپ نے اگر اس قسم کا جملہ کہہ دیا کہ آپ مجھے بہت یاد آتے تھے۔ ان الفاظ سے آپ کے میاں کا دل ہر طرف سے کٹ کے آپ کے ساتھ پیوست ہو جائے گا۔ کبھی اگر خاوند نے آپ کو پکارا ہے تو آپ نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرنا کہ جس سے دوسرے کو محبت کا میسج ملے ۔ یہ بیوی کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

تو دو مسکراتی آنکھیں یہ آپ کے پاس چابی ہے۔ زبان آپ کے پاس ایک چابی ہے۔ میٹھے بول بولیے اپنے خاوند کا دل جیت لیجئے۔

خوشبو کا استعمال

اسی طرح خوشبو کا استعمال آپ کے پاس ایک چابی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ مرد ہو یا عورت خوشبو ہر ایک کو اچھی لگتی ہے۔ ہمارے محبوب ﷺ نے خوشبو کو پسند فرمایا۔ پوری دنیا کے انسان فطری طور پر خوشبو کو پسند کرتے ہیں۔ لہذا آپ ہمیشہ اچھی خوشبو استعمال کریں کہ خاوند جس کو سونگھنا پسند کرے۔ خوشبو سونگھنے سے انسان کے دل میں محبت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ اسی لئے بیوی کو چاہیے

کہ وہ ایسی خوشبو استعمال کرے کہ وہ زیادہ نہ پھیلے مگر خاوند قریب آئے تو اس کے دل کو وہ جیت لے

ہاتھوں کی کنجی

دو ہاتھ، یہ بھی کنجیاں ہیں۔ جب آپ کسی موقع پر بات کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے دیں گی۔ یا اپنے خاوند کے کندھے پر رکھ دیں گی۔ تو آپ کی بات کرنے کا خاوند پر اثر ہی کچھ اور ہوگا۔ اس میں اپنائیت آجائے گی۔ محبت آجائے گی۔ تو ہاتھ بھی اللہ رب العزت کی نعمت ہے۔

محبت بھرا بوسہ

اور ایک چیز جس کو کہتے ہیں۔ التزو۔ بوسہ۔ حدیث پاک میں ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم اپنی بیوی کے قریب ہونا چاہو تو اس کو پیغام دیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا پیغام دیا کریں۔ فرمایا کہ بوسہ محبت کا پیغام ہے۔ جب تم بیوی سے اکٹھا ہونا چاہو تو اگر بوسہ دو گے تو پیغام پہنچ جائے گا۔ یہ بوسہ ایسی گونگی چیز ہے کہ یہ سب کچھ ہی کہہ دیتا ہے۔ یہ بوسہ ایسی گونگی چیز ہے دنیا جہان کا پیغام پہنچا دیتا ہے۔ یاد رکھنا جو میاں اپنی بیوی کا دل بوسے سے نہیں جیت سکا اب وہ اس کا دل تلوار سے بھی نہیں جیت سکتا۔ اسی لئے اگر کبھی دیکھیں کہ دلوں میں کچھ کدورت محسوس ہو رہی ہے۔ فرق محسوس ہو رہا ہے تو اللہ رب العزت نے آپ کو یہ نعمت دی ہے۔ اس نعمت کو استعمال کیجئے اور دوسرے بندے کو اپنی محبت کا پیغام پہنچا دیجئے۔

اداؤں کے تعویذ

یہ جو عورتیں تعویز لینے آتی ہیں ناں...... کہ حضرت تعویذ دیں میرا خاوند میرے

ساتھ ٹھیک نہیں تو مجھے بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ جوان العمر بیوی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو عقل دی، سمجھ دی، تعلیم دی، شکل دی، سب کچھ دیا اور یہ تعویذ مانگتی پھرتی ہے۔

یاد رکھنا، عورت اگر نیکو کار سمجھ دار ہو تو اس کی ہر ادا مرد کے لئے تعویذ ہوتی ہے اللہ نے مرد کے دل میں عورت کی کشش ہی ایسی رکھ دی ہے۔ مرد کے دل میں عورت کی طرف مقناطیسیت ہی ایسی رکھ دی ہے کہ عورت کی ہر ادا مرد کے لئے تعویذ ہوتی ہے تو اللہ نے تمہیں تو اداؤں کے تعویذ دیئے۔ باتوں کے تعویذ دیئے ان تعویذوں کو کیوں نہیں استعمال کرتیں۔ کاغذ کے تعویذوں کے پیچھے کیوں بھاگتی پھرتی ہو۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ تھکا ہوا خاوند آتا ہے اور آگے سے بیوی بھی تھکی بیٹھی ہوتی ہے۔ اب تھکا ہوا بندہ تھکی ہوئی بیوی سے کیا فرحت پائے گا۔ تو فریش (تروتازہ) ہوا کریں جب خاوند آئے اور اس کے سامنے محبت پیار کی بات کیا کریں، کھلے چہرے سے استقبال کیا کریں اور ایسے انداز اپنایا کریں کہ خاوند خوش ہو جائے۔ پھر دیکھیں کہ گھر کے اندر کیسے خوشیاں آتی ہیں۔

خاوند کی تعریف کرنا صحابیات کی سنت ہے

اور ایک بات ذہن میں رکھنا کہ اپنے خاوند کی تعریف کرنا عیب نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی اور صحابیات کی سنت ہے۔ وہ اپنے خاوندوں کی تعریف کرتی تھیں۔ دیکھیں۔ جب آپ کسی کی اچھی باتوں پر اس کی تعریف کریں گی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی بری باتوں کو بھی اچھا بنانے کی کوشش کرے گا۔ مگر آپ تو زبان پر تعریف لانا گوارا ہی نہیں کرتی۔ ایسا ہم نے کئی مرتبہ سٹڈی کیا کہ خاوند کی تعریف کرتے ہوئے عورت کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

سنئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی کیسی کیسی تعریفیں کرتی تھی۔

حیران ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی شان میں اشعار کہے۔

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَ شَمْسِي خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَ شَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

[آسمان کا بھی ایک سورج ہے اور ایک ہمارا بھی سورج ہے۔ لیکن میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ بہتر ہے۔ اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج تو عشاء کی نماز کے بعد طلوع ہوتا ہے]

اب بتائیں جب بیوی پیار کے ان الفاظ سے خاوند کی تعریف کرے گی تو خاوند کی مت ماری گئی کہ وہ بیوی کو پیار نہیں دے گا۔ اس لئے فرمایا کرتی تھیں۔

لَوَّامِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَاَیْنَ جَبِیْنَہٗ
لَاٰثَرْنَ الْقَطْعَ بِالْقُلُوْبِ عَلَی الْیَدِ

کہ اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں کبھی میرے محبوب کی جبیں جانی کو دیکھ لیتیں۔ تو وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹنے کی بجائے اپنے دل کے ٹکڑے کر بیٹھتیں۔ کیا آپ نے بھی اپنے خاوند کی محبت میں کوئی فقرہ بولا یا کوئی شعر بولا۔ آخر اللہ نے آپ کو زبان جو دی۔ اپنی حمد کیلئے دی ہے، اپنے محبوب پر درود کے لئے دی ہے اور اس لئے دی کہ آپ اپنے محسن اپنے خاوند کی تعریف کریں، اس کا شکر ادا کریں۔ اگر آپ یہ کام نہیں کرتیں تو پھر کیوں شکوے کرتی ہیں کہ خاوند توجہ نہیں دیتا۔ باہر اگر کوئی غیر محرم عورت پیار کے دو بول بول دے گی تو آپ کی زندگی پر وہ ڈاکہ ڈال دے گی۔ اپنے خاوندوں کو گناہوں سے بچایئے۔ گھروں میں پیار دیجئے ایسا نہ ہو کہ پیار کی تلاش میں وہ گلیوں بازاروں کے چکر کاٹتے پھریں۔

خاوند کی ضرورت پوری کرنے سے انکار نہ کریں

اور آخری بات اور سب سے بڑی بات شریعت نے کہا کہ جب خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ ملنے کی خواہش ہو تو بیوی اگر پاکیزہ حالت میں ہے تو کبھی بھی ملنے سے انکار نہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اگر یہ اونٹ پر بھی سوار ہے تو نیچے اترے اور خاوند کی خواہش کو پورا کرے۔ حدیث پاک میں ہے اگر یہ تنور کی آگ پر بھی کھڑی ہے تو پیچھے ہٹے اور خاوند کی بات کو پورا کر کے پھر کام کرے۔ اور آج کی لڑکیاں اپنے خاوندوں سے اپنی بات منوانے کے لئے اس کو آلے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے بڑا بلنڈر کوئی بیوی اپنی زندگی میں کر ہی نہیں سکتی کہ خاوند تو اس کے قریب ہونا چاہے اور وہ دور ہو کہ نہیں ابھی نہیں پھر سہی۔ یہ تمام باتیں خاوند کو غیر مطمئن کر دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے اطمینان کے لئے دوسروں کو تلاش کرتا ہے۔

افسوس کے ساتھ بتایا جا رہا ہے۔ ایک عالم تھے۔ ان کا کاروبار بہت اچھا تھا۔ کروڑوں کے مالک تھے۔ وہ میرے سامنے آ کر آنسوؤں سے رو پڑے۔ حضرت میں شریعت کا پابند رہنا چاہتا ہوں۔ کروڑوں پتی انسان ہوں لیکن میری بیوی ذرا ذرا سی بات پر مجھ سے ذرا رخ پھیر کے سو جاتی ہے۔ کئی کئی دن گزر جاتے ہیں میں اس کو کہتا بھی ہوں کہ مجھے ضرورت ہے لیکن وہ میری بات نہیں سنتی وہ اس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے اب یہ حال ہے کہ میرا بھی زنا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ آنکھوں سے رو پڑا کہ جب ایک ایک مہینہ بیوی قریب نہیں آنے دے گی، میری بھی جوانی کی عمر ہے میں کیسے اپنی نگاہوں کو بچاؤں گا۔ مجھے آپ حل بتا دیجئے۔ دوسری شادی میں کرنا نہیں چاہتا کہ میرے والدین دکھی پریشان ہوں گے اور بیوی سمجھتی نہیں۔ اب بتائیے خاوند اگر گناہ کرے گا تو اس کے اس زنا میں

برابر کی گناہ گار اس کی بیوی بھی بنے گی۔ عورتیں یہ مت سوچیں کہ ہم بڑی پاکدامن ہیں۔ گھر میں رہتی ہیں۔ اگر آپ اپنے خاوند کو اپنے قریب ہونے سے انکار کرتی ہیں یا آگے پیچھے معاملہ کر دیتی ہیں۔ اگر آپ کے خاوند نے باہر جا کر نگاہ غیر محرم پہ ڈالی تو قیامت کے دن آپ کے گلے میں بھی رسی ڈالی جائے گی کہ تجھے ہم نے بنایا کس لئے تھا، تجھے نکاح میں جوڑا کس لئے تھا، تو کس مرض کی دوا تھی اگر تو اپنے خاوند کی یہ پیاس بھی نہ بجھا سکی تو پھر تو نے خاوند کا حق کیسے ادا کیا۔ اس لئے نیک بیویاں اپنی ذمہ داریوں کو ہمیشہ پورا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کو گھر میں ایسا سکون دیتی ہیں کہ اس کو سکون کی خاطر کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اب تک جو باتیں کیں یہ صرف عورتوں کو سمجھانے کیلئے کیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خاوند کچھ نہ کرے۔ خاوندوں کو خاوندوں کی باتیں تو خاوندوں کی مجلس میں بتائیں گے۔ عورتوں کی مجلس میں عورتوں کی باتیں بتائیں گے۔ اس لئے کوئی عورت یہ مت سمجھے کہ جی سارے کام عورت کو ہی بتا رہے ہیں مرد کو تو بتا ہی کچھ نہیں رہے۔ بھئی مردوں کی محفل میں مردوں کو بتائیں گے۔ آپ کو کیا پتا کہ ان کو علیحدہ محفلوں میں ہم کتنا ڈانٹ ڈپٹ کر لیتے ہیں۔ اب بیویوں کے سامنے تو یہ کام نہیں نہ کر سکتے۔ ہم نے جوڑنا ہے کسی کو توڑنا تو نہیں کہ کل کو خاوند بیان میں نہ آئیں۔ او جی یہ تو بیویوں کے سامنے ہمیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، ہم تو بیان ہی سننے نہیں جاتے۔ تو حکمت کا تقاضا یہ کہ خاوند کو خاوند کے فرائض بتائے جائیں۔ اور بیوی کو بیوی کے فرائض بتائے جائیں۔

رب کریم ہمیں پر سکون زندگیاں نصیب فرمائے۔ اور ہمیں اپنا اپنا فرض منصبی پورا پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنتی عورت
شوہر کی فرمانبردار

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

جنتی عورت......شوہر کی فرمانبردار

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

وَ قَالَ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخر

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

وَ قَالَ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ اٰخر

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَ

جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ○

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ○ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ

آج کا موضوع

احادیث میں جنتی عورت کے بارے میں بہت تذکرے ہیں کہ کون سی عورت جنت میں جائے گی۔ دل میں خیال آیا کہ آج اس نظر سے چند احادیث جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ احادیث مبارکہ میں جنتی عورت کی جو نشانیاں

بتائی گئی ہیں ان نشانیوں کو ذرا آپ کے سامنے کھولا جائے تاکہ آپ اپنی زندگی کا اسکے ساتھ موازنہ کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ آپ کی زندگی اس کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیا آپ کے اندر جنتی عورت کی نشانیاں موجود ہیں یا کچھ کمی کوتاہی ہے۔ اور اگر کمی کوتاہی ہے تو ابھی کچھ نہیں گیا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں، اپنی زندگی کو بدل لیں۔ ہم چاہیں تو سب گناہوں سے معافی مانگ سکتے ہیں اور اپنے ناراض پروردگار کو منا سکتے ہیں اور اپنے اندر جنتیوں والے اعمال پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو ذرا توجہ سے سنئے گا۔

جنتی عورت کون؟

یہ مقدر کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کون جنتی اور کون جہنمی۔ ہم اپنے آپ میں اپنے آپ کو اچھا سمجھتے پھریں لیکن اس اچھائی کا کیا فائدہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہی اچھا نہ کہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنتی عورت کون ہوگی۔ اب ایک عورت کہے کہ میں بہت ہی زیادہ خوبصورت ہوں۔ تو بھئی قیامت کے دن چہرے کی خوبصورتی کو تو نہیں دیکھا جائے گا۔ ایک عورت کہے کہ میں بڑی پڑھی لکھی ہوں، میں نے ایم اے اسلامکس کیا ہوا ہے، ایم اے انگلش کیا ہوا ہے بھئی آپ کے ایم اے کرنے کا کیا فائدہ، قیامت کے دن تو اس تعلیم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ کوئی عورت کہے کہ میں بڑی مالدار ہوں، بھئی آپ کے مالدار ہونے کا کیا، جب تک کہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے رب کو راضی نہیں کرے گی۔ ایک عورت کہے کہ مجھے کپڑے پہننے، سینے، اوڑھنے کا بڑا سلیقہ ہے، جو کپڑے میں بنا کر پہنتی ہوں، وہی فیشن بن جاتا ہے۔ بھئی مانا کہ آپ میں ناز نخرہ بھی بہت ہے اور آپ میں کلر میچنگ کی سینس بھی بہت ہے اور آپ کے پاس فیشن کے نئے نئے آئیڈیا زاتنے ہیں کہ نماز میں کھڑی ہوئی بھی آپ اپنے کپڑوں

کو ڈیزائن کر رہی ہوتی ہیں، مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں بھی کوئی مقام ہے یا نہیں۔ تو ہم اپنی طرف سے بڑے باتونی بنتے ہیں کہ جی میں بڑی سمجھ دار ہوں...... بڑی معاملہ فہم ہوں...... میں خاوند کو پہچانتی ہوں...... میں محفل میں بات کرنا جانتی ہوں...... میں قادرالکلام ہوں...... میں اپنی فیلنگز کو ایکسپریس کر سکتی ہوں۔ آپ کی ان تمام خوبیوں کا کیا فائدہ اگر اللہ رب العزت کے ہاں تو خوبی سمجھی ہی نہیں جائے گی۔ مقصد تو یہ ہے کہ جن خوبیوں کو اللہ تعالیٰ خوبی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول خوبی فرماتے ہیں، اصل خوبی تو وہ ہوتی ہے۔ باقی چیزیں تو خوبی نہیں کہلائیں گی۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ احادیث کے آئینے میں جنتی عورت کی نشانیاں کیا ہیں اور یہ نشانیاں ہمارے اندر موجود ہیں یا نہیں۔ ہونا وہی ہے جو پروردگار نے کہہ دیا اور جو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے بتلا دیا۔ ہماری مرضی سے ہمیں جنت نہیں ملنی، اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہمیں جنت ملنی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان احادیث کو دل کے کانوں سے سنیں اور پھر اپنی زندگی کو اس کے مطابق دیکھیں اور اس کو ڈھالنے کی کوشش کریں اور اگر زندگی اس کے مطابق ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور ان عملوں پر ہمیشہ استقامت مانگیں کہ موت تک ہم ان اعمال پر لگے رہیں۔

جنتی عورت کی تین نشانیاں

ایک حدیث پاک میں ہے۔ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِنِسَآءِ کُمْ فِی الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ اِذَا غَضِبَتْ اَوْ اُسِیْئَ اِلَیْهَا اَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا قَالَتْ هٰذِهٖ یَدِیْ فِیْ یَدِکَ لَا اَکْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی

تَرْضٰی (الترغیب وترہیب)

فرمایا کہ ''کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں تمہاری ان عورتوں کے بارے میں جو جنت میں جائیں گی''۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اللہ رب العزت کے محبوب کا کتنا بڑا احسان ہے عورتوں پر کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے نشانیاں بتا دیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان عورتوں کے بارے میں جو جنت میں جائیں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے سے عرض کیا۔ کیوں نہیں، اللہ کے نبی ﷺ! ضرور بتایئے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اَلْوَدُوْدُ. خاوند سے محبت کرنے والی۔ اَلْوَلُوْدُ۔ بچے جننے والی۔ اِذَا غَضِبَت۔ جب وہ عورت کبھی غصے میں آجائے۔ اَوْ اُسِیْئَ اِلَیْهَا۔ یا اس عورت کو خاوند کوئی دل جلانے والی بات کردے۔ اَوْغَضِبَ زَوْجُهَا۔ یا اس کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے۔ تو تین صورتیں بتائی گئیں۔ عورت کو کسی بات پر غصہ آجائے یا عورت کو کوئی ایسی بات کہہ دی جائے جو اس کا دل جلا دے یا اس کا خاوند غصے میں آجائے۔ ان تینوں صورتوں میں وہ عورت کہے۔ هٰذِهٖ یَدِیْ فِیْ یَدِکَ۔ یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ لَا اَکْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰی تَرْضٰی۔ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہو جائیں گے

جنتی عورت کی پہلی نشانی ودود

اب اس حدیث پاک پر ذرا غور کیجئے۔ پہلی نشانی بتائی گئی کہ ودود۔ عربی میں ود محبت کو کہتے ہیں، ودود محبت کرنے والی کو کہتے ہیں۔ یعنی اپنے خاوند سے محبت کرنے والی یا دوسرے الفاظ میں خاوند کی عاشقہ۔ جب اتنی محبت ہو کہ جس کی وجہ سے اس کو شوہر کی ناراضگی بھی اچھی لگے۔ مراد یہ کہ خاوند اگر اس سے غصے بھی ہو تو اس کو غصہ نہ آئے۔ جیسے بچہ کوئی الٹا سیدھا کام بھی کر دیتا ہے تو ماں ہنستی

مسکراتی رہتی ہے اس محبت کی وجہ سے جو اس کو بچے کے ساتھ ہے۔ اسی طرح۔ ودود۔ وہ بیوی ہوگی کہ اگر کسی بات پر خاوند کو غصہ بھی آجائے تو بھی اس کو محبت کی وجہ سے اس کی ناراضگی دکھ نہ دے۔ اور واقعی جن کو محبت ہوتی ہے تو وہ خوشی میں تو خوش ہوتے ہی ہیں لیکن اگر محبوب ناراض ہوجائے تو ان کو ناراضگی بھی پسند آتی ہے اور وہ کہتے ہیں جی وہ تو ناراض ہوکر بھی خوبصورت لگتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ودود وہ عورت ہے کہ جس کو خاوند سے اتنی محبت ہو کہ اس محبت کی وجہ سے اس کو خاوند کے عیب بھی عیب نظر نہ آئیں۔

محبت کی تعریف کی گئی ہے کہ محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کے عیب بندے کی نظر سے اوجھل ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں کو نفسانی، شیطانی اور جنسی محبتیں ہوتی ہیں اگر ان میں سے لڑکی کو سمجھایا جائے کہ اس لڑکے کے اندر تو یہ عیب ہے، یہ عیب ہے۔ وہ سنے گی ہی نہیں۔ اس کو کہو کہ وہ تو پڑھا لکھا ہوا نہیں، کہے گی بس مجھے وہی اچھا۔ اس سے کہو کہ اس کا کوئی کاروبار ہی نہیں، کہے گی میں کرلوں گی گزارہ۔ اب جتنا مرضی اسے سمجھاؤ اس کو بات سمجھ ہی نہیں آتی۔ اس لئے کہ محبت محبوب کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ اسی طرح ودود وہ عورت ہوگی کہ خاوند کی اچھائیاں تو اس کو اچھائیاں لگتی ہی ہیں اتنی محبت کہ اگر کوئی برائی بھی ہے تو اس کو اس سے بھی پیار آتا ہے۔ اتنی ٹوٹ کر محبت کرنے والی، اس کو ودود کہتے ہیں۔ کڑوی بھی خاوند کہے تو اس کو میٹھی لگے۔

اور یہ چیز اگر آپ بیٹے کے معاملے میں سوچیں تو آپ کو یہ بات جلدی سمجھ میں آجائے گی کہ بیٹا غلطی بھی کرلے تو آپ کو وہ غلطی اتنی بری نہیں لگتی جتنا دوسروں کے بچوں کی غلطی بری لگتی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے جو آپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہے۔ اسی طرح ودود وہ عورت ہوگی کہ جو خاوند کی عاشقہ ہو، محبت کرنے والی ہو،

ٹوٹ کر پیار کرنے والی ہو اور غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا ہی گوارا نہ کرے، شوہر پر فریفتہ ہو۔ ایسی عورت کو ودود کہتے ہیں۔ تو یہ جنتی عورت کی پہلی نشانی بتائی گئی۔

اپنا موازنہ کیجئے

اب ذرا اس خوبی کو اپنی زندگی میں دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کو اپنے خاوند کی اچھائیاں بھی اچھائیاں نظر نہیں آتیں۔ کتنے لوگ ہیں جو اچھائی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور ذرا سی کوئی بات خلاف مزاج ہو جائے تو بس ان کا غصہ پھر قابو میں نہیں ہوتا۔ اب سوچئے کہ آپ اللہ کے ہاں ودود کیسے بنیں گی۔ ودود اس کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر پر فریفتہ ہو۔ لوگ بھی محسوس کریں کہ یہ تو ہر وقت خاوند کی ہی باتیں سوچتی ہے، خاوند ہی کی باتیں کرتی ہے اور خاوند کے بارے میں ذرا اِدھر اُدھر کی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتی۔ اور حالت تو یہ ہے کہ آج کل کی جوان لڑکیاں میکے گھر میں جاتی ہیں تو خاوند کے گلے کرنے کے سوا کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ سہیلیوں میں بیٹھتی ہیں تو اپنے خاوند کی برائی کرنے کے سوا کام ہی نہیں ہوتا۔ پانچ منٹ کے لئے کسی عورت کے ساتھ ملنا ہو تو پانچ منٹ میں اسے خاوند کی سب الٹی سیدھی باتیں سنا دیتی ہیں۔ کیا اس کو ودود کہیں گے...... ہرگز نہیں۔

لہٰذا اس خوبی کو اپنے اندر پیدا کیجئے۔ اللہ رب العزت نے اسے آپ کی زندگی کا ساتھی بنایا، آپ کا حاکم بنایا۔ اب اس کے ساتھ خود محبت پیدا کرنے کی تدبیریں اختیار کیجئے۔ ودود کہتے ہیں محبت کرنے والی۔ تو اب اپنے خاوند سے جس طرح بھی محبت بڑھ سکتی ہے۔ اس محبت کو آپ بڑھانے کی کوشش کیجئے۔

جنتی عورت کی دوسری نشانی ولود

دوسری صفت بتائی گئی وَلُوْدٌ۔ ولود کہتے ہیں زیادہ بچے جننے والی یعنی کچھ

عورتیں زیادہ بچے جننے والی ہوتی ہیں اور وہ بچے جننے سے گھبراتی بھی نہیں ہیں اور کچھ آج کل کی ماڈرن تعلیم ایسی ہے کہ بچہ ایک ہی اچھا۔ اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ بچے دو ہی اچھے۔ اور کہیں کہتے ہیں پہلا بچہ ابھی نہیں، دوسرا بچہ پھر کبھی اور تیسرا بچہ کبھی نہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے جنتی عورت کے بارے میں کہا کہ ولود ہوتی ہے زیادہ بچے جننے والی ہوتی ہو۔ یاد رکھیں اس نیت سے کہ بچے ہوئے تو ہم زندگی کو انجوائے نہیں کر سکیں گے، بچوں کا روکنا حرام ہے۔ اس وجہ سے بچوں کو روکنا کہ ہم ان کو کھلائیں گے کہاں سے، یہ حرام ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ (الانعام: ۱۵۱)

تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور ان بچوں کو بھی ہم رزق دیتے ہیں

تو گویا اس وجہ سے بچوں کی رکاوٹ کی کوئی تدبیر کرنا منع ہے۔ ہاں اگر کوئی میڈیکل وجہ ہے کہ عورت کمزور ہے، بار بار حاملہ بن نہیں سکتی، صحت پر اثر پڑتا ہے، ڈاکٹروں نے مشورہ دے دیا کہ آپ کی طبیعت اب ایسی ہے کہ آپ کچھ وقفہ دیں تو اب ڈاکٹر کی بات پر عمل کرنا شرعاً جائز ہوگا۔ چونکہ ایک عذر ہے اس لئے اس عذر کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔

کفر کے ماحول میں اولاد کا تصور

عام زندگی میں جیسے کفار کے ماحول میں، وہاں تو عورت کو بچے کا ہونا ہی مصیبت نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ سڈنی سے ایک آدمی سنگاپور کی طرف روانہ ہوا تو اسی جہاز میں ایک فرنگی جوڑا بھی بیٹھ گیا۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ قریب کی سیٹ پر بیٹھے تو وہاں پر ان کی باتیں ہونے لگیں۔ تو اس نوجوان نے ان سے یہ پوچھ لیا کہ بھئی آپ کی شادی کو اتنا عرصہ ہوا، آپ نے اولاد کے بارے میں کیا پلاننگ کی ہے۔ تو وہ دونوں مسکرا کر کہنے لگے کہ ہم نے یہ

پلاننگ کی ہے کہ ہم بچہ ہونے ہی نہیں دیں گے۔ اس نے کہا، وہ کیوں؟ کہنے لگے ہم نے آپس میں یہ طے کرلیا ہے کہ ہم ایک کتا گھر میں پالیں گے، بس اسی سے محبت کریں گے وہ وفادار ہوتا ہے اور اولاد بے وفا ہوتی ہے، ہمیں بچے نہیں چاہئیں۔ تو کفر کے ماحول میں آج اولاد کے بارے میں یہ سوچا جاتا ہے۔

دین اسلام میں اولاد کا تصور

اسلام کے ماحول میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنتی عورت کی نشانی ہے۔ وَلُـوْدٌ۔ زیادہ بچے جننے والی۔ اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اگر میری امت زیادہ ہوگی تو اس بات پر میں فخر کروں گا۔ تو دین اسلام نے تو عورت کو کہا کہ تم تو بھئی مجاہد تیار کرنے والی فیکٹری ہو اس لئے جتنے مجاہد تیار کروگی اتنا ہی زیادہ تمہیں اجر ملے گا۔ اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ جتنے بچے ہوں گے، وہ نیکی پر آئیں گے تو ان کے ہر ہر سانس کے بدلے اللہ تعالیٰ والدین کے نامہ اعمال میں ایک نیکی عطا فرمائیں گے۔ تو یہ بچے تو صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ بچے پالنے سے نہ گھبرائے۔ یعنی بچے پالنے سے گھبرا کر کہنا کہ بچے نہیں ہونے چاہئیں، یہ اسلام میں جائز نہیں۔

حاملہ عورت کیلئے اجر وثواب

اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند سے حاملہ ہوتی ہے اللہ رب العزت اس کو دن میں روزہ دار آدمی کا ثواب دیتا ہے اور رات کو سوتی ہے تو شب بیدار بندے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ اب یہ عورت فقط حاملہ ہے۔ یہ کوئی دن میں روزہ نہیں رکھ رہی۔ رات کے اندر یہ عبادتیں نہیں کرتی۔ دن میں بھی آرام کرتی ہے، رات کو بھی سوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ

اس کے نامۂ اعمال میں لکھواتے ہیں کہ اس کا ہر دن روزہ دار کی مانند لکھا جائے اور ہر رات شب بیدار کی مانند لکھی جائے۔ اب عورتیں اندازہ لگائیں کہ اس سے وہ کتنے بڑے بڑے اعمال کا اجر پالیتی ہیں۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عورت کے بچہ ہونے لگتا ہے اور اس کو دردزہ ہوتی ہے تو اس وقت فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے عورت! خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے اس درد کی وجہ سے تیرے پچھلی زندگی کے سب گناہوں کو معاف فرما دیا ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جس عورت کا بچہ ہو اور وہ اس کی چھاتی سے دودھ پیے تو ہر گھونٹ چوسنے کے بدلے اس ماں کے نامۂ اعمال میں نیکی لکھی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت بچے کی خاطر رات کو جاگے تو اللہ رب العزت اللہ کی راہ میں ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حاملہ عورت ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والا مجاہد یعنی جو اجر سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہد کو ملتا ہے وہ اجر گھر کی چار دیواری میں، گھر کی سہولتوں میں رہ کر اس عورت کو ملتا ہے جو اپنے خاوند کی وجہ سے حاملہ ہوتی ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت حاملہ ہو اور اس حالت میں اس کا انتقال ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو شہدا کی قطار میں کھڑا فرمائیں گے۔

تو دیکھیں کہ اسلام میں حاملہ عورت کو کتنا اعزاز واکرام بخشا گیا۔ زیادہ بچے پیدا کرنا جنتی عورت کی نشانی ہے۔

جنتی عورت کی تیسری نشانی: شوہر کو منانے والی

تیسرا لفظ ہے ''غَضِبَ'' اور غَضِبَتْ۔ یعنی کسی بات پر اگر عورت کو غصہ

آجائے کہ خاوند نے ہی کوئی الٹی بات کر دی یا اس کی کسی بات پر خاوند کو غصہ آجائے۔ یعنی کوئی ایسی صورت کہ جس میں میاں بیوی کو یا ان میں سے کسی ایک کو غصہ آئے یا دونوں کو غصہ آجائے، ایسی صورت حال گھروں میں ہوتی رہتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر طبیعتیں بھڑک جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی بھی صورت ہو خاوند ناراض ہے یا بیوی کو غصہ آ گیا۔ ان دونوں صورتوں میں وہ عورت اپنا ہاتھ اپنا خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہیں ہو جائیں گے۔ اب دیکھئے غلطی کسی کی بھی ہو سکتی ہے۔ دستور یہ ہوتا ہے کہ جب کسی بڑے چھوٹے میں کوئی بات ہو تو عام طور پر چھوٹے کو ہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ بھئی تم ہی بڑے سے معافی مانگ لو، چلو بات ختم ہو جائے گی۔ شریعت نے یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے کہ اگر بیوی ناراض ہوئی کسی وجہ سے جو جائز تھی یا خاوند ناراض ہو گیا کسی بھی وجہ سے تو شریعت نے کہا کہ اب اس ناراضگی کو دور کرنا تو ضروری ہے۔ لہٰذا اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت ہی تواضع اختیار کرے۔ اللہ کی خاطر اپنی انانیت کو چھوڑے، اللہ کی خاطر اپنی ضد کو چھوڑے، اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہٹ دھرمی کو چھوڑے، اپنی دلیلیں دینے سے رک جائے، اپنے آپ کو سچی ثابت کرنے سے رک جائے اور یوں کرے کہ بجائے باتوں کا بتنگڑ بنانے کے اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہیں ہوں گے۔

اب شریعت کا حکم دیکھئے کہ شریعت نے اشارہ یہ کر دیا کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ اب اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہ نہیں کہ فقط ہاتھ پکڑ کر کہے، ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ مراد یہ کہ اپنے آپ کو خاوند پر پیش کرے۔ اب یہ پیش کرنا میاں بیوی کا معاملہ ہے۔ کبھی پاس بیٹھ کر، کبھی بات

کر کے، کبھی ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار والے عمل کر کے۔ تو یہ سارے عمل اس میں شامل ہوں گے۔ عورت اس وقت کوئی بھی محبت کا ایسا عمل کرے کہ خاوند کو منا لے۔ تو فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ کتنی باحیا انداز سے بات کی گئی ہے۔ کتنا حسن ہے شریعت کا۔ نبی علیہ السلام کی کیا پیاری باتیں ہیں سبحان اللہ۔ اشارہ بھی کر گئے، بات بھی سمجھا گئے مگر ایسی کھلی کھلی بات بھی نہیں کی کہ پڑھنے والے کو بری لگتی۔ تو ایسی پیاری بات کہی کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے یعنی اپنے آپ کو خاوند کے حوالے کرے۔ محبت کا کوئی عمل خاوند کے ساتھ ایسا کرے کہ جس کی وجہ سے خاوند کا غصہ خوشی میں تبدیل ہو جائے اور اس سے کہہ دے کہ میں جب تک آپ کو مناؤں گی نہیں اس وقت تک میں ہرگز نہیں سوؤں گی۔ جب کوئی عورت غصے کی حالت میں خاوند کو ایسی پیار کی بات کہے گی تو پھر خاوند کا غصہ کیوں دور نہ ہوگا۔ یہ اتنا پیارا اصول نبی علیہ السلام نے بتا دیا کہ عورت اپنے خاوند کے غصے کو اسی وقت ختم کر سکتی ہے۔

خاوند کو ناراض کر کے سونے والی پر فرشتوں کی لعنت

اس سے اس بات کا پتہ چلا کہ میاں بیوی میں اگر کسی بات پر کوئی تلخ کلامی ہو جائے تو اس وقت تک نہیں سونا چاہیے جب تک کہ ایک دوسرے سے راضی نہ ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ خاوند ناراض ہو کر سو گیا اور بیوی نے اس کو منانے کی کوشش نہ کی تو جب تک وہ کوشش نہیں کرے گی اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔

آج کل ماڈرن قسم کی بیویاں ذرا سی بات پہ منہ بسور کر سو جاتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ اب خاوند خود ہی ہمیں منائے گا۔ شریعت کیا کہہ رہی ہے بیوی خاوند کو منائے۔ اور یہ کیا چاہتی ہیں خاوند ہمیں منائے اور پھر ہم جنت میں بھی جائیں۔

سبحان اللہ۔ بات تو شریعت کی چلتی ہے، ہماری بات تو نہیں چلتی۔ تو شریعت کہہ رہی ہے کہ جب خاوند ناراض ہو یا بیوی ناراض ہو تو بیوی کو پہل کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بھئی اگر کسی جائز بات پر بیوی کو غصہ آگیا تو اب خاوند اکڑ کر بیٹھ جائے۔ نہیں۔ خاوند کو بھی یہ کہا جائے گا کہ بھئی تم نے اول تو بات ہی ایسی کیوں کی کہ اپنی بیوی کو غصہ دلا دیا جو ہر وقت تم سے محبت کرنے والی ہے، جو تمہاری اپنی ہے۔ ارے اپنوں کو غصہ دلاتے ہو؟ اور اگر غصہ دلا دیا ہے تو اب اس کو خوش کرنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ تو مرد کو بھی پوچھا جائے گا۔ مگر اس حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے عورت کو کہا لہٰذا عورتوں کو دل میں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ ہمیں اول تو زندگی میں خاوند سے کبھی ایسا معاملہ آنے نہیں دینا کہ وہ ہم سے غصے ہو اور ہم اس سے غصے ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایسی بات آگئی تو خاوند کو منانے میں پہل ہمیں کرنی ہے تب ہم جنت میں جانے کی مستحق بنیں گی۔

حدیث پاک میں تو کہا گیا کہ یہ اپنا ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دیکر کہے، میں نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہو جائیں گے۔ لیکن آج کل کی عورتوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ذرا سا غصے میں آئیں، خاوند منانے کے لئے اگر ہاتھ بھی بڑھائے تو ہاتھ جھٹک دیتی ہیں، کہتی ہیں مت مجھے ہاتھ لگایئے۔ اب بتائیں جو خاوند کو یہ کہے گی کہ ہاتھ مت لگایئے پھر کیا یہ جنتی عورت کی نشانی ہے یا کسی اور عورت کی؟ تو اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اور اپنی 'میں' کو ختم کر کے جس طرح حدیث پاک میں فرمایا گیا اس کے مطابق بننے کی کوشش کیجئے۔

عورت کیلئے جنت آسان

دیکھئے مرد کو جنت میں جانے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، بہت سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ مگر عورت کے لئے دو چار کام ہیں جو حدیث میں

بتائے گئے ۔ اللہ نے آسان سلسلہ بتا دیا۔ یہ دو چار کام کر لے یہ جنت میں چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کمزوروں کی زیادہ Favour (رعائت) کی ہے۔ شریعت نے ہمیشہ کمزوروں کا ساتھ دیا۔ اور واقعی ہر شریف آدمی اسی طرح کرتا ہے۔ پروردگار کی رحمت بھی اسی طرح ہے کہ ظالم کے معاملے میں مظلوم کی مدد فرماتے ہیں۔ قوی کے مقابلے میں کمزور کی مدد فرماتے ہیں۔ تو عورت کی تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی بہت رعائت کی۔ مختلف معاملات میں اس کے لئے آسانیاں کر دیں۔ اتنی آسانیاں کیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اس کا جنت میں جانا بھی اللہ تعالیٰ نے آسان فرما دیا۔

اس میں سے ایک آسانی یہ ہے کہ یہ اپنے خاوند سے محبت کرنے والی ہوتی ہے اور اپنے بچوں کو محبت سے پالنے والی ہوتی ہے۔ اب کون سی عورت ہے کہ جس کو خاوند کی محبت اچھی نہ لگے۔ ہر نیک عورت کو اپنے خاوند کی محبت اچھی لگے گی۔ سڑ سڑ کے زندگی گزارنا بھی کوئی زندگی ہے۔ ایک دوسرے سے نفرتوں بھری زندگی گزارنا بھی کوئی زندگی ہے۔ تو ہر نیک بیوی اپنے خاوند کی محبت کو پسند کرے گی بلکہ خود اس سے محبت کرنا پسند کرے گی۔ تو جب اس سے محبت کرنا پسند کرے گی۔ تو ایک شرط تو پوری ہوگئی۔ اب دوسری شرط بچوں کی پرورش کرنا، یہ بھی عام طور پر دیکھا گیا کہ ہر نیک ماں اپنے بچوں سے فطرتاً محبت کرتی ہے۔ سوائے اس کے کہ جو نئی روشنی کی تعلیم میں آکر بچوں کے پیدا ہونے سے ہی گھبرانے والی ہو۔ تیسری بات رہ گئی کہ خاوند کو منا لینا۔ یہ بھی کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ اس طرح آسانی کے ساتھ جنت میں جا سکے گی۔ اب بتاؤ کہ اس حدیث میں کوئی کہا گیا کہ وہ لمبے سجدے کرنے والی ہو، وہ راتوں کو جاگنے والی ہو، وہ قرآن کی بڑی تلاوت کرنے والی ہو، وہ فلاں کام کرنے والی ہو۔ نہیں کوئی نہیں، بس تین کام بتائے اور ان تین

کاموں کے کرنے سے اس کے اندر جنتی عورت کی نشانیاں آسکتی ہیں۔

شوہر کی فرمانبرداری سے صدیقین کا رتبہ

ایک دوسری حدیث پاک میں ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّتِ امْرَءَةٌ خَمْسَهَا . وَ حَصَّنَتْ فَرْجَهَا وَ اَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَةٌ (ترغیب: ج ۳)

[جب عورت پانچ نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرے۔ اور وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی قیامت کے دن جنت میں داخل ہو جائے گی]

اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں کہ عورت پانچ نمازوں کی پابندی کرے، اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے کسی بھی دروازے سے جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔ حیران ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی رحمتوں کا یہ درجہ مردوں میں سے بہت کم لوگوں کو ملے گا، جو صدیقین ہوں گے وہ یہ رتبہ پائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بتایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تو آٹھ دروازے مختلف لوگوں کے لئے ہیں۔ کوئی توبہ کرنے والا، کوئی روزہ رکھنے والا، کوئی ذکر کرنے والا۔ تو مختلف قسم کے لوگ مختلف دروازوں سے جائیں گے۔ تو سیدنا صدیق اکبر ؓ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں کس دروازے میں سے داخل ہوں گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ایسے درجے پر فائز ہو جب جاؤ گے تمہارے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے۔ اب بتایئے کہ مردوں میں جس کی

زندگی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر ہوگی۔ایسے صدیق کے لئے اللہ تعالیٰ آٹھوں دروازے کھولیں گے۔ جب کہ عورت کے لئے اگر وہ پانچ نمازیں پڑھ لے اور پانچ نمازوں کے ساتھ اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور خاوند کی اطاعت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولیں گے۔ حیران ہوتے ہیں کہ پروردگار نے کتنی بڑی مہربانی فرمائی۔عورت کے لئے جنت میں داخلہ کتنا آسان کردیا۔

نمازوں میں سستی

اب دیکھیں تین باتیں بتائی گئیں۔ پانچ نمازیں، وہ تو پڑھنی ہیں۔مگر دیکھا گیا کہ بعض عورتیں اس میں بھی سستی کرتی ہیں۔ان کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ پڑھنی ہے، ذرا یہ کام کرلوں۔ بھئی کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پہلے رب کا کام کریں اور پھر دنیا کے کام کریں۔مگر یہی بس میں اسے تڑکا لگالوں۔ذرا میں چاول چولہے پر رکھ لوں اور اسی طرح کرتے کرتے کبھی تو مکروہ وقت ہو جائے گا اور کبھی نماز ہی قضا ہو جائے گی۔ فجر کی نماز میں تو عورتیں بہت سستی کرتی ہیں اور اگر ان کو غسل کرنے کی ضرورت ہے تو پھر بہانے بنا کر کہ پانی ٹھنڈا ہے، گھر میں دوسرے لوگ ہیں، میں کیسے نہاؤں۔ فجر کی نماز کو آسانی سے قضا کر لیتی ہیں۔نماز کسی حالت میں قضا نہیں کر سکتے۔یاد رکھیے عورت کو پانچ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرنی لازم ہیں۔اس کی اہمیت کو عورت پہچانے اور وقت بے وقت نماز پڑھنے کی عادت کو چھوڑیں۔اہتمام کے ساتھ نماز پڑھیں۔

عزت کی حفاظت

دوسری بات وَ حَصَّنَتْ فَرْجَهَا ۔اور اپنی ناموس کی حفاظت کرے۔اس

لئے کہ عورت کے لئے عزت کی حفاظت اتنی عظیم ہے جیسے مجاہد کے لئے اپنی سرحد کی حفاظت کرنی ہے۔ لہٰذا کوئی ڈھیلی بات نہ کرے۔ کوئی کسی کی رعایت نہ کرے۔ کسی غیر مرد سے میٹھی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، لوچ والی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی غیر محرم سے تعریفیں سننے کی ضرورت نہیں، یہ فصلی بٹیرے تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہر عورت کو زندگی میں ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ کوئی فصلی بٹیرا اس کو بھی دو بول تعریفوں کے بول سکتا ہے۔ تو اس کے چکر میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس آپ اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا چکیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کے ساتھ نکاح میں جوڑ دیا۔ اب آپ کے پاس کوئی یوسف ثانی بھی بن کر آجائے تو آپ نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنا، اپنی عزت کی حفاظت کرنی ہے۔

خاوند کی اطاعت

اور اپنے خاوند کی اطاعت کریں گی۔ خاوند کی اطاعت کے لئے اپنے آپ کو دل سے تیار کرنا، یہ ذرا مشکل کام ہے۔ مگر کیا اللہ کے لئے ہم یہ تواضع اختیار نہیں کر سکتے؟ یقیناً کر سکتے ہیں۔ اسی میں ہمیں اپنے نفس کو پامال کرنا ہے۔ دیکھیں مردوں کو تو سلوک طے کروایا جاتا ہے بھوکا پیاسا رکھ کے، مجاہدے کروا کے، اور پتہ نہیں کیا کیا اذکار کروا کے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کا سلوک مرد کی یعنی خاوند کی اطاعت کرنے کے اندر طے کروا دیا۔ اسی لئے عورت کے دو پیر ہوتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے پیر بیعت، جس سے عورت بیعت کرتی ہے۔ یہ سنت عمل ہے۔ وہ پیر ہوتا ہے۔ اس کی ہر بات چونکہ شریعت کے مطابق ہوتی ہے لہٰذا ماننی ضروری ہوتی ہے اور ایک پیر بیت ہوتا ہے۔ عربی میں بیت گھر کو کہتے ہیں۔ تو گھر کا پیر خاوند ہوتا ہے۔ لہٰذا عورت یہ سمجھے کہ میرے دو پیر ہیں۔ ایک ''پیر بیعت'' ہے۔ وہ جو معمولات بتائیں گے میں وہ بھی کروں گی۔ اور ایک میرا ''پیر بیت ہے'' یعنی میرا

گھر کا پیر میرا خاوند ہے۔ جو اس نے کہنا ہے بس میں نے اس کی بات ماننی ہے اور میں نے اس کے کام کرنے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں اَطَاعَتْ بَعْلَهَا جو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ اور آج تو فرمانبرداری کروانے کے چکر میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ شادی کے بعد سب سے پہلی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب کوئی ایسا عمل بتا دو کہ خاوند میری سننے لگ جائے۔ مطلب کیا ہوتا ہے میری مٹھی میں آ جائے۔ اب خاوند کو مٹھی میں کرنے کے لئے ہر وقت سوچ بچار کر رہی ہوتی ہے۔

خاوند کو مٹھی میں کرنے کا طریقہ

ہاں خاوند کو مٹھی میں کرنے کا آسان طریقہ ہے اور وہ یہ طریقہ ہے کہ تم اپنے خاوند کی باندی بن جاؤ، خاوند تمہارا غلام بن جائے گا۔ تم اپنے خاوند کی باندی بن جاؤ گی خاوند محبت کی وجہ سے تمہارا غلام بن جائے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا طریقہ نہیں خاوند کو مٹھی میں کرنے کا۔ یاد رکھنا آپ کی عقلمندی سے، آپ کے زور بیان سے اور آپ کی دولت سے خاوند ڈر تو سکتا ہے لیکن آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔ پھر سن لیجئے۔ آپ کی بولنے کی طاقت بہت ہے، دلیلیں بہت ہیں، آپ بڑی مضبوط بات کرتی ہیں، بڑی معاملہ فہم ہیں، ان ساری باتوں سے آپ کا خاوند آپ سے ڈر تو سکتا ہے، آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔ محبت کرنے کے انداز کچھ اور ہیں۔ جب کوئی عورت خاوند کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیتی ہے، اپنے آپ کو بچھا دیتی ہے تو یہ وہ عمل ہے کہ جو خاوند کے دل کو جیت لیا کرتا ہے۔ اس لئے شریعت نے یہ بات کہی۔ اَطَاعَتْ بَعْلَهَا۔ جو اپنے خاوند کی اتباع کرے۔ اس کی اطاعت کرے۔ یعنی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ تو یہ تین باتیں اس عورت کو جنت کے جس دروازے سے ہے، داخل کر دیں گی۔

خاوند کی رضا جنت کی ہوا

چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔

بیہقی شریف کی روایت ہے۔ ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَیُّمَا امْرَءَۃٍ مَاتَتْ وَ زَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ

(ترغیب:ج۳)

[جو عورت اس حال میں مرے گی کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہوگا تو وہ عورت جنت میں داخل ہو جائے گی]

اب اس حدیث پاک میں تو ایک ہی بات بتا دی گئی کہ اس حالت میں مرے کہ اس خاوند اس سے راضی ہو، یہ نہ ہو کہ ایسی حالت بنا دے کہ خاوند کہے کہ جان چھوٹ گئی۔ ہم نے دیکھا کہ جوانی میں تو بیویاں خاوندوں کی خدمت کر ہی لیتی ہیں اس لئے کہ اس میں خاوند کی ضرورت ان کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب بڑھاپا آ جاتا ہے تو اس وقت بچوں کا بہانہ بنا کے عورتیں اپنے خاوندوں سے لاپرواہی کرتی ہیں۔ تو جو جنتی ہوں گی وہ اپنے بوڑھے خاوند کی بھی خدمت کریں گی۔ خدمت سے مراد فقط ایک ہی کام نہیں ہوتا، خدمت سے مراد اس کا خیال رکھنا، اس کے کاموں میں اس کا معاون بن جانا، اس کے کاموں کا انتظام کر دینا، اس کی خوشی کا خیال رکھنا، اس کی بیماری میں اس کی تیمارداری کرنا۔ یہ سب محبت کے اعمال اس کی خدمت کہے جاتے ہیں۔

خاوند کی اطاعت کا عجیب واقعہ

ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔ انس ابن مالک ؓ روایت کرتے ہیں۔ وہ

فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہ تھی۔ وہ اوپر کی سٹوری میں رہتی تھی اور اس کے والد نیچے کے کمرے میں رہتے تھے۔ اللہ کی شان کہ اس کا خاوند کہیں کام کے لئے گیا اور بیوی کو یہ کہہ گیا کہ میرے آنے تک تم نے گھر سے نہیں نکلنا۔ چلا گیا۔ اب پیچھے اس کے والد بیمار ہو گئے۔ تو صحابیات کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کرتی تھیں۔ اس صحابیہ نے اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اوپر کے مکان میں ہوں، میرے والد نیچے کے مکان میں ہیں، خاوند جاتے ہوئے یہ الفاظ کہہ گئے تھے کہ میرے آنے تک گھر سے باہر نہ جانا۔ اب میرے والد صاحب شدید بیمار ہیں تو اب میں کیا کروں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم گھر میں ٹھہری رہو، جو خاوند نے کہا اس کو پورا کرو۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد اس کے والد اور زیادہ بیمار ہو گئے۔ اس نے پھر پچھوایا، نبی علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم گھر میں ٹھہری رہو۔ حتیٰ کہ اس کے والد صاحب کی وفات ہو گئی۔ اس نے پھر کہلوا بھیجا کہ جی کیا اب میں گھر سے باہر نکل سکتی ہوں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا چونکہ تیرا خاوند یہی الفاظ کہہ کر گیا تھا اور وہ یہاں ہے نہیں اس لئے تم اسی پر عمل کرو۔ اس نے دل پر پتھر رکھا اور والد کا چہرہ بھی نہ دیکھا اور خاوند کی بات کی اطاعت کی۔ جب اس کے والد کو دفن کر کے آئے تو نبی علیہ السلام نے اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہیں مبارک ہو، تمہارے اس صبر کی وجہ سے اور خاوند کی اطاعت کی وجہ سے اللہ نے تمہارے باپ کی مغفرت فرما دی۔ اب بتائیں عورت اگر خاوند کی اطاعت کرے تو اس وجہ سے اگر باپ کی مغفرت ہو سکتی ہے تو اس کے اپنے گناہوں کی مغفرت کیوں نہیں ہو سکتی۔ تو دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے شوہر کی اطاعت کو کتنا ضروری قرار دیا اور اس کا کس قدر اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوب بندی

کنز العمال کی حدیث ہے، مرفوع حدیث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ

روایت ہے۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمَرْءَ ۃَ الْمِلْقَۃَ الْبَزِعَۃَ مَعَ زَوْجِھَا الْحِصَانَ عَنْ غَیْرِہٖ

[اللہ رب العزت اس عورت کو پسند کرتے ہیں جو شوہر سے محبت رکھنے والی ہو اور شوہر سے خوش مزاج رہنے والی اور دوسرے مردوں سے اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی ہو]

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمَرْءَ ۃَ اس عورت سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ قربان جائیں کیا پیاری بات بتا دی۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا، اس عورت سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ عورت اللہ کی محبوبہ کہلا سکتی ہے۔ لہٰذا عورتیں ذرا توجہ سے سنیں کہ اس حدیث پاک پر عمل کرے وہ اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن سکتی ہیں۔ ارے دنیا والوں کی محبوبہ بن کے کیا ملے گا جو خود مرنے والے ہیں، ڈھلنے والے ہیں۔ اس پروردگار کی محبوبہ بنو جو حیٌّ لا یموت ہے۔ جس کے پاس زمین اور آسمان کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ فرمایا، اس عورت سے اللہ محبت فرماتے ہیں جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی ہو۔ اور شوہر سے خوش مزاجی کرنے والی ہو۔ خوش مزاجی کا کیا مطلب؟ شوہر کا مسکرا کے استقبال کرنا، مسکراہٹیں بکھیرنا، اس کی بات بات پر مسکرانا اور پیار کی باتیں کرنا، اس کو کہتے ہیں کہ خوش مزاج عورت۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت سڑی رہے، ہر وقت اس کا موڈ بنا رہے۔ ہر وقت اس کے چہرے کے اوپر غصہ رہے اور زبان تلوار کی طرح بنی ہوئی ہو اور زبان سے ایسے سخت الفاظ بولے کہ جو زہر کی طرح کڑوے ہوں۔ نہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شوہر سے محبت رکھنے والی اور شوہر سے خوش مزاجی کرنے والی اور دوسرں مردوں سے اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرنے والی۔ اب ان تین باتوں کا اگر خیال کریں تو

غیر سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اور اپنے خاوند پہ نظریں جمائیں اور اچھی باتوں سے اس کا دل لبھائیں۔ ایسا کرنے والی اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن جائے گی۔

پھر توجہ سے سنئے۔ تین باتیں بتائی گئیں۔ شوہر سے محبت کرنے والی، غیر سے اپنی عزت کی حفاظت کرنے والی اور خاوند سے خوش مزاجی کرنے والی۔ کیا مطلب کہ غیر سے نظروں کو ہٹاؤ، اپنے میاں پہ نظریں جماؤ اور اپنے اچھے اخلاق پیار محبت اور خوش مزاجی کے ذریعے خاوند کے دل کو لبھاؤ۔ جب یہ تین کام کرو گی تو ان کے کرنے پر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبوبہ بنا لیں گے کہ یہ میری پیاری بندی ہے۔ بھلا اس سے بڑا رتبہ اللہ کے ہاں کیا ہو سکتا ہے۔

اب دیکھئے مرد اگر چاہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں تو قرآن پاک نے نسخہ بتا دیا۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران:۳۱)

اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو نبی علیہ السلام کی اتباع کرو۔ تو مردوں کو تو پوری زندگی کے ہر ہر عمل میں نبی علیہ السلام کی اتباع کرنے پر یہ رتبہ ملے گا اور عورت کو تین کام کرنے پر۔ غیر سے نظریں ہٹانے پر، خاوند پر نظریں جمانے پر اور پیار محبت سے اس کا دل لبھانے پر۔ اتنا کام کر لینے پر یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن جائے گی۔

سیدھی جنت میں

ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔ ابی امامہ فہری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَامِلَاةٌ وَالِدَاةٌ رَحِيْمَاةٌ بِاَوْلَادِهِنَّ لَوْ لَا يَعْصِيْنَ اَزْوَاجَهُنَّ دَخَلْنَ الْجَنَّةَ. (شعب الایمان للبیهقی: ج٦ص٤٠٩)

[حمل کی تکلیف برداشت کرنے والیاں، بچوں پر مہربان ہونے والیاں اگر اپنے خاوند کی نافرمانی نہ کریں تو سیدھا جنت میں داخل ہو جائیں گی]

سبحان اللہ۔ یہ بھی جنتی عورت کی نشانیاں بتائی گئیں۔

جنتی بیوی شوہر سے پہلے جنت میں داخل ہوگی

ایک اور مزے کی بات۔

ابی اُمامہؓ سے روایت ہے، فرمایا

يَا مَعْشَرَ النِّسْوَانِ اِنَّ خِيَارَكُنَّ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ خِيَارِ الرِّجَالِ فَلْيُغْسَلْنَ فَيُدْفَعْنَ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ عَلٰى بَرَاذِيْنِ الْحُمْرِ وَالصُّفْرِ مَعَهُنَّ اللُّؤْلُؤُ الْمَنْصُوْرُ

[اے عورتوں کی جماعت! بے شک جنتی عورتیں جنتی مردوں سے پہلے جنت میں داخل کی جائیں گی تاکہ ان کو غسل دیا جائے اور ان کو خوشبوئیں لگائی جائیں، پھر وہ اپنے شوہروں کے استقبال کے لئے آئیں گی ان سواریوں پر جو سرخ ہیں یا زرد ہیں، ان کے ساتھ ان کے بچے بھی ہوں گے جس طرح بکھرے ہوئے موتی ہوتے ہیں]

سبحان اللہ۔ اللہ نے یہ بھی کیا مزے کی بات اپنے محبوب کے ذریعے بتادی کہ میاں بیوی دونوں نیک ہیں۔ دونوں جنتی ہیں تو اللہ تعالیٰ عورت کو مرد سے پہلے جنت میں پہنچائیں گے۔ اس کو دلہن بنانے کے لئے، اس کو سجانے کے لئے اس کو مہندی لگے گی، اس کو پوشاکیں پہنائی جائیں گی، اس کو خوشبوئیں لگائی جائیں گی، زیور پہنائے جائیں گے اور اس کو جنت کے پانی کا غسل دیا جائے گا۔ جب سج دھج کے یہ تیار ہو جائے گی، بچے بھی اس کے ساتھ ہوں گے، اب یہ اپنے بچوں کو

لے کر اور اللہ کی دی ہوئی ڈولی میں بیٹھ کر اپنے خاوند کا استقبال کرے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ خاوند کو جنت میں داخل کریں گے۔ سبحان اللہ۔ یہ کتنا عظیم منظر ہو گا۔ بچے ایسے خوبصورت بن جائیں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی ہوتے ہیں اور عورت کو دلہن بنا کر پیش کر دیا جائے گا۔ سوچیے تو سہی یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ رب العزت نے عورتوں کو عطا فرمائی کہ اگر یہ نیک بنیں گی تو اپنے نیک خاوندوں سے بھی پہلے جنت میں داخل کر دی جائیں گی۔

بچوں کی خاطر نکاح ثانی نہ کرنے والی کا درجہ

ایک حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنَّهُ تَاْتِیْ اِمْرَاَةٌ تُبَادِرُنِیْ. فَاَقُوْلُ لَهَا مَا لَکِ وَمَنْ اَنْتِ. فَتَقُوْلُ اَنَا اِمْرَاَةٌ قَعَدْتُ عَلٰی اِیْتَامٍ لِّیْ

[نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا ہاں ایک عورت ہو گی جو مجھ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہونا چاہے گی۔ میں اس عورت کو کہوں گا، یہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ وہ کہے گی، میں عورت ہوں میرا خاوند فوت ہو گیا تھا میں نے یتیموں کی خاطر نکاح ثانی نہیں کیا]

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اس حدیث پاک کو پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا مگر ایک عورت ہو گی جو مجھ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہونا چاہے گی۔ میں اس عورت سے پوچھوں گا۔ تو کون ہے؟ اور کیوں ایسے کر رہی ہے؟ وہ کہے گی، میں عورت ہوں، میرا خاوند فوت ہو گیا اور میں نے بچوں کو چھوٹا دیکھا، نکاح ثانی نہ کیا تا کہ ان کی پرورش اچھی کر لوں۔ لہٰذا میں نے بچوں کی پرورش کی، اب میں جنت میں جانا چاہتی

ہوں۔ سبحان اللہ۔ معلوم ہوا کہ بچوں کی خاطر عورت نکاح ثانی نہ کرے تو یہ اتنا بڑا عمل ہے کہ وہ عورت نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل کر دی جائے گی۔ ہاں اگر بڑے ہو جائیں اور عورت ابھی جوانی کی عمر رکھتی ہے تو شریعت کا حکم ہے کہ پھر وہ نکاح کر لے۔ کیونکہ جوان عورت کا بیوہ رہنا فتنے سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا۔ حضرت عوف بن مالک ﷺ سے روایت ہے

اَنَا وَ اِمْرَأَةٌ سَعْفَاءُ الْخَدَّيْنِ . اِمْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا فَصَبَرَتْ عَلىٰ وَلَدِهَا كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ . (الادب المفرد: ص۳۱)

فرماتے ہیں کہ میں اور ایک عورت جس کے گال پچکے ہوں گے جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بچوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہو گی جس طرح کہ دو انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

ایسی عورت کو جنت میں نبی علیہ السلام کے قرب کا محل ملے گا وہ جنت میں نبی علیہ السلام کی ہمسائی بنے گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا گھر نبی علیہ السلام کے گھر کی بغل میں ہو گا۔

دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں

ایک حدیث مبارک میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا، اے اللہ کے محبوب!

اَنِسَاءُ الدُّنْيَا اَفْضَلُ اَمِ الْحُورُ الْعِيْنِ.

کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت میں حوروں کی سردار جس کو حور عین کہتے ہیں وہ افضل ہے؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

نِسَاءُ الدُّنْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُورُ الْعِيْنِ كَفَضْلِ الظِّهَارَةِ عَلَى الْبِطَانَةِ

[دنیا کی عورتیں جنت میں حورعین سے بھی افضل ہوں گی۔ جس طرح کہ ایک خوبصورت کپڑا باریک ہوتا ہے اور اس کے نیچے موٹے کپڑے کا استر بنا دیا جاتا ہے]

تو اگر حورعین اس استر کی مانند ہوگی تو پھر جو جنت کی عورت ہوگی یہ اس کے اوپر والے خوبصورت کپڑے کی مانند ہوگی۔ ان دونوں کے حسن و جمال میں اتنا فرق ہوگا۔

ایک ایک حورعین کی ستر ہزار حوریں خادمہ ہوں گی اور یہ حورعین جنتی عورت کی خادمہ بنے گی۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ عورت کو جنت میں ایسا حسن عطا فرمائیں گے کہ حورعین کا حسن جو قرآن میں کہا۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ (الواقعہ: ۲۳)

حورعین موتی اور ہیرے کی مانند ہوگی۔

سبحان اللہ۔ وہ حورعین بھی ایسی ہوں گی جیسے عورتیں کپڑے بناتی ہیں اور بعض اوقات کپڑا باریک ہوتا ہے تو یہ ان کے نیچے استر بنا لیتی ہیں۔ وہ استر موٹے کپڑے کا ہوتا ہے، بے قیمت کپڑے کا ہوتا ہے اور اس پر قیمتی کپڑا ہوتا ہے۔ جیسے اس استر میں اور قیمتی کپڑے میں حسن و جمال کا فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی فرق حورعین اور جنتی عورت کے حسن و جمال میں ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جنتی عورت کو اس کے پسند کا حسن ملے گا۔ جیسے وہ چاہے گی یعنی آج تو دلہن کو سجانے کے لئے عورت بلائی جاتی ہے کہ وہ عورت دلہن کو خوب تیار کرتی ہے۔ مگر نقش نین کئی دفعہ ایسے ہوتے ہیں جیسے تیار کرنا چاہئیں کر نہیں پاتے مگر جنت میں تو نقش نین ہی بدلیں گے۔ وہاں نہ پھر پارے کی ضرورت پڑے گی، نہ کسی اور چیز کی ضرورت پڑے گی۔ جنت کی عورت چاہے گی کہ میری آنکھیں ایسی ہوں ایسی بن جائیں گی

۔ میرے ابرو ایسے ہوں ایسے بن جائیں گے۔ کوئی پلکنگ کی ضرورت نہیں، کوئی فلاں کی ضرورت نہیں۔ چاہے گی میرا چہرہ ایسا ہو، میرے چہرے کی رنگت ایسی ہو، میرے ہونٹ ایسے ہوں، میرے دانت ایسے ہوں، میری پرسنالٹی ایسی ہو۔ جیسی چاہے گی اللہ تعالیٰ اس کو من پسند کا حسن عطا فرما دیں گے۔

ایک کڑوی حقیقت

مگر اتنی باتیں سننے کے بعد ایک دو باتیں بڑے غم کی بھی ہیں۔ وہ سنتی جائیے۔ حقیقت کڑوی بھی ہو مگر بیان کر دینی ضروری ہوتی ہے۔

عمران ابن حسین ﷛، صحابی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءِ

[جنت میں عورتیں بہت تھوڑی ہوں گی]

اور دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

مِنْ تِسْعَ وَتِسْعِيْنَ اِمْرَاۃً وَاحِدَةً فِي الْجَنَّةِ وَ بَقِيَّتُهُنَّ فِي النَّارِ

[دنیا کی ننانوے عورتوں میں سے ایک عورت جنت میں جائے گی اور باقی جہنم میں جائیں گی]

اس سے کیا معلوم ہوتا ہے ایسا کیوں ہوگا اس لئے کہ خاوند کی اطاعت نہیں کریں گی۔ خاوند سے محبت نہیں کریں گی۔ گھر کسی کا آباد کریں گی۔ دل میں کسی اور کو آباد کریں گی اور خاوند کی ناشکری کریں گی۔ اس وجہ سے وہ جہنم میں ڈالی جائیں گی۔ اب عورتوں کیلئے جنت میں جانا آسان تو کر دیا گیا ہے پھر بھی عورتیں وہاں نہیں پہنچ سکیں گی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ اپنی ''میں'' کو مارنا بڑا مشکل کام

ہے۔

آج کی اس محفل کی آخری حدیث سن لیجئے۔ عبد اللہ ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو کثرت کے ساتھ دیکھا۔ کہا گیا کہ

قَالُوْا لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!

صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے حضور ﷺ! آپ نے زیادہ عورتوں کو جہنم میں کس گناہ کی وجہ سے دیکھا؟

قَالَ بِکُفْرِھِنَّ

فرمایا، میں نے ان کو آگ میں ان کی ناشکری کی وجہ سے۔

قِیْلَ یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ؟

کہا گیا، کیا اللہ کا انکار کرتی ہیں؟

قَالَ یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ .

فرمایا نہیں اپنے خاوند کی ناشکر گزار ہوتی ہیں۔

وَ یَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ

اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔

لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا

اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ ایک زمانے تک اچھا سلوک کرے۔ پھر اس سے کوئی چیز ہلکی صادر ہو جائے۔

قَالَتْ . مَارَاَیْتَ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ (بخاری، باب ترغیب فی النکاح)

آگے سے جواب دیتی ہے۔ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

ان جلے کٹے جملوں کی وجہ سے یہ عورتیں جہنم میں زیادہ ڈالی جائیں گی۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ سچے رسول کی سچی کتاب کے الفاظ کی روایت ہے جس کے بارے میں علماء نے لکھا کہ قرآن مجید کے بعد سب سے سچی کتاب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ یہ بخاری شریف ہے۔لہٰذا اس کتاب کی یہ روایت ہے کہ عورتیں جہنم میں خاوند کی ناشکری کی وجہ سے جائیں گی۔

آیئے عہد کریں

آج اس محفل میں عورتیں دل میں یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنے نفس کو اللہ کے لئے مارا، اپنی ''میں'' کو مارا۔آج کے بعد ہم اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ ہم ان سے محبت کے طریقے ڈھونڈیں گی۔ خاوند محبت کرے تو ہماری خوش نصیبی، اگر کمی بھی کرے گا تو ہم اپنی خدمت سے، وفا سے، نیکی سے اپنے خاوند کے دل جیتنے کی کوشش کریں گی۔ ہم ودود بن کر رہیں گی۔ خاوند سے محبت کرنے والی، اس کے ساتھ خوش مزاج رہنے والی، غیر سے نظریں ہٹانے والی بن کر رہیں گی تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت آسانی سے عطا فرمادے۔ رب کریم یہ تمام نعمتیں آسان فرمادے۔اللہ رب العزت قیامت کے دن کی سرخروئی نصیب فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین .

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0477-625454
- معہد الفقیر گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دار الہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دار المطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انار کلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492
- مکتبہ سید احمد شہید 10 الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7228272
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی 051-5771798
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965
- حافظ جنرل سٹور بازار پرانی سبزی منڈی گوجرانوالہ 0431-230644
- دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768
- مکتبہ علمیہ، دوکان نمبر 2 اسلامی کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی 021-4918946
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد